UNIVERSAL LIBRARY
OU_226120
UNIVERSAL LIBRARY

۹۲

ساری دنیا کیلئے ہے اب یہی روشن کتاب
مذہب اسلام کا زندہ نبی روشن کتاب

روشنی چشم دل ہے ایک ہی روشن کتاب
جان ایماں اور جہاں کی روشنی روشن کتاب

جس کو لائے تھے محمد مصطفےٰ صاحب لوا

دوسرا ہے نام نامی جن کا احمد مجتبےٰ

رسالہ

ظہور کعبہ اسلام

۱۳۴۹ھ

مشتمل بر حصۂ اول و دوم

مصنفہ

الحاج مولوی سید قاسم حسنی صاحب افسر پولیس اضلاع کاما

مطبع حمایت دکن بازار بیبی بیان حیدرآباد دکن

۴۸۶/۹۲

تعارف

از مولوی سید جلال مہر یداللّٰہی برادر زادہ حضرت علامہ شمسی قبلہ نور اللہ مرقدہ مصنف

حامداً و مصلیاً ۔ رسالہ ظہور کعبہ اسلام دو حصوں پر مشتمل اور سلیس زبان اردو میں ہے مصنف نے خاص توحید اسلام و دیگر ارکان اسلام کو قرآن مجید احادیث آثار و اقوال سے مرتب کیا ہے۔ اس کتاب کے ناظرین کو اسلامی تاریخ کے ابتدائی حالات کا انکشاف ہوگا۔ اس کا پہلا حصہ قرآن مجید اور احادیث کے مطالب و معانی سے مملو ہے۔ اگر کوئی معمولی استعداد کا فرد بھی اس رسالہ کا سرسری مطالعہ کرے تو اسلام اور اس کے احکام دینیات سے بخوبی واقف ہو جائیگا۔ چونکہ فی زمانا عربی زبان سے عوام کم واقف اور احکام شریعہ کو کما حقہ سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس مختصر رسالہ میں مصنف ممدوح نے تمام عالم کے مسلمانوں کی فلاح و بہبودی دینی اور دنیوی امور کا نیک مشورہ دیا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث نبوی سے اخذ کرکے بہترین اور جامع نسخہ مرتب کیا ہے۔ جو دور موجودہ کے لئے دینی اور دنیوی و اخلاقی معلومات اور تعلیم قرآنی و احادیث نبوی کا بیش بہا ذخیرہ متصور ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس رسالہ کو شروع سے آخر تک ایک مرتبہ بھی مطالعہ کرلے تو مطالب قرآن اور احادیث اور ارکان و حکمت اسلام سے بخوبی واقف ہو گا۔ مختصر یہ کہ اس رسالہ سے مذہبی معلومات تازہ ہو جائینگے اس کا دوسرا حصہ ارکان حج سے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ یوں تو اردو زبان میں اب تک مسائل حج و عمرہ میں اکثر و بیشتر کتابیں شائع ہو چکی ہیں لیکن مصنف صاحب ارکان حج کے بیان کرنے میں قرآن مجید اور احادیث سے استنباط کیا ہے۔ ارکان حج کی تاریخ کو حوالہ جات کیساتھ بالتفصیل بیان کیا ہے۔ عوام الناس کے فائدہ کے لئے مصنف ممدوح نے جدید طرز پر یہ رسالہ مرتب کیا ہے۔ چونکہ آپ دو مرتبہ سفر حجاز کر چکے ہیں۔ اور اثنائے قیام مکہ و مدینہ عازمین حج کے لئے محنت شاقہ سے

معلومات فراہم کیئے ہوئے ہیں اس رسالہ میں وضاحت کے ساتھ مندرج ہیں۔ اگر عازمین حج اسکو غور سے مطالعہ کریں تو بیجا زحمت اور مصارف سے محفوظ رہینگے۔ خصوصًا حجاج کو رفیق و رہبر کا کام دیگا۔

مصنف ممدوح رسالہ ہذا میرے معزز دوست جناب مولوی حاجی سید قاسم حسینی صاحب سے حیدر آباد کے خاص و عام ضرور واقف ہونگے۔ چونکہ آپ سررشتہ کوتوالی اضلاع کے دیرینہ مشہور و تجربہ کار افسر ہیں۔ آپکی حسن کارگزاری کے صلہ میں سرکار عظمت مدار کیجانب سے **تمغہ دی رائل وکٹورین میڈل ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز بالقابہم**" نے مرحمت فرمایا ہے۔ ریاست آصفیہ سے بھی حسن کارگزاری کے صلہ میں تمغۂ خاص کارگزاری پولیس اور کئی انعامات عطا ہوئے ہیں۔ حضور اقدس اعلیٰ نے آپکی حسن کارگزاری پر بذریعہ فرمان خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔ فاضل مصنف نے ۱۳۴۷ھ میں اثنائے ادائی حج حکومت حجاز سے بطور خاص اجازت حاصل کر کے ہمارے **آقائے ولی نعمت سلطان العلوم حضور پر نور نواب میر عثمان علیخان بہادر شہریار دکن** کے بقا و ترقی عمر و اقبال کے لئے لاتعداد حاجیوں کے ساتھ حرم مکہ اور محراب النبیؐ میں خطبہ کیساتھ دُعا کی تھی۔ اس کا سلسلہ ۱۳۴۹ھ میں بھی جاری رکھا۔ **اُمید کہ** ناظرین کرام اس رسالہ کو پڑھ کر سعادت دارین حاصل کریں اور فاضل مصنف کو ذکر خیر سے یاد کریں فقط۔

وما علینا الا البلاغ۔

خاکسار سید جلال مہر ید اللّٰہی عفی عنہ چنچلگوڑہ حیدر آباد دکن

شکریہ
از مصنف

مولوی سید جلال صاحب مہر ید اللّٰہی برادر زادہ حضرت علامہ شمسی مرحوم و مغفور حیدرآبادی میرے ملاقاتی ہیں۔ جناب ممدوح نوجوان و مذہبی اور نیک خیالات کے فرد ہیں۔ صاحب ممدوح کا خاندان بلحاظ علم و فضل اور زہد و عمل ممتاز اور مشہور ہے۔

میری کتاب موسومہ بہ ظہور کعبۂ اسلام کو سید صاحب نے بوقت طباعت دلچسپی لیکر بڑی مدد دی میں سید صاحب ممدوح کا بیحد مشکور ہوں کہ انھوں نے انہی اعانت سے مجھے اپنے مقاصد میں کامیاب ہونیکا موقع عطا فرمایا میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اس صلہ میں صاحب ممدوح کے دلی مقاصد بر آئیں آمین ثم آمین

الحاج سید قاسم حسینی عفی عنہ

ضروری التماس منجانب مصنف

واضح باد کہ یہ کتاب محض اُن حضرات کیلئے لکھی گئی ہے جو زبان عربی نہ جاننے کیوجہ احکام و حکمت مذہب اسلام سے کماحقہ واقفیت نہ رکھتے ہوں۔ اس نقص عظیم کو دُور کرنے کیلئے قرآن مجید کی آیات اور احادیث وغیرہ کا زبانِ اُردو میں بعض جگہ ترجمہ درج کیا گیا ہے اور بعض مقامات پر صرف مطالب بیان کئے گئے ہیں تاکہ اُردو خوان حضرات کے لئے آسانی پیدا ہو جائے۔

بہت ممکن ہے کہ بعض حضرات اس طریقہ پر معترض ہوں۔ اس کتاب کے مقالہ پنجم کے مندرجہ آیات قرآنی سُورہ سجدہ رکوع ۹ سورہ شوریٰ رکوع ۱ سورہ زخرف رکوع ۱ سورہ دخان رکوع ۳ وغیرہ کے تراجم سے انہیں تشفی ہو جائیگی کہ خدا کا اصل منشا یہی ہے کہ اُسکے بندے احکام مندرجہ قرآن سے واقف ہو کر اُن پر کاربند رہیں۔ چونکہ ابتدائے زمانہ اسلام میں خطاب پیغمبر محمدؐ اور مکہ و حوالی مکہ کے عربوں سے مخاطب تھا پیغمبرؐ اور عربوں کی زبان عربی تھی لہذا خدا نے قرآن کو انکی عربی زبان میں نازل کر کے سمجھانے اور سمجھنے والوں کیلئے آسانی پیدا کر دی جبکہ اسلام کا دائرہ وسیع ہو چکا ہوتے تمام دنیا پر احاطہ کر لیا اور قرآن کا عوام کی ہدایت کیلئے دستور العمل خدا کی طرف سے قرار پایا تو بجز اسکے گریز نہیں ہوا کہ کرۂ زمین پر جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں وہ یا تو عربی زبان تحصیل کریں یا قرآن و احادیث کے مطالب کو اپنی مادری زبان میں تحویل کر لیں۔ اس خصوص میں جتنی آیات قرآنی ہیں انکو غور سے پڑھ لیا جائے گا تو اعتراض کرنے کیلئے کوئی گنجایش باقی نہیں رہیگی۔ کتاب غایۃ الاوطار جس کا اُردو ترجمہ درۃ المختار کے نام سے ہو چکا ہے اُسکے جلد اول کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ (فصل) مطبوعہ نولکشور پریس کے ملاحظہ سے بھی اس مسئلہ میں تشفی کی جا سکتی ہے کہ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جو شخص عربی سے عاجز ہو وہ اسلامی احکام کو غیر زبان میں تحصیل کر سکتا ہے حتی کہ نماز بھی بجز قرأت کے اپنی مادری زبان میں ادا کر سکتا ہے قرآنی آیات کا ضرورت کے وقت عربی عبارت کے بغیر بھی لکھا جانا جائز قرار دیا گیا ہے و نیز قرآن کی عبارت متن میں اور ترجمہ و تفسیر کی عبارت بجائے متن میں عبارت قرآنی آیات کے ساتھ لکھنے کے حاشیہ پر لکھنا اولےٰ قرار دیا گیا ہے۔ فقط

خاکسار الحاج سیّد قاسم حسینی عفی عنہ

فہرست صحت نامہ حصہ اوّل کتاب [illegible] اسلام

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۶	بھگتے	بھکے	۱۲	۳	سکے	سکر
۱	۱۵	گئے	گئے کر	۱۲	۵	منتخب شد	منتخب شدہ
۲	۱	کرتے	کرکے	۱۸	۱۳	مدرستہ	مرد
۳	۵	[illegible]	[illegible]	۲۰	۹	صلاوہ	علاوہ
۴	۸	دوگردانی	روگردانی	۲۱	۲۲	باریک مین	باریک بین
۴	۱۵	اسلامی	انسانی	۲۴	۱۰	لوکیا	گویا !
۴	۱۶	مسلمان	مسلمانوں	۲۶	۹	قراءت	قرآن
۴	۱۳	مشرف ہو	مشرف	۲۸	۲۰	تنا سے	تناسے
۴	۵	آور	اور	۲۹	۲۰	رکوع (ہیں)	رکوع (۳)
۵	۱۱	پائی جاتی ہے	پاتی ہے	۳۰	۸	اسی	اس کی
۶	۱۱	دینہ	دیتیہ	۳۰	۸	سنو	سنو !
۶	۱۷	خدائی جلال	خدائی جلال	۳۳	۸	پتا ور	پیشہ ور
۱	۲۳	تدبیر	تدبر	۳۴	۱۲	نشان	نشیان
۷	۳	دینہ	دیتیہ	۳۶	۸	آحادیث	احادیث
۷	۱۲	خدائے جلال	خدائی جلال	۳۷	۱۸	کھینکے	کھٹکے
۷	۱۳	تیری	تیری ہے	۳۹	۲۰	تبرگا	تبرکا
۱۱	۱۶	متفقہ	معتقد	۴۰	۱۴	سکتر	کسر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۱۵	کرتا ہے	کرتا ہے	۶۰	۷	کردیا	گردانا
۴۲	۶	ہنسینگے	ہنسینگی	۶۰	۱۸	کی گئی	کی گئی
۴۳	۷	تنفیم	تنعیم	۶۳	۱۵	کہ	کے
۴۵	۱۴	اکسال	یکسان	۶۴	۱۶	تدبیر	تدبر
۴۵	۱۶	مواشی	مویشی	۶۴	۲۰	تدبیر	تدبر
۴۶	۱۱	تصرف مین لاو	تصرف مین لاؤ	۶۵	۱۰	والے دیوانے	والے بادیوانے
۴۷	۱	والشبرکات	والمشرکات	۷۱	۱۲	نفا	قفا
۴۹	۱۰	غیلم	عظیم	۷۳	۱۵	اپنے	اپنے
۴۹	۱۷	مغرر	معزز	۷۴	۱۹	منافقن	منافقین
۵۰	۳	سردعت	سرعت	۷۴	۲۳	ڈالے	ڈالے
۵۱	۲۰	ذات	ذات	۷۷	۱۹	نہ ہوگے	نہ ہوسکے
۵۲	۲۳	نقل	نفل	۷۸	۳	اترا ہے	اتارا ہے
۵۳	۹	بہنی	انہی	۷۸	۲۳	انفال	انفعال
۵۳	۱۵	کرتا ہے	کرتے ہیں	۷۹	۸	پکڑ	پکڑلین
۵۴	۱۷	اعتسار	اعتبار	۷۹	۱۶	انزد انزاے	اترائے
۵۵	۵	والے تھے	والے ہوتے تھے	۸۰	۱۱	سور	صور
۵۵	۱۰	مسکو	سکو	۸۰	۲۱	تترے	تیرے
۵۵	۱۲	مرکش	سرکش	۸۳	۵	کا	کے
۵۵	۱۳	جبرئیل	جبرئیل نے	۸۳	۲۰	دین	دینی
۵۵	۱۹	بڑے	بڑے تھے	۸۳	۲۲	بنانے	بنائے ہوئے
۵۶	۱۵	لیا ہے	لیا ہون	۸۵	۱۸	کہنی	کہینچتی

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح	نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح
۸۶	۲۱	منشاء	تمنا	۹۸	۱۵	گدری	گذرہی
۸۷	۱۵	اسلام مین	اسلام پر	۹۸	۱۷	اسوقت مین	اسوقت بھی
۸۹	۱۵	زبانیں	زبانین	۹۸	۲۰	جن مین	چین میں
۸۹	۳۰	انھیں	ان ہی	۹۸	۲۰	اسلام مین	اسلام
۹۱	۳	اندیس	اندلس	۹۹	۱	بنالباب	جتنا کتاب
				۹۹	۱۵	اگلاس	اگیلاس
۹۶	۲۳	بڑے حصہ مین	بڑے حصہ مین اور	۱۰۰	۶	قم ایک	قم مین ایک
۹۷	۴	اخیال	خیال	۱۰۰	۱۹	مذہب	مذہب سے
۹۷	۶	پرچیم	پرچم	۱۰۱	۲	ہی ہے	ہی ہو
۹۷	۱۲	تعداد	تعدد	۱۰۲	۲۱	کسی سے	کسی
۹۷	۱۳	اور قرآن	اوس کا قرآن				

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

موجودات مین کوئی ایسی چیز نہین جو اللہ کی تحمید و تسبیح نہ کہتی ہو

اے پروردگار تو بڑا مبارک ہے۔ اے بزرگی اور بڑائی کے صاحب تو بڑا بلند ہے۔ اے اللہ تجھے ہی تعریف ہے۔ اس قدر جو تیرے نعمتون کے مقابل کافی ہو۔ اور تیرے مزید بخشش کے مساوی ہو۔ مین تجھے سب خوبیوں کیساتھ سراہتا ہوں۔ جو خوبیاں مجھے معلوم ہیں یا نہیں معلوم اور سب تیری نعمتون کے مقابل جو مجھے معلوم ہیں یا نہیں معلوم۔ اللہ وہ ذات پاک ہے جس کے سوائے کوئی پوجنے کے لایق نہیں۔

اللہ جل شانہ وتعالیٰ فرماتا ہے { وہ شخص جو کفر جہل اور گمراہی کے سبب مردہ تھا۔ اوسے ہم نے علم اسلام وہدایت سے زندہ کیا۔ اور ہم نے اوسے نور دیا تاکہ وہ اس نور کے ذریعہ لوگوں میں چل پھر سکے۔ ایسے اللہ کی جتنی ثنا وصفت بیان کی جائے وہ کم ہے۔

پیغمبرون کے نسبت قرآن مجید میں اللہ جل شانہ فرماتا ہے

یہہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت دی ہے پس تو بھی اونکی رہنمائی کی پیروی کر۔

رسول مقبول فرماتے ہیں { آگے پیچھے کھینچنے والے یعنے نبی رئیس ہیں۔ اور عالم پیچھے سے ہانکنے والے ہیں۔

بیحد و بیشمار درود انبیاء علیہ السلام کی ارواح { مطہرات پر جو جوانمردی کے عنصر اور نبوت کے منظر تھے۔ جو حقیقت کے رستون پر چلنے والے اور شریعت کے سلوں کے مقتدا رہتے۔ خصوصًا انبیاء کے مسند کے سردار اور اولیاء اللہ کے سالار محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم اور اون کے آل۔ اصحاب ازدواج مطہرات اور خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیق رض۔ حضرت عمر فاروق رض حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ پر اور آن حضرت کے تمام اصحاب اُمت پر بیحد سلام ہو۔

جب لوگون کے دلوں سے مذہبی احساس کی حرمت زائل ہو جاتی ہے۔ اور ملت کے افراد مین نئے عقیدے پیدا ہونے لگ جاتے ہیں جسکو بدعت کہتے ہیں تو فرائض مذہبی کو عملًا و فعلًا بجالانے کے عوض مباحث مذہبیہ اور مسائل کے نتائج فیہ کی تحقیق و تدقیق میں لوگ پڑجاتے ہیں یہی امر مذہب کے لئے انحطاط اور زوال کا سبب بن جاتا ہے۔ احکام مذہب سے بے اعتنائی بڑتی جاتی ہے۔ اور مذہبی فرائض کے ادائی مین ایمان کا جوش و خروش نہیں رہتا۔ افراد کے دل و دماغ سے نقوش مذہبی مٹنے شروع ہوجاتے ہیں اور صرف زبانی مدعیان مذہب جنکو اوامر و نواہی سے کوئی واسطہ نہیں رہتا پیدا ہوتے جاتے ہیں۔

اسلام جو تمام دنیا کے لئے رحمت بنکر آیا تہا جس کے احکام۔ جس کی تعلیم۔ جس کی تلقین انسانی فطرت کے بالکل مطابق تھی موجودہ دور میں انکی جیسی کچھ گت اوس کے نام نہاد پیرؤن کے ہاتھون میں بن رہی وہ محتاج بیان نہیں۔ اسلام کا نصب العین تو تعارف وحدانیت و رسالت کے بعد قانون ابدی کو پیش کرنا تھا۔ جس پر عمل پیرا ہونے سے تقاضائے فطرت اور مطالبات دین و ایمان دونوں جدا گانہ چیز نہ رہیں۔ اسلام کے ان اُصول پر کاربند رہ کر ہر انسان فخر اور ناز کر سکتا ہے۔ اور دینی اور دنیوی زندگی میں کامیاب رہ سکتا ہے۔

واضح رہے کہ اسلام صرف چند فرائض سُنن اور عبادات کے مجموعہ کا نام نہیں ہے

بلکہ اسلام عبارت ہے۔ اوس مذہب سے جو حیات نفسی اور حیات اجتماعی کے تمام اصول و قوانین مرتب کرنے کے علاوہ روحانیت کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ یہہ مسلم ہے کہ تعلیم روحانیت جو اسلام نے دی ہے۔ کسی مذہب میں کسی ملت میں نہیں پائی جاتی

اسلام کے تین شق ہین ایک شریعت دوسرا طریقت اور تیسرا حقیقت

شریعت کا موضوع قران مجید اور احادیث نبوی۔ آثار و اخبار ہیں۔ طریقت کا موضوع عرفان خداوندی اور وصول الی اللہ ہے۔ اور حقیقت کا موضوع ذات باری تعالیٰ ہے علم شریعت کی جبتک تکمیل نہ ہووے باقی دو علوم کا حاصل ہونا دشوار امر ہے۔ اسی لئے اسلام نے شریعت کے اصول پر بیحد زور دیا ہے۔ علم طریقت اور علم حقیقت بغیر رہبر کامل اور تزکیہ نفس حاصل نہین ہو سکتے۔ چونکہ ابتدائی مدارج کا حاصل کرنا اسلام میں ازبسکہ ضروری ہے۔ اس لئے ہم نے اس کتاب میں قران مجید اور احادیث و اخبار اور آثار کا اُردو میں ترجمہ داخل کر دیا ہے کہ برادران اسلام اون کو پڑھکر اپنے سیچے اور فطری مذہب کے اُصول سے واقف ہو جاوین۔ جو مسلمان اصول شریعت سے واقفیت حاصل کریگا۔ اوس پر خود بخود باقی دو علوم یعنے طریقت اور حقیقت کی اہمیت واضح ہو جائیگی۔ اور وہ رہبر کامل کی جستجو کرکے اوس سے فیض حاصل کئے بغیر رہ نہیں سکیگا حضرت موسیٰ علیہ السلام کیسے کچھ جید اور اولو العزم پیغمبر تھے۔ اوس کے تشریح کی ضرورت نہیں ہے انکو اللہ نے نبوت عطا فرمائی اور کتاب شریعت توریت عنایت فرمایا پھر بھی اونہیں اللہ کی جانب سے حکم ہوا کہ حضرت خضر علیہ السلام سے ملکر علم لدنی حاصل کرو چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے ملکر فرماتے ہیں کہ آپ اجازت دین تو مین آپ کیساتھ رہوں بشرطیکہ جو علم لدنی آپ کو سکھایا گیا ہے۔ اوس میں سے کچھ آپ مجھکو بھی سکھا دین حضرت رسول مقبول فرماتے ہیں کہ شیخ کا مرتبہ اپنی قوم میں وہی ہے جو نبی کا اوس کی اُمت میں ہے۔

اس کتاب کے ناظرین کو معلوم ہو جائیگا کہ وحدانیت جو اصل اُصول مذہب اسلام ہے اوس کے اسرار سے واقفیت تامہ حاصل کرنیکا مقام اللہ جل شانہ نے صرف خانہ کعبہ مین رکھا ہے ہماری کتاب کے حصہ دوم کا مضمون اسی موضوع پر مشتمل ہے برادران اسلام سے یہ مخفی نہیں ہے کہ موجودہ دور مین عربی زبان سے عوام بہت کم واقف ہیں۔ قران مجید

اور احادیث نبوی کا عربی زبان میں پڑھنا مکلف ہوگیا ہے اس نقص کیوجہ مذہب اسلام کے اصل احکام سے وقفیت نہیں ہو رہی ہے
پس میں یہ مناسب خیال کیا کہ عوام کی خدمت میں آیات قرآنی اور احادیث نبوی کے ترجمے پیش کرون تاکہ اگر سرسری نظر بھی
اون پر پڑ جائے تو برادران اسلام میں اپنے مذہب کے احکام سے وقفیت حاصل کرنیکا شوق پیدا ہوجائے۔ ملک
ہندوستان میں ریاست ابد مدار حیدرآباد فرخندہ بنیاد بڑی اسلامی ریاست ہے
مذہب اسلام کو اس ریاست اسلامی سے ہمیشہ تقویت ہوتی رہی ہے **خصوصاً موجودہ فرمان روائے**
سلطنت آصفیہ حضرت بندگانعالی نواب میر عثمان علیخان بہادر آصف جاہ
نظام الملک سلطان العلوم خسرو دکن سے دین اسلام کو جیسی تقویت پہونچ رہی ہے وہ عالم
آشکارا ہے۔ اس مبارک عہد میں عام طور پر امن و فراغت حاصل ہے۔ جو خیراتی اور نیک کام اس رعایا پرور
دیندار و دین پرور بادشاہ کے مبارک عہد میں ہو رہے ہیں۔ اونکی نظیر ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملیگی۔ مدارس
دار المطالعہ۔ خانقاہوں۔ پلوں۔ مسافر خانوں۔ رباطوں شفا خانوں۔ سڑکوں۔ اور تالابوں وغیرہ
خیراتی مذہبی و علمی مقامات کا بنانا علماء کی تربیت و عزت۔ زاہدوں عابدوں۔ بیوؤں اور یتیموں کی مدد
رعایا پر شفقت اور رحم یہ ایسے علامات ہیں جن سے اللہ تعالیٰ سے قسم قسم کے تقربات حاصل کیا جانا
کہا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں مثال کے طور پر ۱۳۴۷ سنہ کے حج بیت اللہ کے موقع کی وہ دعا جو روئے عالم
کے حاجیوں نے در کعبہ پر اور ممبر نبوی پر اس دیندار و دین پرور بادشاہ کے لئے خلوص دل سے
کیا تھا اون کا یہاں ذکر کردینا ہی کافی ہے۔ سالگذشتہ حج کے موقع پر بھی حاجیوں نے خانہ کعبہ کے
اندر دعا کیا۔ کیا یہ زرین کارنامہ اس دیندار بادشاہ کے لئے طرۂ امتیاز نہیں ہے۔ خدا اسلام کی
شان و شوکت اس دیندار و دین پرور بادشاہ کے عہد میں اور دوبالا کرے۔ اور **نواب**
میر عثمان علیخان بہادر خسرو دکن کے مدارج اعلیٰ سے اعلیٰ اور امتیازی ترقی بخشے آمین ثم آمین
چونکہ احقر بھی قدیم و موروثی نمک خوار سلطنت آصفیہ ہے اس دیندار و دین پرور بادشاہ کے چالیسویں سالگرہ مبارک
کے موقعہ پر برادران اسلام کے تحریص و ترغیب کے لئے اس کتاب ظہور کعبہ عالم کو مرتب کرنا موزون خیال کیا کہ اس
بابرکت زمانہ میں برادران اسلام احکام خداوندی سے واقف ہو کر نبی آخر الزمان کی پیروی کرتے ہوئے
اسلام کو تقویت دینے کے قابل بن جاوین۔ اور اس قسم کے مضامین عام طور پر شایع کرنے کی خدا برادران اسلام
کو توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار الحاج سید قاسم حسینی عفی عنہ

مرقوم بکم رجب المرجب ۱۳۴۹ سنہ

دار الامن رزیڈنسی حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اے اللہ اپنی توفیق کو ہمارا رفیق اور راہ راست کو ہمارا طریق مقرر فرما۔ خدایا ہمیں ہمارے مقصدوں میں کامیاب کر۔ اور ہماری توبہ قبول کر۔ بیشک توبہ قبول کرنیوالا مہربان توہی ہے۔ اے اللہ حضرت محمد کی اُمت کو بخشدے۔ اس پر رحم کر۔ اس کو نصرت دے۔ اس کی حفاظت کر۔ اس کو نورانی کر۔ اس کے مشکلات کو کھولدے۔ اس کو قابل تحسین بنادے۔ اس کو ابدالآباد تک سلامت رکھہ۔ اس کو قابل شفاعت محمد بنادے۔ اس کو برکت دے۔ اس کو آسانی دے۔ اس کے خطاؤں سے درگزر۔ اے اللہ اے بھٹکنے ہوؤں کے رہنما ہمیں سیدھی راہ بتادے۔ اے فریادیوں کے فریادرس ہماری فریاد کو پہونچ اور ناامیدوں کے اُمیدگاہ ہماری آس مت توڑ اے گناہ گاروں کے رحم کرنیوالے ہم پر رحم کر اے عیبوں کے اصلاح کرنیوالے ہم پر احسان رکھہ۔ تقوی کو ہمارا توشہ بنا۔ اور دین میں ہمارا توکل اور اعتماد تیرے ہی اوپر ہے ہمیں طریقے استقامت پر قائم رکھ۔ اور ہم کو قیامت کے دن ندامت کے موجبات سے پناہ میں رکھ۔ ہم سے گناہوں کے بوجھہ ہلکے کر۔ اور نیکوں کی معیشت ہمارے نصیب کر۔ اور ہمیں کفایت کر۔ اور شریروں کی برائی ہم سے دفع کر۔

اے برادران اسلام ایک صدی سے مسلمانوں میں یہہ جد وجہد ہورہی ہے کہ موجودہ دور کے مسلمانان بجائے ترقی کے تنزل پذیر ہورہے ہیں۔ اور اس ایک سو سال کے زمانہ میں اصلاح مسلمانان کے اسباب کی جو تلاش کی گئی۔ اور اصلاح کے لئے جو طریقے رائج کئے گئے اور ان سے خاطر خواہ فائدہ بخش نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ اس کو حضرت مولانا مولوی محمد عبدالماجد صاحب القادری البدیوانی صدر جمعیت علماء ہند

نے جو مسلمانان کے معلومات کے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اس کی نقل اس کے ساتھ پیش کرنے میں اپنے دینی بھائیوں سے یہہ عرض کرتا ہوں کہ اس ضمن میں میں نے جو نسخہ تجویز کیا ہے۔ اس کو ملاحظہ فرماکر تجربہ کریں۔ میں خلوص دل سے خدا سے التجا کرتا ہوں کہ اگر سرسری نظر سے بھی برادران اسلام اس نسخہ کو محض ایک بار ہی پڑہ لیں تو نسخہ انشاءاللہ تعالےٰ تریاق کا کام دے گا۔ اس نسخہ کے اجزاء محض قرآن مجید کے مضامین و احادیث نبوی و آثار ہیں۔ مگر چونکہ عربی زبان کا رواج مسلمانوں میں رہا نہیں ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو قرآن اور احادیث نبوی سے اپنے کو واقف کرنے کا موقع بہت کم آتا ہے۔ اگر اردو زبان میں یہہ مواد برادران اسلام کے پیش ہو جائے تو وہ اس سے واقف ہو کر ہرگز روگردانی نہیں کریں گے۔ دنیا میں ایسا کون سا مسلمان ہوگا جو اللہ کو اور پیغمبر خدا کو نہ مانتا ہو۔ اور سچا نہ جانتا ہو۔ صرف قرآن میں کیا لکھا ہے۔ اور رسول مقبول نے کیا تعلیم دیا ہے۔ اس سے حقیقی طور پر معلومات نہ ہونے کی وجہ اندھا دھند تقلید کی پیروی کرنے پر مسلمان مجبور ہو گئے ہیں۔ اگر میرے مرتب کردہ نسخہ کو جو عام فہم ہے۔ مسلمان اپنی مادری زبان اردو میں ایک دفعہ پڑہ لیں گے تو اس خدائے قدوس سے مجھے امید ہے کہ اصلاح مسلمانان میں بڑی مددگار۔ جب خدا سچا اور رسول سچا تو خدا کا کلام اور رسول کی تعلیم سے کبھی کوئی مسلمان غفلت کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ اسلام میں بڑے آسانیاں ہیں۔ صرف احکام خداوندی سے واقف ہونا شرط ہے۔ اندھی تقلید نے ہم مسلمانوں کو مذہب اسلام کے احکام سخت ہونا بتلایا ہے۔ اسلام اور اسلامی فطرت دونوں ایک ہیں۔ مسلمان کا تقاضہ دلی یہہ رہتا ہے کہ اسلام کے احکام کی پابندی کرتے رہیں۔ مگر اندھی تقلید اسلام کو وحشت ناک شکل میں پیش کرکے مسلمان کو ڈرا دیتی ہے۔ اور وہ غفلت اور تساہل کرنے لگ جاتا ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میرے مجوزہ نسخہ کا استعمال کرکے تجربہ کرلیں۔ پھر دیکھہ لیں کہ ہم کیسے ترقی کے راستہ پر لگ جاتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دور موجودہ کی حالت و صورت پر حضرت مولانا محمد عبد الماجد صاحب القادری البدایونی صدر جمعیت العلمائے ہند

کے قلم سے تبصرہ

اخذ از دربار علم

حضرت علم بالقابہ فرماتے ہیں :۔

"آپ لوگوں نے دیکھا کہ میرے فاضل مقربین اور اس ہفتہ دربار کے معزز ارکین نے میرے کیسے کیسے آثار و نشان دکھائے اور میرے فیوض و برکات کو کیسی خوبی سے اور کس خوش اسلوبی سے آپ تک پہنچایا۔ اور میری جلالت کو کس طرح عالم آشکار کیا۔ بیشک یہی وہ گروہ ہے جس نے میرے بقا و دوام و قیام میں اولوالعزمانہ جد و جہد سے کام لیا۔ اور عالم سے منوا لیا۔ اور دنیا کو تسلیم کرا دیا جہان سے اقرار لے لیا کہ میرے فیض و برکت کا قیام انہی کے دم سے ہے۔ انہیں باکمالوں کا فیض و برکت سے بھرا ہوا زمانہ میرا نام اقطاع عالم میں مشہور کر گیا۔ انہیں کے جانفشانیوں اور فنی مصروفیتوں کا عہد علمی تاریخ کا مقدمہ بنا۔ انہیں کے دم سے میری قوت کمال و جلوہ ہائے فضل و جلال نے اپنا دامن شرف و وسعت سے پھیلا دیا۔ اور عوام و خواص شاہ و گدا۔ امیر و فقیر۔ ویرانہ و آبادی میں غرض ہر طرح اور ہر جگہہ میرا رعب و وقار بیٹھا دیا میرے لین دین کے لئے جس سلیقہ سے بازار درس و تدریس ان حضرات نے گرم کیا۔ اور جس خوش وضعی و عالی حوصلگی سے میری متاع کی حفاظت و زینت میں ان حضرات نے وقت صرف کیا وہ ظاہر و روشن ہے۔ اور آج ہر علمی گروہ و علمی طبقہ علمی ملک کو اون کا زیر بار احسان بنائے ہوئے ہے۔ بیشک میری عظمت کا ہر شعبہ اوس زمانہ میں نہ صرف کامل بلکہ دوسروں کو کامل

بنانے والا تھا۔ اور یقیناً میرے مختلف اصناف کمال کے تمام نمونے اور بہترین اجزاء و اشخاص کا کافی عنصر اوس دور میں موجود تھا۔ اور ایسے ایسے جامع اور اہل فضل اوسوقت ہوگئے کہ اب زمانہ اون کی نظیر نہین لاسکتا۔ اور موجودہ حالت کے اعتبار سے اون کا ہم پایہ یا ہم تحقیق ہونا محال عادی سا نظر آتا ہے۔

حصول ست:۔ میری غرض اس تقریر سے اس عہد کے قابل افراد پر حملہ کرنا نہیں۔ نہ اگلون کی توصیف و تعریف اور پچھلون کی تحقیر و تنقیص۔ میری تعلیم مجھے پسندیدہ امر ہے۔ بین جو کچھ عرض کرونگا اوس کی یہی غرض ہوگی کہ کوئی بہترین نتیجہ پیدا ہو اور مفید سبق لیا جائے۔ مین جہان تک غور کرتا ہون اور عہد گذشتہ کی تاریخ جو کچھ بتاتی ہے وہ یہہ ضروری امر ہے کہ میرے حاملین فیوض و برکات نے جو کام کیا۔ اور جیسی کہ عزت پائی وہ ہوس و شہرت طلبی اور نمود دنیا کے خاطر سر مغزی سے نہین پائی۔ انہون نے نتیجہ عمل دکھانے سے قبل اور خموشی سے کام کرنے سے پہلے شور مچا کر دنیا کو بہرہ بنا کر۔ عالم کا سر پھرا کر۔ زمانہ میں اپنی منقبت کے خطبے شایع کرانا فخر سمجھ کر ایک ہیجان ناروا برپا نہیں کیا۔ اون کے فضل و کمال اور جامعیت فنون و قوت عمل کا جو معیار تھا وہ یہہ کہ کامل مصروفیتون۔ مسلسل یکسو کوششون سے تحصیل و تکمیل فن کرتے۔ ان کے قابلیتون کی جو سرگذشت تھی وہ تحریری و تقریری شہرت و اشاعت کے زیر بار احسان ہوکر قدم بڑھانا نہیں چاہتی تھی۔ وہ ظاہری نمایشون سے وقتی ہنگامہ آرائیوں سے جسے حاصل کرنا نہ چاہتے تھے۔ بلکہ فنی خدمات اور حصول کمال کے لئے لگاتار مشغولیاں جانکاہیاں اون کا نصب العین تہا۔ وہ لوگ برائے نام ایک ایک دو دو کتابین پڑھ کر معمولی ورق گردانی کرکر خود کو متبحر نہ سمجھ لیا کرتے تھے۔ وہ ایک ایک مسئلہ کی تحقیق کے لئے پیادہ یا بارہا سالہا سال تک دورہ کرتے تھے۔ اون کے مجلس مذاکرہ کا دروازہ ایک ایک مسئلہ کی تلاش کے لئے ہفتوں بلکہ مہینوں وا رہتا تہا۔ اون کے ارادہ میں للہیت تھی۔ حوصلہ بلند تہا۔ ہمت عالی تھی۔ خود نفع پانا اور مخلوق کو نفع پہونچانا اون کا مطمح نظر تہا۔ اون کی فکر سلیم حصول فن تحصیل کمال میں واقعی خلوص اور حقیقی سچائی کا اثر رکھتی تھی۔ اون کو ترتیب علوم و تدوین و ترکیب فنون میں ایک روحانی مسرت و لذت ملتی تھی۔ صرف ظاہری نمایش و داد اون کا مقصد و منتہائے کار نہ تہا۔

یہی وجہ تھی کہ وہ جو کام کرتے مکمل ہوتا۔ جس طرف توجہ کرتے مشکل سے مشکل کو حل کرلیتے

اور تمام دنیا کو برکات و فیض سے بہرہ دیتے عالم اون سے سبق لیتا۔ اور دنیا اون کی حلقہ بگوش بنتی تھی۔ **ہدایت و اصلاح قوم** اُن کے دم سے ہوتی۔ اور تکمیل علم و عمل کی شاہراہ پر اونکا قدم پڑتا۔ ترقی کے اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب وہ اپنی باکمالی سے دم کے دم میں طے کر لیتے اور عالم کو مدارج و مراتب کی رفعت منزل کی سیدھا راستہ دکھا دیتے۔ معاش و معاد کے تمام ضرورتوں کی تکمیل کے لئے اون کے اقوال و ارشادات رہبر ہوتے۔ آئین تہذیب و اخلاق و قوانین تمدن اون کے افعال و معاملت سے بنائے جاتے۔ غرض کہ گذشتہ دور اپنے حسن و کمال و کمال حسن سے علمی و عملی ملکوں کا شہنشاہ بنا ہوا تھا۔

اب زمانہ موجودہ پر نظر ڈالئے۔ علوم و اسرار کے انکشافات کا دور بتایا جاتا ہے۔ بیداری بیدار مغزی و روشن خیالی کا زمانہ مانا جاتا ہے۔ دنیا ترقی کی راہ پر آئی ہوئی کہی جاتی ہے۔ اور زمانہ کو تعلیم یافتہ کا لقب دیا گیا ہے۔ مگر حقیقت کی آنکھ اور باطن نگر نظر جس فنی شعبہ کو اور علمی پہلو کو دیکھتی ہے تو نقصان و ابتری کا مجموعہ پائی جاتی ہے۔ کہنے کو علم کی ترقی ہے۔ علماء کی ترقی ہے۔ مگر نہ علم ہے۔ اور نہ علماء۔ آئے دن ترقی کی فکریں ہوتی ہیں۔ اتفاق رائے سے مشترکہ دماغوں سے قطعی فیصلوں سے برسوں کے محنتوں کے بعد اسباب تنزل سمجھ لینے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ مرض کی تشخیص ہو جاتی ہے۔ علاج شروع ہوتا ہے۔ ایک صدی کی یہی جد و جہد رہتی ہے۔ سینکڑوں مالی و دماغی شفاخانے۔ انجمن و کمیٹی و مجلس کی صورت میں مغربی و مشرقی مشترکہ تدبیروں سے سرگرم علاج ہوئے ہیں۔ بڑے بڑے اشتہارات پرزور دعوؤں سے شائع ہوتے ہیں۔ اوسی ذہنی و غیر واقعی تشخیص کی بناء پر مریضوں کے لئے عمدہ عمدہ غذا۔ اچھی آب و ہوا۔ نئے نئے مکان جدید جدید سامان مہیا کئے جاتے ہیں۔ مادی فرحتوں جسمانی لذتوں سے ہر ممکن آسایش پہنچائی جاتی ہے۔ پابندی اوقات اور جائز حالات سے بظاہر کامل نگہداشت ہوتی ہے۔ باوجود ان تمام انتہائی کوششوں اور بہترین تدبیروں کے سو سال بعد بھی وہ مرض جوں کا توں اور وہی ہائے وائے اپنے حال پر نظر آتی ہے۔ غیر ممکن تھا کہ واقعی تشخیص کے بعد اور ایسے مضبوط طریقہ علاج و نگہداشت کے مسلسل عمل اور ایک دراز زمانہ کی فکر و تدبیر سے مسلم مرد بیمار چنگا نہ ہو جاتا۔ لامحالہ اس نتیجہ پر پہنچنا پڑے گا کہ تشخیص غلط تھی اور علاج غلط ہوا ورنہ کچھ تو رد و عمل ہوتا۔

غور کیجیے۔ سائنس ذہنیت وتاریخ وجغرافیہ سے سالہا سال دماغ بھرتا رہا۔ فلسفہ اور اقوال مشرکین برسوں کانون میں پڑتے رہے۔ تاریخ شاہان دنیا وسلاطین کفار کے کارنامے بڑی محنتوں سے محفوظ کیے جاتے رہے۔ چھہ سات برس کی عمر سے لیکر تمو کا پورا زمانہ ان محنتوں مین صرف ہوگیا۔ اس کے بعد ملازمت کی دیوی کے سامنے اپنا سر جھکا دیا۔ جوان ہوتے ہوتے مالدار بھی ہوگئے۔ غیر مذہب والوں کی سی خوبو اور اون کی زبان بھی آگئی۔ ہند اور یورپ کی جغرافیائی حالت پر خاص نظر بھی پیدا کرلی۔ ناموران ہند و فرہنگ کے حالات پر اطلاع بھی پائی۔ بہت سے اقوال وضرب المثل دانایان و فلاسفران یونان ویورپ کے بھی زبان زد ہوگئے۔ مگر للہ۔ للہ۔ حرمت اسلام پر نظر کرتے ہوئے فرمائے۔ کیا یہ ترقی مسلمانون کی امتیازی ترقی ہوئی۔ کیا اس ترقی مین حقیقی علم وکمال مسلم کی دولت ہاتھہ آئی۔ کیا یہہ احوال بجائے مسرت لایق افسوس نہیں۔ کیا ایک مسلمان کے لیئے یہہ امر قابل ملامت و نفرین نہیں کہ وہ بچپن سے لیکر جوانی بلکہ بڑھاپے تک اپنے علوم دینیہ سے بیخبر رہے۔ اوسکو خدا کے کلام کی ایک آیت سمجھکر یاد نہو۔ اوس کو رسول اکرم صلعم کے فرامین پر اطلاع نہ ہو۔ اوس کو دینی طور پر حلال وحرام۔ جائز وناجائز۔ نیک وبد کی تمیز نہ ہو۔ اوس کو خبر نہو کہ میرے ہی گون تھے کیسے تھے کس شان کے تھے۔ کیا کیا باتین اون کے متعلق جاننا اور ماننا ضروری ہیں۔ انہون نے میرے لئے کیا کیا باتین ضروری ولازم کی ہیں۔ کس امر سے ڈرایا۔ اور بچایا ہے۔ اور کس طرف بلایا ہے مسلم کا امتیازی نشان کیا ہے۔ اور وہ کونسا علم ہے۔ جو مسلمانون کے ہان صرف مسلمانون ہی کے پاس خدائی وجلال وعظمت اور اوس کی سچی معرفت کا ذریعہ ہے۔

حضرات: اس دور مین جو دینی کمزوریان روز بروز پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ اوسکا راز یہی ہے کہ قدیم سچا علم وکمال تو غفلت شعاری کی نذر ہوا۔ نادانی۔ ناواقفی نے غیرون کے توہمات اور غیر مسلم جذبات خیالات کو دماغ میں بھر دیا۔ ساتھہ ہی خود رائے کر دیا۔ اب ایسے ہی دماغ سے ہر دینی مسئلہ کا فیصلہ ہونا بھی ضروری ہے۔ ورنہ تحقیق جدید اور نیئے نیئے علوم وفنون کی شان گھٹی جاتی ہے۔ لہذا ابحاث جن میں رازیؒ وغزالیؒ جیسے جامع وجود مدتون تدبر وتفکر کیا کئے۔ آج ہر ہر شخص اون بین دخل دینے کو تیار ہے۔ عام اس کے

جس فن کا مسئلہ ہے اُس کے متعلقات و لوازمات۔ مقدمات کے سمار داو صاف سے بھی بیخبر ہو۔ اون کو اس سے غرض نہیں کہ جو کچھ کہا جائیگا وہ کہاں تک حکم خدا اور رسول و قواعد شرعیہ دینیہ کے مطابق ہوگا۔ اور عدم مطابقت دارین میں کیسا کھوج کھوے گی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ بھائیو چاشنی طبع کے لئے یا ضرورت دنیا کے خاطر حسن علمی و عملی کمال جو چاہو حاصل کرو مگر اپنا اسلامی امتیاز نہ مٹنے دو۔ خدا اور رسول کا جاننا اور ماننا احکام دینیہ سے باخبر رہنا اپنا اولین فرض سمجھو۔ دیکھو اور سوچو غور کرو اور سمجھو کہ تمہاری اصلی ترقی تمہاری دینی اتباع اور سچی خدا پرستی سے وابستہ ہے۔

"اے مسلم تو دنیا میں خدائے جلال کمال کا مجسمہ ہے۔ اے مومن تو جمال توحید کا آئینہ ہے۔ تو خدا کے لئے ہے۔ اور خدا اور اوس کی خدائی تیری۔ اپنی وسعت شرف کو تنگ نہ کر۔ اپنی غیر محدود طاقت کو قاصر نہ سمجھ۔ اپنے روحانی چمکنے جوہر کو مادیات کے گرد وغبار سے تاریک و دھندلا مت کر۔ تیری ہستی قدرت کا راز ہے۔ اس راز کو سمجھ اور اپنا حقیقت شناس ہو۔ تیرا سچا علم و کمال وہی ہے جس کو منبع نبوت سے تعلق ہے۔ تیری ترقی یہی ہے کہ تیرے قدم پیچھے ہٹتے ہٹتے تیرے سر کو تیرے نبی کے نشان قدم سے جا لگائیں۔ اس کے سوا نہ کوئی علم علم ہے۔ نہ کوئی کمال کمال ہے۔ اور نہ کوئی ترقی ترقی"

اوس کے بعد اوس طبقہ اور گروہ کو بھی دیکھئے جو مدعی قدامت پسندی اور اتباع اسلاف اور جس نے علوم و فنون شرعیہ و دینیہ کی تحصیل و اشاعت اپنا فریضہ سمجھ کر رکھا ہے۔ یہاں جو خانہ خرابی کا عالم ہے۔ وہ عجیب رنجدہ سانحہ ہے۔ یہاں عالم کہلانے عالم ہو جانے کا معیار فقط چند کتابیں پڑھ لینا اور سالانہ سندیں حاصل کر لینا ہے۔ مدرسین اور طلبا سب کے سب مضحکہ خیز حالت میں مبتلا ہیں۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰہ ایک بے ڈھنگا سلسلہ ہے۔ جو چل رہا ہے۔ ایک بے عنوان رفتار ہے۔ جو قدم لپکائے جاتی ہے۔ نہ اس سے غرض کہ مفاد کیا ہے۔ اور نہ اس پر نظر کہ نتیجہ کیا ہوگا اور یہہ علم کس قابل بنائے گا۔ زمانہ موجودہ کے اکثر مدارس مجبوراً یہہ شہادت دینگے کہ

ان کے فارغ التحصیل طلبا کتاب الہیٰ العظیم کے ایک ورق کا صحیح یا محاورہ ترجمہ نہیں کرسکتے۔ تفسیر و تحقیق کے نکات و باریکیاں سمجھنا تو بڑی بات ہے۔ فقہ کے جزئیات ضروریہ اور قواعد کلیہ اور اون کے علل و حکم کی اطلاع تو اون کے لئے اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ بنی ہوئی ہے۔ کہین ابتدائی چند کتابین پڑھنے پڑھانے کے بعد درس حدیث شریف شروع ہوجاتا ہے عام اس سے کہ متعلقات و علوم لازمہ حدیث سے بھی ہون۔ اسرار و معارف حدیث سمجھنے کی استعداد ہو بھی یا نہو۔ بلکہ چاہیے صحیح ترجمہ بہی نہ کیا جاتا ہو۔ اس حدیث خوانی سے جو غارتگر اور مضر دین نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ وہ قوم میں ضلالت پہیلاتے اور مخلوق کو گمراہ کرتے ہیں۔ کہین صرف منطق و فلسفہ کے طرف میلان ہے اور علوم شرعیہ کو ہلکا پہلکا سمجھ لیا گیا ہے۔ جس سے اکثر اسرار فقہیہ اور معارف دینیہ اور لطائف روحانیہ کی طرف توجہ قاصر و ناقص رہتی ہے۔ اور علم کا حقیقی ذوق نہیں ملتا۔ اور اگلوں کا سا تبحر نظر نہیں آتا۔ اس زمانہ میں ہر ایک شہر مین بلکہ قصبات و دیہات میں بھی مدارس دینیہ قائم ہیں۔ درس ہوتا ہے۔ طلباء کا ہجوم رہتا ہے مسلمانون کی افلاس زدہ قوم جیسے بنتی ہے۔ مالی مدد کرتی ہے۔ سالانہ ہزارون روپیہ خرچ پڑتا ہے۔ اگر صرف ہندوستان کے تمام عربی مدارس کی سالانہ آمد و خرچ پر نظر ڈالی جائے تو یقیناً ایک متوسط ریاست کا مالیہ ہوگا۔ اگر ان مدارس کی سالانہ اوسط حاضری طلبہ و مستفیض کو شمار کیا جائے۔ تو ایک متوسط شہر کی مردم شماری کا اوسط پڑے گا۔ اس کے بعد اگر یہہ سوال کیا جائے کہ اتنے خرچ کے بعد ایسی کثیر تعداد میں ہندوستان کے عربی مدارس نے تعداد میں کتنے فاضل متبحر وجود پیدا کیے تو غالباً بلکہ یقیناً ایک ہی رونمائے عالم نہوگا۔ اور سوا حسرتنا جواب کے اور کوئی صدا سننے میں نہ آیگی۔ اس کا سبب یہی ہے کہ نہ اگلا سا طرز تعلیم ہے۔ نہ اگلوں کی سی غرض تعلیم و تعلم۔ نہ وہ سچی نیتین ہیں نہ وہ با خلوص ہمتین۔ ہان زبانی للکار پکار ضرور ہے کہ ہمارا مدرسہ ابوحنیفہ رحمہ کے سے فقیہ رازی رحمہ جیسے متکلم بخاری رحمہ جیسے محدث وغیرہ وغیرہ پیدا کرے گا۔ مجلس توازن و میدان عمل میں یہ تمام چیخ پکار ایک وہمی صدا اور ہوائی ندا ثابت ہوتی ہے۔

حضرات! میں اس حال کو بیان کرتے بھی شرم کرتا ہوں اور دل ہی دل میں

روتا ہوں کہ اس دور میں کس کس طرح بدنام کیا جا رہا ہوں۔ جہل و نقصان کا نام علم و کمال رکھا گیا ہے۔ کمالات علمیہ اور معارف روحانیہ حاصل کرنے کے لئے جن شرائط و فضائل کی ضرورت تھی۔ وہ مفقود العلماء ورثۃ الانبیاء بننے کے لئے جیسی خشیت۔ تواضع۔ خلوص۔ اللّٰہیت عجز و انکسار استقلال و حزم کی حاجت تھی۔ وہ اب کس میں ہے۔ ایک آپا دھاپی کا عالم ہے۔ مذاق مہارت تبحر نہ ذوق تحقیق و شوق تحصیل۔ اس پر ستم بالائے ستم یہہ کہ محقق وہادی موجد و مجدد ہونے کا دعوے۔ مصلح قوم و خادم دین بننے کا ادعا۔ نتیجہ یہہ کہ ضلوا فاضلوا ارشاد خبر صادق کا ظہور۔ اور ایسے ہی وجودون اور خود ساختہ علماء سے مخلوق میں پراگندگی افعال و اعتقادیات کا شیوع۔ ہائے یہہ حالت کتنی لایق تبدیل اور محتاج اصلاح ہے۔ ہم اس سے بھی بیخبر ہیں۔ قرب قیامت ہے للّٰہ۔ اپنے کو سنبھالو دیکھو۔ ایک دن آتا ہے کہ میں (علم) فریادی ہو کر تمہارا گریبان پکڑونگا۔ خدائے قہار و رسول مختار کا سامنا ہوگا۔ میں اون کا نازون کا پالا اون کے سامنے خاک افتادہ ہوؤنگا۔ میری بہتر صورت بُرا حال اور تباہی آمیز نقشہ دکھا کر تمہارے رسول سے تمہاری بدنما شاکی ہونگا۔ وہ رسول جس نے اپنا عزیز مہمان اور ناز پرورده بنا کر مجھکو تم میں چھوڑا تھا میں اوسی سے تمہارے شکوے کرونگا۔ اور اپنی آخر دور کی تباہی و بربادی کس مپرسی پر آنسو بہا کر اپنی بیکسی کا مرثیہ اوسے سناؤنگا۔ کیا وہ وقت تمہارے لئے سخت سے سخت نہوگا۔ جبکہ خدانخواستہ تمہاری غفلتون پر تم سے تمہارا رسول سوال کریگا یا باز پرس کریگا۔ اپنے احسان جتا کر اپنے عزیز مہمان کی جلالت شان بتا کر تم سے مطالبہ خواہ ہوگا۔ اور تمہاری ناقدریوں پر متاسف نظر آئیگا۔ ڈرو۔ ڈرو اب بھی غفلت سے باز آؤ۔ میرا حق سمجھو اور حقانیت سے مجھے اپنے سوال کی سچی نشانی اور باعث فلاح آخرت متاع سمجھکر حاصل کرو۔ اپنے کردار کو درست کرو۔ اپنے اعمال۔ افعال اور اعتقادیات کو سنوارو۔ اور للّٰہ مجھے بدنام نہ کرو۔ دیکھو میری غرض دربار کے انعقاد سے فقط یہی ہے کہ فیض یافتگان بارگاہ رسالت اور میرے سچے قدردانون کو آنکھون سے دیکھ لو۔ کانون سے اون کے معلومات سن لو اور سمجھ لو کہ وہ کس پائے اور کس عظمت و شان کے انسان اور کیسے خالص و خاص خدا اور رسول کے مقرب و برگزیدہ تھے۔ اور اون کے اخلاق و حالات و معاملات کیسے تھے انہون نے کسطرح مجھے لیا اور کسطرح ہمیر عالم نے اون سے مجھکو حاصل کیا تم بھی وہی طریقہ اپنے اسلاف کا برتو تم بھی اوسی راہ پر قدم ڈالو تم بھی اسیطرح ویسے ہی باکمال بن جاؤ۔ خدا تم پر رحم کرے۔ اور رسول کریم اون کے آل اصحاب و اخیار امت تم سے دونو عالم میں راضی ہون

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

سورہ انعام رکوع (۱۳)

وہی اللہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے۔ اس کے اولاد کیونکر ہوئی۔ اس کے بی بی تو تھی ہی نہیں۔ وہ ہر شئے کا خالق اور ہر شئے سے واقف ہے۔ وہی اللہ تمہارا پروردگار ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ ہر چیز کا بنانیوالا ہے۔ تم اسی کی بندگی کرو کہ وہ ہر شئے کا نگہبان ہے۔ اوس کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں۔ وہ تمام آنکھوں کو دیکھتا ہے اور وہ لطیف اور باخبر ہے۔ لوگو! تمہارے رب کے طرف سے تمہیں بصیرتیں پہونچ چکیں ہیں۔ اب جو دیکھیگا وہ اپنے لئے دیکھیگا۔ اور جو اندھا ہو جائیگا اپنا آپ برا کرے گا۔ (اے محمدؐ) تو کہہ میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔ اسی طرح پھیر پھیر کر ہم آیتیں بیان کرتے ہیں کہ جہلا قائل ہوں کہ تو نے انہیں پڑھ کر سنایا ہے۔ اور علم والوں کو اس طرح ہم اچھی طرح سمجھا دیں۔ اے محمدؐ تیرے رب کا جو حکم (قرآن) تیرے پاس آیا ہے تو اس پر چل سوا اس کے کوئی معبود نہیں ہے۔ اور مشرکوں سے اعراض کر۔ اللہ چاہتا تو یہ شرک نہ کرتے ہم نے تجھے ان کا نگہبان نہیں بنایا ہے اور نہ تو ان پر وکیل ہے مسلمانوں اللہ کے سوا یہ جن معبودوں کی پرستش کرتے ہیں تم اونکو برا نہ کہو کہ یہ لوگ ناحق اللہ کو بے سمجھے بوجھے برا کہدینگے۔ اسی طرح ہم فرقہ کے لوگوں کو انکے اعمال

اچھے دکھائے ہیں پھر جب وہ اپنے رب کے پاس آئیں گے تو وہ انہیں جتادے گا کہ وہ کیا کرتے ہیں۔

مقالہ اوّل

مین شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگتا ہون۔ خدائے رحمان و رحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا رب ہے بڑا مہربان نہایت رحم والا۔ انصاف کے دن کا مالک ہے۔ ہم تیری عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھہ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ ہم کو سیدھی راہ دکھا اون لوگون کی راہ جن پر تو نے فضل کیا۔ اون کی راہ نہیں جن پر تیرا غضب ہوا۔ اور نہ گمراہون کی راہ۔ (آمین) خدا کی پناہ کہ میں نادان بنوں۔

دنیائے عالم کے تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ ابتدائے آفرینش ابوالبشر آدم علیہ السلام سے دین و مذہب دنیا میں قائم ہوا ہے۔ ہر قوم اور ہر ملت مین مذہبی خیالات اور جذبات موجود ہیں۔ دنیا کا کوئی طبقہ ایسا نظر نہ آئے گا جس میں مذہب کا اعتقاد نہو۔ مذہب کا خیال ایک فطری چیز ہے۔ نیکی اور بدی یہہ دو الفاظ جن معنون مین استعمال کئے جاتے ہیں۔ اس کی بنیاد ہی مذہب ہے۔ اگر دنیا میں بسنے والے مذہب کی بنیاد نہ ڈالتے۔ اور مذہب کے اصول مقرر کرکے اُن کی پیروی نہ کرتے تو زندگی امن سے بسر ہی نہ کرسکتے۔ امن کی کڑیاں محض انتظام و ترتیب مین کڑیاں بہ منزلہ نیک و بد اخلاق ہیں۔ نیکی و بدی میں ذرا بھی کمی و بیشی واقع ہو جائے تو امن کا شیرازہ بگڑ جاتا ہے۔ پس جس مذہب کی اخلاقی بنیاد مکمل اور مضبوط ہو گی۔ اور معتقد اُمتی یا پیروی کرنے والے احساس کے ساتھہ اپنے فرائض کے ادائی مین منہمک اور مصروف رہینگے بفحوائے آیتہ فی الدنیا حسنۃً ان کو دنیا میں و فی الاخرۃ حسنۃً آخرت مین اعلیٰ درجہ ملیگا۔ حدیث قدسی الدنیا مزرعۃ الاخرۃ یہہ جو مثل ہے کہ جیسی کرنی ویسی بھرنی اس کی بنیاد اسی ارشاد پر ہے۔ دنیا میں انسان نیکی کے بیج بوئیگا تو عاقبت میں اس کو جنت کا ثمرہ ملیگا۔ اگر دنیا میں بد افعالی کرتا رہا تو آخرت میں اس کو دوزخ میں جانا پڑے گا۔

حاصل کلام دنیا کے ہر طبقہ میں مذہب قائم ہے۔ مذہبی خیالات اور جذبات میں

انسان کو زندگی بسر کرنے میں رہنمائی کا باعث ہوتے ہیں مختلف مذاہب کے اصول پر غور کرنے سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ وجود خدا کا اعتقاد و نیز یہہ خیال کے تمام کائنات کا پیدا کرنے والا خدا ہے۔ ہر مذہب و ملت میں موجود ہے۔ چونکہ یہہ اعتقاد اور خیال ہر انسان میں راسخ ہے۔ اس لیے یہہ فطری ہے۔ خدا کو بھی یہہ منظور ہے کہ اس خیال کا بقا انسان کے دل میں مضبوطی سے جمارہے اسمیں کمی پیدا نہ ہونے پائے۔ اس لئے اس کام کے انجام دہی کے لیے اللہ تعالیٰ انسانون کے ہمجنسون سے ایک کا انتخاب کرتا ہے۔ اور اس میں اس بات کی استطاعت اور اہلیت پیدا کرتا ہے کہ اس خیال و جزبہ کو دنیا میں قائم و جاری رکھے۔ اس منتخب شدہ بشر کو اپنا خالص معتمد بناکر زمانہ جس حد تک ترقی کرچکا ہو اس کو ملحوظ رکھکر اس زمانہ کے ضرورتون کے لحاظ سے اس بشر کی تعلیم و تربیت کرتا ہے۔ ایسے رسول کو نبی اور پیغمبر اور تعلیم و تربیت کے طریقون اور اصول و ضوابط کو شریعت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے پیروی کرنے والے امتی کہلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بشر کو دنیا میں اپنے جانب سے نائب یا خلیفہ بناکر معہ دستورالعمل ہدایت دنیا میں اپنے بندوں کے تعلیم و رہنمائی کے لئے روانہ کرتا ہے۔ جو انسان اس نبی کے ہدایت کی پیروی کرتے ہوئے زندگی بسر کرتا ہے۔ اس کی دنیا اچھی طرح بسر ہوتی ہے۔ اور آخرت میں وہ کامیاب رہتا ہے۔ نافرمان انسان دارین میں نقصان اوٹھاتا ہے۔ انسان میں مذہبی عقائد فطرتاً موجود رہتے ہیں۔ رسول کے چھیڑنے سے اون کے خیالات میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ جس میں جس قدر صلاحیت کا مادہ موجود ہو اوسی قدر اس کے خیالات میں جذباتی ہوا تموج پیدا ہوتا ہے۔ امتیون میں چند راسخ الاعتقاد ہوتے ہیں۔ جن میں استعداد کا مادہ بڑھا ہوا ہوتا ہے۔ ایسے لوگ رسول کے معاون اور مددگار بنجاتے ہیں۔ یہہ علما کہلاتے ہیں۔ رسول اور علما ملکر عوام میں شریعت کی تعلیم جاری رکھتے ہیں جس سے عوام کا مذہبی جذبہ قائم رہتا ہے۔ جب تک رسول امت میں زندہ رہتا ہے۔ اس کے فیضان صحبت سے عوام کے جذبہ میں غلو رہتا ہے۔ امتی ترقی کرتے رہتے ہیں رسول کے انتقال کے بعد اس جزبہ کو امت کے علما جاری رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر خیالات و جزبہ کے فنا و بقا کا انحصار ایک طرف تو امتیون اور علماء کے استعداد پر رہتا ہے دوسرے طرف اس کا انحصار شریعت کے وسعت اور کمال پر رہتا ہے۔ قانون شریعت جس قدر مکمل ہو اور زمانہ کی ضرورتون کو آسانی و سہولت کے سات پورا کرنے کی قابلیت رکھتا ہو۔ اتنا ہی

وہ دیر پا ہوگا۔ اُمتی اس کے پیروی کرنے کے طرف مائل پائے جائینگے۔

یہہ انسانی خاصہ ہے کہ جب وہ کسی کو خود سے مرتبہ میں بڑا خیال کرتا ہے۔ اور کسی سے فائدہ حاصل کرتا ہے تو اس کے ساتھہ عظمت وعزت کا برتاؤ کرتا ہے۔ عاجزی ادب اور انکساری سے پیش آتا ہے اپنے خیالات کا اظہار شکر کے پیرائے میں کرتا ہے۔ جسقدر محسن اعلیٰ اور احسان زیادہ ہوتا ہے۔ احسان مند کے تشکر عاجزی انکساری اور ادب کے طریقوں میں فرق ہوتا ہے۔ انسان کے دل میں خدا کا اعتقاد فطرتاً موجود ہے اور خدا کو کائنات کا پیدا کرنیوالا اور رزق دینے والا بھی خیال کرتا ہے۔ اسی اصول کے بناء پر انسان خدا کو قادر مطلق خیال کرتا ہے۔ اور اس کی عبادت کرتا ہے۔ عبادت کا خیال بھی انسان میں فطری ہے

انسانوں کے رہنمائی کے لئے اللہ تعالی پیغمبروں کو یکے بعد دیگرے دنیا میں مبعوث کرتا رہا چنانچہ دنیا میں پیغمبری کے سلسلہ کی ابتدا ابو البشر آدم علیہ السلام سے ہوئی اور حضرت محمد مصطفےٰ پر انتہا ہوئی اسی وجہ سے اللہ تعالے نے آنحضرت کو ختم المرسلین قرآن میں فرمایا ہے۔ مندرجہ بالا مضمون کے تائید میں قرآن مجید کے آیات کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ ان کے مطالب توجہ سے پڑھے جائیں ان آیات میں سے اکثر ہمارے آئندہ مضمون میں بھی استدلالاً کارآمد ہونگے۔

سورہ آل عمران رکوع (۹)

اے محمدؐ تو یاد دلا کے اللہ نے نبیوں سے وعدہ لیتے وقت کہا تھا کہ میں نے تو تمہیں کتاب دی اور عقل دی۔ اب اس کے بعد تمہارے پاس کوئی رسول آئے اور تمہارے کتاب کی بھی تصدیق کرے تو تم اس پر ضرور ایمان لانا۔ اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ اللہ نے پوچھا تھا کہ تم اقرار کرتے ہو اور عہد باندھتے ہو تو (پیغمبروں) نے کہا تھا کہ ہم اقرار کرتے ہیں۔ اللہ کہا تھا کہ تم شاہد رہو اور میں بھی تمہارے ساتھہ ایک شاہد ہوں۔ پھر اس کے بعد جو کوئی منحرف ہوگا وہ نافرمان ہوگا۔ کیا یہہ لوگ اللہ کے دین کے سوا کسی اور دین کی تلاش میں ہیں۔ حالانکہ جو کچھہ آسمانوں اور زمین میں ہے طوعاً و کرہاً اسی کے حکم میں ہیں۔ اور اسی کے طرف سب کو پھر جانا ہے۔ اے محمدؐ تو کہہ ہم ایمان لائے ہم اللہ پر اور اس کی کتاب پر جو ہم پر اتری اور ان صحیفوں پر جو ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ اسحاقؑ یعقوبؑ اور نسل یعقوبؑ پر اترے تھے۔ اور ان کتابوں پر جو موسیٰؑ عیسیٰؑ اور دیگر پیغمبروں کو ان کے رب نے دی تھی۔ ہم ان میں سے ایک میں بھی فرق نہیں کرتے اور ہم تو اسی (ایک رب

کے فرمان بردار ہیں۔ جو شخص اسلام کے سوا دوسرا دین تلاش کرے گا۔ ہرگز اس کا دین مقبول نہو گا۔ اور آخرت میں وہ گھاٹے میں رہیگا۔ ایمان لانے اور پیغمبروں کو برحق جاننے اور دلیلوں کو پانے کے بعد جو لوگ کفر کریں گے۔ اللہ ان کو کیونکر راہ راست دیکھائیگا۔ اللہ ظالموں کی رہنمائی نہیں کرتا۔ ان کی یہی جزا ہے کہ اللہ کی۔ فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی لعنت اُن پر پڑے گی۔ اور وہ اسی (لعنت) میں ہمیشہ رہنگے۔ ان سے عذاب کم کیا جائیگا۔ اور نہ ان کو مہلت ملیگی۔ مگر اس کے بعد جنہوں نے توبہ کی اور نیکوکاری اختیار کی تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے اور پھر کفر میں بڑھتے گئے اُن کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی۔ یہی لوگ راہ بہوے ہوئے ہیں۔ جو لوگ کافر ہیں اور کافر ہی مرگئے زمین بھر سونا بھی اگر وہ فدیہ دینا چاہینگے تو قبول نہ کیا جائے گا۔ انہی لوگوں پر دردناک عذاب ہوگا۔ اور کوئی ان کا مددگار نہ ہوگا۔

ذیل میں سورہ آل عمران کے رکوع (۱۱) سے امامت اور ضرورت پیشوائی مذہب وضرورت علما کی احکام درج کئے جاتے ہیں

مذہب اور ملت کا یہہ بڑا عنصر ہے

ایمان والو اللہ سے ڈرو جیسا حق ہے۔ اس سے ڈرنے کا۔ اور مسلمان ہی مرو۔ تم سب ملکر اللہ کی رسی مضبوط پکڑ رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو۔ اللہ کا وہ احسان اپنے اوپر یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کی۔ اور اب اس کے فضل سے تم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے ہو۔ تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے۔ اس نے تم کو بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تم پر اپنے احکام ظاہر کرتا ہے کہ تم راہ راست پر آجاؤ۔ تم میں ایک ایسی جماعت ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے۔ اچھی بات کا حکم دے۔ اور بری بات سے منع کرے۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے فلاح ہے۔ تم اون لوگوں کے طرح نہو جاؤ۔ جو احکام صریح آنے کے بعد متفرق ہوگئے۔ اور اختلاف کرنے لگے۔ اون پر بروز قیامت بڑا عذاب ہوگا۔

سورۃ نساء رکوع (۵)

اللہ چاہتا ہے کہ تم (مسلمانوں) سے پہلے جو (صلحا) گذرے ہیں۔ ان کے طریقے تمہیں

بتائے۔ اور اُنہی طریقوں پر تمہیں چلائے۔ اور تم پر نظر عنایت رکھے۔ اللہ دانا اور پختہ کار ہے۔ اللہ تم پر نظر عنایت رکھنا چاہتا ہے۔ اور جو نفسانی خواہشوں کے بندے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ تم راہ راست سے دور چلے جاؤ۔ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے۔ کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

سورۃ نساء رکوع (۲۳)

اے محمدؐ ہم نے جس طرح نوحؑ اور رسولوںؑ کے بعد جو پیغمبر آئے اُنکی طرف وحی بھیجی تھی۔ اسی طرح تمہاری طرف بھی وحی بھیجی۔ اور اسی طرح ابراہیمؑ۔ اسحاقؑ۔ یعقوبؑ اور اس کے اولاد اور عیسیٰؑ یعقوبؑ یونسؑ۔ اور ہارونؑ اور سلیمانؑ کے طرف ہم نے وحی بھیجی تھی۔ داؤدؑ کو ہم نے زبور دی تھی۔ اور بھی کتنے رسول ہم نے بھیجے ہیں جن کا ذکر ہم تجھ سے پہلے کر چکے ہیں۔ اور کتنے ایسے رسول ہیں۔ جن کا ذکر ہم نے تجھ سے نہیں کیا ہے۔ اللہ نے موسیٰ سے گفتگو کی تھی۔ یہ رسول خوشی سنانے والے اور ڈرانے والے تھے تاکہ لوگوں کو اللہ پر رسولوں کے آنے کے بعد پھر الزام رکھنے کی جگہ نہ رہے۔ اللہ زبردست حکمت والا ہے لیکن اے محمدؐ اللہ خود گواہی دیتا ہے کہ جو کچھ اس نے تجھ پر اتارا ہے۔ اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں۔ اور گواہی کے لئے تو اللہ ہی کافی ہے۔ جو کفر کرتے ہیں اور اللہ کے راہ سے دوسروں کو روکتے ہیں۔ وہ بہت دور بہک گئے ہیں۔ جو لوگ کفر اور ظلم کرتے ہیں۔ اللہ ان کو ہرگز نہ بخشیگا اور نہ جہنم کے راہ کے سوا جس میں وہ ہمیشہ پڑے رہیں گے۔ کوئی دوسری راہ اُنہیں دکھائے گا۔ اللہ کے نزدیک یہ آسان ہے لوگو تمہارے رب کے طرف سے ٹھیک بات لیکر یہ رسول تمہارے پاس آیا ہے ایمان لاؤ کہ تمہارے واسطے اچھا ہے۔ اگر انکار کروگے تو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ اللہ کا ہے وہ باخبر حکمت والا ہے۔ اے اہل کتاب تم اپنے دین میں مبالغہ نہ کرو۔ اور اللہ کے حق میں سچ ہی کہو مریم کا بیٹا مسیح عیسیٰؑ اللہ کا رسول تھا۔ اور اللہ کا کلمہ تھا۔ جس کو مریم کیطرف اس نے ڈالدیا تھا اور وہ اللہ کے طرف سے ایک روح تھا تو اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ۔ تین کا نام نہ لو اس سے باز آؤ کہ تمہارا بھلا ہو اللہ بس ایک معبود واحد ہے۔ وہ اس سے بری ہے کہ اس کے اولاد ہو۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے۔ اسی کا ہے وہ کارسازی کے لئے کافی ہے۔

سورۃ مائدہ رکوع (۱۵)

لوگو وہ دن یاد کرو جب رسولوں کو جمع کر کے اللہ پوچھیگا کہ تم کو امتوں سے کیا جواب

لاتہا۔ رسول کہیں گے کہ ہمیں خبر نہیں۔ غیبوں کا جانیوالا توہی ہے۔ اللہ اس دن کہیگا کہ اے عیسیٰؑ ابن مریم یاد کر میرا احسان جو تجہہ پر اور تیری ماں پر تہا کہ روح القدس سے میں نے تیری مدد کی تہی لڑکپین میں اور ادہیڑ عمر میں تو آدمیوں سے باتیں کرتا تہا۔ میں نے لکھنا پڑہنا حکمت توریت اور انجیل تجہے سکہائی تہیں۔ میرے حکم سے تو مٹی سے چڑیا کی صورت بناتا تہا۔ پہر اس میں دم پہونکتا تہا اور وہ میرے حکم سے چڑیا ہو جاتی تہی۔ میرے حکم سے تو مادرزاد اندہے اور کوڑہی کو اچہا کرتا تہا۔ میرے حکم سے تو مردے کو قبر سے نکالکر کہڑا کرتا تہا۔ جب بنی اسرائیل کے سامنے تو معجزے لایا تہا۔ اور جو کافر ان میں تہے وہ کہتے تہے کہ یہہ صریح جادو ہے تو میں ان کو تیرے قتل سے روکا تہا۔ جب میں حواریوں کو ایما کیا کہ وہ مجہہ پر اور میرے رسول پر ایمان لائیں تو اونہوں نے کہا تہا کہ ایمان لائے اور گواہ رہ کہ ہم مومن ہیں (اے محمدؐ تو لوگوں کو یاد دلا) کہ جب حواریوں نے کہا کہ اے عیسیٰؑ ابن مریمؑ کیا تیرا رب قادر ہے کہ آسمان سے کہانیکا ایک خوان ہم پر اتارے تو وہ بولا کہ اللہ سے ڈرو کہ اگر تم ایمان والے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ہم اس میں کہائیں اور ہمارے دل مطمئین ہوں اور ہم جانیں کہ تو نے ہم سے سچ کہا تہا۔ اور اس پر ہم گواہ رہیں۔ عیسیٰؑ بن مریمؑ نے کہا کہ اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار ہمارے لئے یعنے اگلوں اور پچہلوں سب کے لئے وہ دن عید ہو اور تیری طرف سے یہہ ایک قدرت کی نشانی رہے۔ ہم کو رزق دے تو بہتر رزق دینے والا ہے۔ اللہ نے کہا میں تم پر خوان اتاروں تو پہر اس کے بعد تم میں سے جو کفر کرے گا میں اسے عذاب کرونگا کہ عالم میں کسی پر میں نے نہ کیا ہوگا۔

سورۃ اعراف رکوع (۲)

ہم نے تمہیں پیدا کیا۔ پہر تمہاری صورت بنائی۔ پہر فرشتوں کو آدم کے سجدے کا حکم دیا سوا ابلیس کے سب نے سجدہ کیا۔ ابلیس نے سجدہ نہیں کیا۔ اس سے پوچہا کہ میرے حکم کے بعد تجہے کس نے سجدہ کرنے سے باز رکہا۔ وہ بولا میں اس سے بہتر ہوں سب مجہے تو نے آگ سے بنایا ہے اور اسے خاک سے اللہ نے کہا بہشت سے نیچے اتر کہ بہشت میں رہکر تجہے تکبر نہ کرنا چاہئے۔ نکل تو بیشک ذلیل ہے۔ وہ بولا کہ لوگوں کے جی اٹھنے (قیامت) کے دن تک مجہے مہلت دے۔ اللہ نے کہا تجہے مہلت ہے۔ ابلیس نے کہا جیسا تو نے مجہے بدراہ کیا ہے میں بہی بنی آدم کے

تاک میں تیری سیدھی راہ پر بیٹھونگا۔ اور ان کے پاس آگے اور پیچھے دہنے اور بائیں سے آؤنگا۔
اور تو اُن میں سے اکثروں کو شکرگزار پائیگا۔ اللہ نے کہا تو بہشت سے بدحال اور مردود ہو کر نکل
آدمیوں میں سے جو تیری پیروی کرینگے تو ہم تم سب سے دوزخ بھرینگے۔ (اللہ نے پھر آدم سے
کہا) اے آدم تو اپنی بیوی کے ساتھ بہشت میں رہ اور تم دونوں جہاں سے چاہو کھاؤ۔ لیکن اس
درخت کے نزدیک نہ جانا ورنہ گنہگار ہو جاؤگے۔ پھر ابلیس نے اُن دونوں کو اُن کی سترگاہیں
جو اُن سے مخفی تھیں کھولکر دکھانے کے لئے ان کو بہکایا۔ اور کہا کہ تمہارے پروردگار نے تم کو
اُس درخت سے صرف اس لئے منع کر دیا ہے کہ کہیں تم دونوں فرشتے یا ہمیشہ کے لئے بہشت
میں رہنے والے نہ ہو جاؤ (شیطان نے) اور قسم کھا کر اُن سے کہا میں تمہارا خیرخواہ ہوں۔ اور
فریب سے اُن کو بہکا لیا۔ جب اس درخت کا پھل اُن دونوں نے چکھا تو اپنی سترگاہیں وہ دیکھنے لگے
اور جنت کے پتوں سے اپنے جسم چھپانے لگے۔ اللہ نے اُن سے پکار کر کہا کہ کیا ہم نے تم کو اس
درخت سے منع نہیں کیا تھا۔ اور یہہ نہیں کہدیا تھا کہ شیطان تمہارا صریح دشمن ہے۔ وہ دونوں
بولے اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے اوپر آپ ظلم کیا ہے۔ اگر تو نے ہم کو نہ بخشا اور ہم پر مہربانی
نہ کی تو ہم ضرور خسارہ میں رہینگے۔ اللہ نے کہا نیچے اترو۔ تم میں سے ایک دوسرے کا دشمن ہوگا۔
اور زمین پر تم کو ایک مدت تک رہنا اور فائدہ حاصل کرنا ہوگا۔ اللہ نے پھر کہا زمین ہی میں تم لوگ
زندگی بسر کروگے۔ اور وہیں مروگے۔ اور وہیں سے نکالے جاؤگے۔ رکوع ۳ میں یہہ مضمون ہے
اے آدم کے لڑکو ہم نے تمہیں پوشاک دی ہے کہ وہ تمہاری سترگاہیں چھپائے۔ اور تمہاری زینت
بڑھائے اور پرہیزگاری کا لباس یہہ سب سے بہتر ہے۔ یہہ لباس بھی اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے
ہے تاکہ لوگ اس میں غور کریں گے۔ آدم کے لڑکو کہیں شیطان تمہیں نہ بہکائے۔ جیسا کہ تمہارے
ماں باپ کو اس نے بہشت سے نکالا۔ ان کے کپڑے اُتروالئے۔ اون کی سترگاہیں اونہیں
دکھا دئے۔ وہ اور اس کی اولاد تمہیں اسطرح دیکھتے ہیں کہ تم اُنہیں نہیں دیکھہ سکتے۔ جو ایمان
نہیں لائے ہیں ہم نے شیطان کو ان کا دوست بنا دیا ہے۔ جب وہ کوئی عیب کرتے ہیں تو کہتے
ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو یہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ اور اللہ نے ہم کو اسی کے کرنے کا
حکم دیا ہے۔ اے محمد تو کہہ اللہ تو عیب کرنے کا حکم نہیں دیتا۔ کیا تم اللہ پر بے جانے ہوئے

جھوٹ بولتے ہو۔ اے محمدؐ تو کہہ میرا پروردگار تو انصاف کا حکم دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ہر نماز کے وقت اللہ کی طرف متوجہ ہو جایا کرو اور خالص اُسی کی تابعداری مدنظر رکھہ کر اُسی کو پکارا کرو۔ جس طرح اس نے تمکو پہلے پیدا کیا تہا۔ تم دوبارہ بھی پیدا ہو گے۔ ایک گروہ کو اللہ نے راہ دکھائی ہے۔ اور ایک گروہ پر ذلالت ثابت ہوئی ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر انہوں نے شیطانوں کو دوست بنایا ہے اور سمجھتے ہیں کہ ہم راہ پر ہیں۔ اے آدم کے لڑکو ہر نماز کے وقت اپنے کپڑے پہن لیا کرو کہاؤ پیو لیکن صرف بیجا نہ کرو۔ اللہ صرف بیجا کرنیوالوں کو دوست نہیں رکھتا۔

سورۃ اعراف رکوع (۱۹)

مین اپنی رحمت اون لوگون کے لئے لکہہ لونگا جو پرہیزگاری اختیار کرین گے۔ زکواۃ دین گے۔ میری آیتون پر ایمان لائینگے۔ اور آئندہ چلکر ایسے پیغمبر کی تبعیت کرین گے جو ان پڑہ نبیؐ ہوگا۔ اور جس کی بشارت کو وہ اپنے پاس توریت اور انجیل میں بھی لکھا ہوا پائیں گے۔ اور جو اچھے کام کا ان کو حکم دے گا۔ اور برے کام سے انہیں منع کریگا۔ پاک چیزین اون کے لئے حلال بنائے گا۔ اور ناپاک چیزوں کو حرام ٹہرائے گا۔ (اور احکام سخت) کے بوجھہ اور قیدیں جو ان پر ہونگی وہ ان کو دور کرے گا۔ جو لوگ اس پر ایمان لائیں گے۔ اسکی حمایت کرینگے۔ اور اس کو مدت دین گے اور جو نور (قرآن) کہ اس کے ساتھہ اُتارا جائیگا اسکی پیروی کرین گے وہی لوگ مراد کو پہونچینگے۔

سورۃ اعراف رکوع (۲۲)

اے محمدؐ لوگون کو وہ وقت یاد دلا جب بنی آدم کے پیٹھون سے تیرے رب نے ان کی نسل پہیلائی تو خود اُن سے اقرار لیا (اسطرح کہ اس نے پوچھا) کیا مین تمہارا رب نہین ہون وہ بولے کہ بیشک ہم گواہ ہیں۔ (یہہ اس غرض سے کیا) کہ شاید تم قیامت کے دن کہو کہ ہمکو اس کی خبر نہ تہی یا یہہ کہو کہ شرک تو اس کے پہلے ہمارے باپ دادا ہی نے کیا تہا۔ ہم تو ان کے اولاد تھے۔ ان کے بعد آئے تھے کیا ان خطا کاروں کے فعل پر تو ہمیں ہلاک کرے گا۔

سورۃ یوسف رکوع (۱۲)

آسمانون اور زمین میں کتنی نشانیاں قدرت کی ہیں۔ جن پر لوگ گزرتے ہیں اور کچھہ پروا نہیں کرتے۔ ان میں اکثر ایسے ہیں کہ اللہ پر ایمان لائے بھی ہیں۔ اور شرک بھی کرتے ہیں

یہہ ڈرتے نہیں کہ اللہ کے عذاب کی آفت انہیں آگھیرے۔ یا ناگہاں ان پر قیامت آجائے اور انہیں خبر بھی نہ ہو۔

سورۃ رعد رکوع (۲)

اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو نہ بدلے۔

سورۃ ابراہیم رکوع (۵)

اے محمدؐ کیا تو نے ان کو نہیں دیکھا۔ جنہوں نے اللہ کی نعمت کے بدلے میں ناشکری کی اور اپنے قوم کو ہلاکت کے گھر دوزخ میں داخل کرا دیا۔ وہ سب اوس میں داخل ہونگے۔ جو بری جگہہ ہے۔ ان لوگوں نے اللہ کے شریک ٹھہرائے ہیں۔ تاکہ اور لوگوں کو اللہ کے راستے سے بہکائیں تو ان لوگون سے کہدے۔ دنیا میں فائدہ اٹھالو پھر تو تمہارا ٹھکانا دوزخ ہی میں ہے۔ ہمارے مومن بندون سے کہدے کہ وہ نماز پڑھا کریں۔ اور ہمنے جو دیا ہے۔ اُسے چھپا کر یا ظاہر کر کے روز قیامت کے آنے کے پہلے خرچ کرتے رہیں۔ اس دن اعمال کی خرید و فروخت ہوگی۔ اور نہ کسی کی دوستی کام آئے گی۔

سورۃ نحل رکوع (۴)

نیکی کرنیوالوں کے لئے اس دنیا میں نیکی ہے۔ اور ان کا آخرۃ ٹھکانا تو کہیں بہتر ہے۔ پرہیزگاران کا کیسا اچھا گھر ہے۔

سورۃ نحل رکوع (۵)

پیغمبرون پر صرف احکام کا صاف طور پر پہونچا دینا ہے۔

سورۃ بنی اسرائیل رکوع (۲)

انسان بہلائی کی دعا کیطرح بُرائی کی دُعا بھی دلگیر ہو کر مانگنے لگتا ہے۔ انسان بڑا جلدباز ہے۔ رات اور دن ہم نے اپنے قدرت کی دو نشانیان قرار دیں ہیں۔ رات کی نشانی کو تو ماند بنایا ہے اور دن کی نشانی کو روشن بنایا ہے تاکہ تم اپنے پروردگار کے فضل (معاش) کی تلاش کرو۔ اور برسون کی گنتی اور حساب کو جانو۔ ہر شئے کو ہم نے قرآن مین مفصل بیان کر دیا ہے۔ ہر انسان کی بہلائی بُرائی ہم نے اس کے گلے مں باندہ دی ہے۔

سورۃ حج رکوع (۷)

اے محمدؐ تجھ سے پہلے جو رسول اور نبی ہم نے بھیجے تھے۔ (انہیں بھی یہہ معاملات پیش آئے) کہ ان کی تمنا میں شیطان نے وسوسے ڈالے لیکن اللہ نے وسوسے مٹا دئے۔ اور اپنی آئتین مضبوط کین۔ اللہ علیم اور حکیم ہے۔ ان معاملات میں اللہ کو یہہ منظور رہا کہ وسوسہ شیطانی سے مریض القلوب اور سخت دلوں کو آزمائے بیشک یہہ ظالم کفار مخالفت بعید میں ہیں کہ ذی علم لوگ وحی کو اپنے رب کیطرف سے برحق جانکر اس پر ایمان لائیں۔ اور ان کے قلوب اللہ کیطرف گرویدا ہو جائیں۔ اللہ مومنون کو سیدہی راہ دکہاتا ہے۔

سورۃ مومنون رکوع (۱)

اُن مومنون کے لئے فلاح ہے۔ جو نماز مین عاجزی کرتے ہیں۔ لغویات سے الگ رہتے ہیں۔ زکواۃ دیتے ہیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ باستثناء اپنی بیبیوں یا اپنی لونڈیون کے اُن پر الزام نہیں ہے۔ جو ان کے علاوہ کے طلب گار ہوں وہ حد سے بڑہنے والے ہیں اپنی امانتون اور اپنے عہد کا پاس کرنے والے اور اپنی نمازون کا خیال رکہنے والے وارث آدم ہیں۔ اور فردوس کی میراث پائینگے۔ اور ہمیشہ اس مین رہینگے۔

سورۃ نور رکوع (۱)

یہہ ایک سورہ ہم نے نازل کیا ہے۔ اور یہہ ہمارا ہی باندہا ہوا دستور العمل ہے۔

سورہ فرقان رکوع (۵)

اے محمدؐ تو کافروں کی اطاعت نہ کر اور پوری کوشش بذریعہ قران ان کے سانہ کر

نوٹ:۔ جہان محمدؐ کا لفظ قران میں آیا ہے۔ اس مین امتی بہی احکام قرانا کے تعمیل کیلئے موکد کئے گئے ہیں

سورہ قصص رکوع (۶)

یہہ (مومن) نیکی سے بدی کو دفع کرتے ہیں۔ اور ہم نے جو کچھہ دیا اُسے خرچ کرتے ہیں۔ اور لغو باتین جو سنتے ہیں تو ان سے مونہہ پہیر لیتے ہین۔

سورہ عنکبوت رکوع (۲)

ہم نے نوحؑ کو اس کے قوم کے طرف بہیجا تو وہ پچاس کم ہزار برس تک ان مین رہا۔ پہر انہیں طوفان نے آلیا وہ ظالم تھے۔ ہم نے نوحؑ اور صاحبان کشتی کو بچا لیا۔ اس واقعہ کو تمام

جہان کے لئے عبرت بنادیا۔ ہم نے ابراہیم کو بھیجا تو اس نے اپنے قوم سے کہا اللہ کی پرستش کرو اور اس سے ڈرو اگر تم سمجھو تو یہہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔

سورہ عنکبوت رکوع (۵)

اے محمد تیری طرف جو کتاب وحی کی گئی ہے۔ اس کی تلاوت کر اور نماز پڑھ بیشک نماز بے حیائی اور گناہ سے بچاتی ہے۔ یاد اللہ کی بڑی چیز ہے۔ اللہ تم لوگوں کے کام سے آگاہ ہے مسلمانو اہل کتاب سے کم بحث نہ کرو۔ مگر بطریق احسن لیکن ان میں سے جو ظلم کریں۔ ان سے لڑنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور ساتویں رکوع ۷ میں یہہ ارشاد خداوندی ہے کہ دنیاوی زندگی محض کھیل کود ہے۔ اور گھر دار آخرت کو یہہ لوگ سمجھیں تو وہی زندگی ہے۔

سورہ لقمان رکوع (۲)

ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی تھی۔ اور اس سے کہا تھا تو اللہ کا شکر کرتا رہ جو شکر کرتا ہے۔ اپنے ہی فائدے کے لئے شکر کرتا ہے۔ اور جو ناشکری کرتا ہے تو اللہ اس سے بے پرواہ ہے اور اللہ ہر حالت مین قابل تعریف ہے۔ ایک وقت تھا کہ لقمان نے نصیحت کرتے ہوئے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا اللہ کے ساتھ شرک نہ کر۔ شرک بڑا ظلم ہے ہم نے انسان کو وصیت کی ہے کہ وہ ماں باپ کا مطیع رہے۔ کیونکہ ماں نے اسے اپنے پیٹ میں ایسے حال میں رکھا کہ ضعف بالائے ضعف تھا۔ اور پھر کہیں دو برس میں دودھ چھوٹا اور یہہ بھی حکم دیا کہ وہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکر گزار رہے۔ بالآخر میرے ہی طرف سب کی بازگشت ہوگی۔ اگر تیرے ماں باپ تجھ سے چاہیں کہ تو میرے ساتھ کسی اور کو جس کا تجھے علم نہیں ہے۔ شریک کرے تو انکی اطاعت تو نہ کر۔ لیکن دنیا مین اچھی طرح ان کی رفاقت کرتا رہ اور پیروی کر۔ ان لوگون کے طریقے کی جو میرے طرف رجوع رہیں۔ بالآخر میرے طرف تم سب کو آنا ہوگا۔ اس وقت ہم تمہیں بتادین گے کہ تم کیا کرتے تھے۔ لقمان نے بیٹے سے کہا بیٹا اگر رائی کے دانے کے برابر بھی کوئی عمل صخرہ (زمین کے طبقہ کے زیرین کا نام ہے) میں یا آسمانون میں یا زمین میں ہوگا تو اللہ اسے بروز حساب حاضر کریگا۔ اللہ بیشک باریک بین اور خبردار ہے۔ بیٹا نماز پڑھا کر اچھے کامون کا حکم دے۔ اور برے کاموں سے منع کر کوئی مصیبت تجھ پر پڑے تو اس پر صبر کر بیشک یہہ ہمت کے

کام ہیں۔ لوگون سے اپنا مہنہ غرور سے نہ پہیر اور زمین میں اترا کر نہ چل اللہ کسی متکبر مغرور کو دوست نہیں رکھتا۔ اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز نرم رکھہ۔ کیونکہ گدہے کی آواز جو نہایت بلند ہے تمام آوازون میں ناگوار ترین ہے۔

سورہ سجدہ رکوع (۳)

اے محمد ہم نے موسیٰ کو بھی کتاب دی تھی تو اللہ کی کتاب قرآن کے ملنے سے شک میں نہ رہ۔ ہم نے توریت کو بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے بنایا تہا اور ان میں امام بھی بنائے تھے۔ جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے یہہ منصب امامت انہیں جب ملا کہ وہ کفار کی ایذا دہی پر صبر کرتے تھے۔ اور ہمارے آیتون کا یقین کرتے تھے۔

سورہ احزاب رکوع (۵)

مسلمان مرد اور مسلمان عورتین مومن مرد اور مومن عورتین اطاعت کرنے والے اور اطاعت کرنے والیان سچے مرد اور سچی عورتین صبر کرنے والے اور صبر کرنے والیان ڈرنے والے اور ڈرنے والیان صدقہ دینے والے اور صدقہ دینے والیان روزہ رکہنے والے اور روزہ رکہنے والیان اپنے شرمگاہون کے حفاظت کرنے والے اور کرنے والیان اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور کرنیوالیان ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب مہیا کر رکہا ہے۔ کسی مرد مومن اور زن مومن کو روا نہیں ہے۔ جبکہ اللہ اور اللہ کا رسول کوئی فیصلہ کردے تو پہر وہ اپنے کاموں میں اپنا اختیار باقی رکہیں جس نے اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کی۔ وہ صریح گمراہی میں پڑا۔ اسی رکوع میں اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ لوگو محمد تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ لیکن اللہ کا رسول ہے۔ اور سب نبیوں کے آخر میں ہے۔ اللہ ہر شئے سے واقف ہے۔ اور رکوع ۶ میں اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ ایمان والو اللہ کو بہ کثرت یاد کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو وہی تم پر درود بہیجتا ہے اور اس کے ملائیکہ استغفار تمہارے لئے کرتے ہیں تاکہ اللہ تمہیں کفر کی تاریکی سے ایمان کی روشنی کیطرف لائے۔ اللہ مومنون پر مہربان ہے۔ دعا ان مومنون کی جس دن یہہ اللہ سے ملینگے۔ سلام ہوگی۔ اللہ نے ان کے لئے بڑا ثواب مہیا کر رکہا ہے۔ اے محمد ہم نے تجہے گواہی دینے والا خوشخبری سنانیوالا اور ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اللہ کے طرف لوگون کو بلانے والا۔ اور ہدایت کا چراغ

روشن بنا کر بھیجا ہے ایمان والون کو تو بشارت دے کہ اُن پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔

سورہ سبا رکوع (۴)

ہم نے جس بستی میں پیغمبر ڈرانے کے لئے بھیجے وہان کے اُمرا نے ان سے یہی کہا کہ ہم تمہارے احکام رسالت نہیں مانتے۔ اسی طرح یہہ کفار بھی مسلمانون سے کہتے ہیں کہ مال اور اولاد ہمارے پاس زیادہ ہے۔ ہم پر عذاب نہوگا۔ اے محمدؐ تو کہہ میرا پروردگار جس پر چاہتا ہے۔ رزق کو کشادہ اور کم کرتا ہے مگر اکثر لوگ مصالح تقسیم رزق سے واقف نہیں ہیں رکوع (۵) مین ارشاد فرماتا ہے کہ تمہارے اموال اور اولاد ایسے نہیں ہیں کہ ہمارے پاس تمہیں مقرب کردین مگر مومنین نیکوکار کے اعمال کا دوہرا عوض آخرت مین ہے۔ تم جو شئے خرچ کروگے۔ اس کا عوض وہ تمہیں دے گا۔ وہ بہتر رزق دینے والا ہے

سورہ یٰسین رکوع (۱)

یٰسین قسم ہے۔ قرآن محکم کی کہ اے محمدؐ بیشک تو منجملہ اور پیغمبرون کے ہے۔ اور راہ راست پر ہے۔ یہہ قرآن اللہ غالب اور مہربان کا اُتارا ہوا ہے۔ تاکہ اُس کے ذریعہ سے تو ایسے لوگون کو ڈرائے جن کے باپ دادا پہلے کسی پیغمبر کے ذریعے سے نہیں ڈرائے گئے تھے اور جو دین سے غافل ہیں۔

سورہ زمر رکوع (۵)

اللہ وقت مرگ روحوں کو اپنے پاس بلالیتا ہے۔ اور زندون کے روحوں کو بھی نیند کی حالت میں بلالیتا ہے۔ پھر حکم موت جن پر صادر کرچکا ہے۔ انہیں روک رکھتا ہے (اور باقی سونے والوں کی روحیں) وہ ایک وقت مقرر (موت) تک کے لئے پھر دنیا میں بھیج دیتا ہے فکر کرنیوالوں کے لئے اس میں قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں۔ [illegible]۔ اس آیت سے مذہب ہنود کا مسئلہ تناسخ غلط ثابت کرتا ہے۔

سورہ زمر رکوع (۳)

جس کسی کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھولدیا ہے۔ وہ اپنے رب سے نور ہدایت پاتا ہے۔ ہلاکی ہے۔ ان کے لئے جن کے دل (اللہ) ذکر اللہ کے طرف سے سخت ہیں۔ ایسے لوگ

صریح گمراہ ہیں۔ اللہ نے نہایت اچھا کلام (قرآن) اتارا ہے۔ یہہ کتاب ہے جس کی باتیں باہم ملتی جلتی ہیں۔ اور ایک ہی بات جس میں باربار کہی گئی ہے۔ جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کی روئیں اُس سے سنگھڑے ہو جاتے ہیں اور پہر ان کے جسم اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف نرم ہو کر راغب ہوتے ہیں۔

سورہ نور رکوع (۴)

لوگو جو مصیبت تمہیں پہونچتی ہے وہ تمہارے ہی افعال کی سزا ہے۔ اور بہت سی خطائیں تمہاری اللہ معاف بھی کر دیتا ہے۔ اسی سورہ کے ہمارکوع (ا) میں اللہ کا یہہ ارشاد ہے کہ اللہ ہی نے کتابیں برحق اتاریں اور ترازو (شرع) قائم کی۔

سورہ شوریٰ رکوع (۵)

جسے اللہ گمراہی میں چھوڑ دے تو پھر اس کے بعد اس کا مددگار نہیں ہوسکتا۔ اے محمدؐ تو روز قیامت دیکھے گا کہ یہہ ظالم جب عذاب دیکھینگے تو کہنیگے کیا دنیا میں پھر جانے کی کوئی راہ ہے تو انہیں دیکھیگا کہ یہہ عذاب پر پیش کئے جاتے ہیں تو ذلت سے جھکے ہوئے ہیں۔ اور کنکھیون سے دیکھہ رہے ہیں۔ اس وقت ایمان والے کہیں گے کہ بدنصیب وہ ہیں جنہون نے اپنے آپ کو اور اپنے گھر والون کو اپنا برا نمونہ دکھا کر بروز قیامت تباہ کیا۔ آگاہ ہو کہ ظالم عذاب دائمی میں رہینگے۔ کوئی حمایتی ان کا اللہ کے سوا نہ ہو گا کہ ان کی مدد کرے۔ اللہ جسے گمراہی میں چھوڑ دے اس کے لئے نجات کی کوئی راہ نہیں ہے۔ لوگو اس دن کے آنے سے پہلے جو اللہ کی طرف سے ٹل نہیں سکتا۔ اپنے رب کا کہا مانو۔ اس دن نہ تمہارے لئے کوئی پناہ کی جگہ ہوگی نہ تم سے انکار ہی کرتے بن پڑے گا۔ اے محمدؐ گر لوگ روگردانی کرتے ہیں تو کیا ہم نے تو تجھے اون کا محافظ بنا کر نہیں بہیجا ہے تجھے صرف پیغام پہونچا دینا ہے۔ ہم جب انسان کو اپنی رحمت کی لذت چکاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے۔ اور جب انہیں کوئی مصیبت ان کے اعمال کے سبب سے پہونچتی ہے۔ تو وہ شکایت کرنے لگتا ہے انسان بڑا ہی ناشکر گزار ہے۔ آسمانون اور زمین کی بادشاہت اللہ کے لئے ہے۔ جو چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے جسے چاہتا ہے وہ بیٹیان دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے وہ بیٹے دیتا ہے۔ یا بیٹے اور بیٹیان دونون قسم کی اولاد انہیں دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے وہ بانجھ کر دیتا ہے وہ دانا اور قادر ہے

کسی بشر کا یہہ رتبہ نہیں کہ اس سے اللہ باتیں کرے بجز اس کے کہ بذریعہ وحی یا پیروی کی آڑ سے باتیں کرے۔ یا کوئی رسول بھیجے جو اس کے حکم سے اس کی مشیت کے مطابق باتیں کرے۔ وہ بیشک برتر اور حکمت والا ہے۔ اسی طرح اے محمدؐ ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے دین کی روح (قرآن) کی وحی بھیجی تجھے اس کے قبل خبر نہ تھی کہ کتاب کیا ہے۔ اور ایمان کیا ہے۔ لیکن ہم نے اس قرآن کو ایک نور بنا دیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے ہم اپنے جس بندے کو چاہتے ہیں۔ راہ راست دکھاتا ہے۔ ایسے اللہ کی راہ جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی تمام چیزیں ہیں۔ آگاہ ہو کہ تمام کاموں کا مرجع اللہ کی طرف (یعنی قادر مطلق)

سورہ جمعہ رکوع (۱)

اسی نے ان ان پڑھوں میں سے ایک کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ جو ان کے سامنے اسکی آیتیں پڑھتا ہے۔ انہیں شرک کی نجاست سے پاک کرتا ہے۔ اور ان کو کتاب الہی اور حکمت سکھاتا ہے۔ ورنہ اس کے پہلے تو وہ کھلی ہوئی گمراہی میں تھے۔ اللہ نے اس رسول کو اور لوگوں کی طرف بھی بھیجا ہے۔ جو ابھی تک ان مسلمانان عرب میں شامل نہیں ہوئے ہیں۔ وہ زبردست حکمت والا ہے۔ یہہ رسالت اللہ کا فضل ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اللہ بڑا فضل والا ہے۔ بار احکام توریت جن پر لادا گیا۔ وہ اسے اٹھا نہ سکے۔ اُن کی مثال گدہے کی ہے۔ جس پر کتابیں لدی ہوں۔ اللہ کے آیتوں کی جھٹلانے والی قوم کی مثال کیا بُری ہے۔ قوم ظالم کو اللہ راہ نہیں دکھاتا۔ اسی سورہ کے رکوع (۲) میں اللہ ارشاد فرماتا ہے۔ مومنوں جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لئے اذان دیجائے تو نماز کے لئے لپکو اور بیع (خرید و فروخت) چھوڑ دو۔ اگر تم جانو تو یہہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور اللہ کا فضل (معاش) ڈھونڈو اور اللہ کو بکثرت یاد کیا کرو تاکہ تمہارا چھٹکارا ہو یہہ لوگ جب کوئی تجارت یا کھیل دیکھتے ہیں تو ادھر متوجہ ہو جاتے ہیں اور اے محمدؐ تجھے کھڑا چھوڑ دیتے ہیں تو کہہ اللہ کے پاس جو ثواب عبادت ہے وہ کھیل اور تجارت سے بہتر ہے۔

سورہ حدید رکوع (۴)

ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو رسول بنایا۔ اور اُن کی اولاد میں نبوت اور کتاب جاری کی

ان مین سے چند لوگون نے راہ پائی اور اکثر نافرمان رہے۔ اور ان کے قدم بہ قدم ہم نے اور رسول بھیجے اور ان کے پیچھے ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور انجیل دی۔ اور اس کے تابعین کے دلون مین رحم اور مہربانی پیدا کی۔ رہبانیت انہون نے خود اختیار کی ہم نے ادن پر فرض نہیں کیا تہا۔ مگر اللہ کی رضا کا طلب کرنا۔ لیکن انہون نے پورے طور پر اُس کو نہیں نباہا۔ ان مین جو مومن تھے ان کو ہم نے ثواب دیا۔ ان مین اکثر نافرمان ہوئے۔ مومنون اللہ سے ڈرو۔ اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ اپنی رحمت سے وہ تم کو دوہرا حصہ دے گا۔ اور تمہیں ایسا نور ایمان دے گا کہ جسمین تو تم چلو اور تمہین بخشیگا۔ اللہ غفور و رحیم ہے۔ یہہ اس لئے تم سے کہا جاتا ہے کہ اہل کتاب یہہ نہ سمجہیں کہ مسلمانون کو اللہ کے فضل پر ذرا بھی دسترس نہیں ہے۔ اللہ کا فضل اللہ ہی کے ہاتہہ میں ہے۔ جسے چاہتا ہے وہ دیتا ہے۔ اللہ بڑا فضل والا ہے۔

نوٹ۔ اس قبیل کے آیات قرآن شریف میں جابجا پائے جائیں گے۔ جو حضرات زبان عربی سے نابلد ہیں۔ ان کو چاہیے کہ مادری زبان میں کلام مجید کے جو تراجم ہوئے ہیں۔ ان کو پڑہ کر مطالب قرآن مجید سے وقفیت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ مندرجہ بالا آیات کا اردو ترجمہ مین نے علامہ ابو الفضل مولوی محمد احسان اللہ صاحب عباسی کے ترجمہ قرآن سے اخذ کیا ہے۔ اس ترجمہ میں روزمرہ کی عبارت ہولے سے مطالب قرآن کے سمجھنے مین آسانی ہوتی

مقالہ دوم

ہمارے موجودہ زمانہ میں حسب ذیل مذاہب اور ان کے پیرو نظر آتے ہیں۔ ہندو بودھ۔ جین۔ گبر آتش پرست یہودی عیسائی۔ اور مسلمان ہندو مذہب میں جو گوتم بدھ پیدا ہوئے تھے۔ انہون نے خدا کی پرستش کا ایک خاص طریقہ ایجاد کیا تھا۔ اُس کی ایک شاخ مذہب جینی ہے۔ چونکہ ہندو بودھ اور جین ایک دوسرے کی شاخین ہیں۔ ان کی کتاب مقدس وید ہے۔ آتش پرستون کی کتاب مقدس کا نام ژند آوستان ہے۔ یہودیوں کی کتاب مقدس توریت ہے۔ عیسائیوں کی کتاب مقدس انجیل ہے۔ اور مسلمانون کی کتاب مقدس قرآن مجید ہے۔ یہہ پانچون مقدس کتابین دنیا میں موجود اور اپنے اپنے پیرؤن کے دینی اور دنیوی معاملات

میں رہنمائی کر رہے ہیں۔

قرآن مجید میں بت پرستوں ستارہ پرستوں آتش پرستوں اور خدا پرستوں کا ذکر جگہ جگہ پایا جاتا ہے۔ مگر بت پرستوں آتش پرستوں اور ستارہ پرستوں کے کتب شریعت کا نام درج نہیں ہے۔ البتہ کتب توریت۔ زبور۔ انجیل کے نام بحیثیت کتب الہامی بتائے گئے ہیں۔ قرآن میں اس کی بھی صراحت ہے کہ توریت حضرت موسیٰ پیغمبر پر زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر اور انجیل حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئے۔ اور قرآن کے حامل پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ ہیں۔ مقالہ اول میں چند آیات کے تراجم جو درج کئے گئے ہیں۔ ان سے واضح ہو گیا ہوگا کہ اللہ نے لا تعداد پیغمبران کو انسانوں کے ہدایت و رہنمائی کے لئے مبعوث کیا تھا۔ بعضوں کو شریعت کے خاص کتابیں عطا ہوئے تھے۔ اور بعضوں کو ان سے سابق کے پیغمبروں ہی کے شریعت پر کاربند رہنے کی ہدایت ہوئی تھی۔ ان کتب کو قرآن میں اللہ تعالےٰ نے صحیفوں کے نام سے موسوم کیا ہے۔ خدا قرآن میں یہہ ارشاد فرماتا ہے کہ ہر قوم کی ہدایت کے لئے پیغامبر بھیجے گئے تھے۔ یہہ اس بات کی دلیل ہے کہ اقوام ہند و آتش پرست وغیرہ کی رہنمائی کے لئے بھی اللہ کی جانب سے ضروری نبی اور شریعت مقرر ہوئی ہوگی۔ اللہ تعالےٰ نے یہود کے اس فعل کے نسبت کہ توریت میں وہ تحریف کرتے تھے۔ **سورہ آل عمران** کے رکوع (۳) میں یوں ظاہر فرماتا ہے کہ ان میں بعض ایسے ہیں جو کتاب توریت کو اسطرح لہجہ بدلکر پڑھتے ہیں کہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں وہ جزو کتاب کلام توریت ہے۔ حالانکہ وہ کتاب میں نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ یہہ منزل من اللہ ہے۔ حالانکہ وہ منزل من اللہ نہیں ہے۔ وہ جان بوجھ کر اللہ پر افترا کرتے ہیں۔

سورہ مائدہ رکوع (۳) سورہ نساء کے رکوع (۲۲) اور (۲۳) سے کچھہ عبارت ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ بیشک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد اطاعت لیا تھا۔ اور انہیں میں سے ہم نے (۱۲) سردار مقرر کئے تھے۔ اور بنی اسرائیل سے اللہ نے کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اگر تم نماز کو قائم رکھو گے۔ اور زکواۃ دیتے رہو گے۔ میرے پیغمبروں پر ایمان لاتے رہو گے۔ اور اُن کی مدد کرتے رہو گے۔ اور اللہ کو خوش دلی سے قرض دیتے رہو گے تو میں تم سے تمہارا گناہ دور کر دونگا۔ اور ایسے باغوں میں تمہیں داخل کرونگا۔ جن کی نیچے نہریں جاری ہیں۔ پھر میں اس کے بعد جو تم میں انحراف کرے گا تو سمجھو وہ سیدھی راہ سے بہکا۔ ان کی عہد شکنی

پر ہم نے انہیں لعنت کی اور ان کے دلوں کو سخت کر دیا۔ وہ لفظوں کو اس کے مقامات سے بدلتے ہیں
اور ان کو نصیحت کی گئی تھی۔ اس کا ایک حصہ وہ بھول گئے ہیں۔ اے محمدؐ ان میں سے چند لوگوں
کے سوا ہمیشہ تو ان کی چوری سے آگاہ ہوتا رہتا ہے (یعنی وہ توریت کے احکام کو چھپاتے ہیں)
تو ان کے قصور معاف کر اور درگزر کر۔ احسان کرنیوالوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔ جو لوگ اپنے آپ کو
نصاریٰ کہتے ہیں۔ ان سے بھی ہم نے عہد اطاعت لیا تھا۔ جو نصیحت اُن کو کی گئی تھی۔ اس کا ایک
حصہ انہوں نے بھی بھلا دیا ہے۔ ہم نے ان میں بغض اور عداوت قیامت کے دن تک ڈالدی
ہے۔ عنقریب انہیں اللہ بتا دے گا کہ وہ کیا کرتے تھے۔ اے اہل کتاب تمہارے پاس ہمارا
رسول آیا ہے۔ اور کتاب الٰہی کی بہت سی باتیں جو تم چھپاتے ہیں۔ وہ کھول کر بیان کرتا ہے۔ اور
بہت سی باتوں سے درگزر کرتا ہے۔ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی اور کتاب ظاہر آگئی ہے
جو لوگ اللہ کی رضامندی کے طلبگار ہیں۔ ان کو اللہ اس کتاب (قرآن) کے ذریعہ سے سلامتی کے
کے راستوں پر لاتا ہے۔ اور اپنے حکم سے انہیں تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے۔ اور
اور اُن کو سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔ وہ لوگ بیشک کافر ہیں جن کا مقولہ ہے کہ مسیح ابن مریم ہی
اللہ ہے۔ اے محمدؐ تو کہہ اللہ مسیح ابن مریم کو اور ان کی ماں مریم کو اور جتنے لوگ زمین پر ہیں ان
سب کو ہلاک کرنا چاہئے تو اللہ کے سامنے کس کا زور چلتا ہے۔ آسمانوں اور زمین میں اور جو ان
دونوں کے درمیان میں ہے۔ ان سب پر اللہ کی سلطنت ہے۔ جو چاہتا ہے وہ پیدا کرتا ہے۔
وہ ہر شئے پر قادر ہے۔ یہود اور نصاریٰ کہتے ہیں۔ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں۔ اے
محمدؐ تو اُن سے کہہ پھر تمہارے گناہوں کے سبب سے وہ تم پر عذاب کیوں کرتا ہے۔ نہیں بلکہ
تم بھی اس کی مخلوقات انسانی میں ہو۔ جسے چاہے وہ بخشے۔ اور جس پر چاہے وہ عذاب کرے۔
اسی کو آسمانوں اور زمین اور جو چیز ان دونوں کے درمیان میں ہے۔ ان سب کی بادشاہت ہے
اور اسی کی طرف پھر سب کو جانا ہے۔ اے اہل کتاب احکام دین بتانے کے لئے پیغمبروں کی
آمد تو ایک مدت تک منقطع رہنے کے بعد ہمارا یہ رسول تمہارے پاس آیا ہے۔ تم یہہ نہ کہہ سکو کہ ہمارے
پاس کوئی خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا نہیں آیا تھا۔ اس لئے یہہ تمہارے پاس خوشخبری
اور ڈر سنانے کے لئے آیا ہے۔ اللہ ہر شئے پر قادر ہے

اخذ از رکوع (۲۲) سورہ نساء - یہود نے کہا کہ ہم نے مریم کے بیٹے مسیح عیسیٰ رسول خدا کو قتل کیا ہے - حالانکہ انہوں نے اُسے قتل کیا - اور نہ اونہوں نے اُسے سولی دی - مگر اُن کو یہہ معلوم ہوا کہ وہ سولی دے رہے ہیں - جو اس میں اختلاف کرتے ہیں - وہ اس معاملہ میں شبہہ میں پڑے ہیں - ان کو اس کی خبر کچھہ بھی نہیں ہے - مگر وہ صرف اٹکل پر چلتے ہیں - انہوں نے اس کو یقیناً قتل نہیں کیا - بلکہ خدا نے اسے اپنی طرف اٹھالیا - اللہ زبردست حکمت والا ہے - مرنے کے پہلے جتنے اہل کتاب ہیں سب اسپر ایمان لائینگے - قیامت کے دن وہ ان منکر دن کے خلاف گواہی دے گا - اخذ از رکوع (۲۳) سورہ نساء اللہ کا بندہ ہونے سے مسیح کو بھی عار نہ تہا اور نہ مقرب فرشتوں کو عار ہے

آیات کریمہ مندرجہ بالا سے ظاہر ہوجائیگا کہ یہودی اور عیسائی قوم کے عقائد میں تبدیلی ہوچکی ہے - ان کے عقائد کے لحاظ سے اصل توریت اور انجیل میں تحریف ہوچکی ہے - فرشتون کے نسبت کہ وہ اللہ کے بیٹیاں ہیں جس قوم کا یہہ عقیدہ ہو وہ بھی اپنی کتاب میں ضرور اس عقیدہ کے لحاظ سے تحریف کرلئے ہیں - قرآن شریف میں متعدد جگہ یہودی اور عیسائیون کے اس قسم کے غلط کاریون کا ذکر آیا ہے - جن مذاہب میں اللہ کی خالص پرستش کا طریقہ نہیں ہے - ان کے نسبت قرآن کے مضامین کے لحاظ سے بدیہی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ ان کے اصلی کتب شریعت میں تحریف ضرور ہوئی ہے - جن کتب میں انسانی تحریف ہوجائے وہ کتب الہامی یا آسمانی کے حقیقی معنون میں ہرگز لئے نہیں لئے جاسکتے - قرآن ہی کو صرف کتاب الہامی کہلانیکا شرف حاصل ہے - دوسرے مذہب والوں نے بھی اسکو تسلیم کرلیا ہے کہ ابتدائے نزول قرآن سے اسوقت تک آیت اور لفظ تو بڑی بات ہے - زیر وزبر تک میں قرآن کے فرق نہیں آیا - خدا خود ارشاد فرماتا ہے کہ قرآن کی حفاظت خود اس نے اپنے ذمہ لی ہے -

آنحضرت صلعم کے قبل عیسیٰ علیہ السلام کے پیغمبری کا زمانہ تھا - ملاحظہ ہو سورہ صف رکوع (۱) میں یہہ ارشاد ہے کہ اے محمدؐ لوگوں کو یہہ بھی یاد دلاکے عیسیٰ ابن مریمؑ نے بنی اسرائیل سے کہا تہا کہ مجھے اللہ نے تمہارے طرف بھیجا ہے - مجھہ سے پہلے جو توریت ہے میں اس کی تصدیق کرتا ہون اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہوں - جو میرے بعد آئے گا اور اس کا نام احمدؐ ہوگا - حضرت محمدؐ حضرت عیسیٰ کے پانچسو ستر ۵۷۰ سال بعد دنیا میں تشریف لائے - آنحضرتؐ کے ولادت کے بعد سے

اسوقت تک صحیح صحیح مسلسل اور مکمل واقعات مسلمانوں کے پاس محفوظ ہیں۔ غیر اقوام بھی اس تاریخی ذخیرہ کے صحت کو تسلیم کرتے ہیں قطع نظر اسلامی تاریخ کے مسلمانون کے پاس قرآن احادیث اور آثار نہایت حزم و احتیاط کے ساتھہ محفوظ ہیں۔ احادیث اور آثار قرآن شریف کے تفسیر اور تشریح کے کام میں لائے جاتے ہیں یہی ذخیرہ مذہب اسلام کے پیروں کے لئے دستور العمل ہے۔ یہہ دستور العمل بہ آواز دہل اعلان کر رہا ہے کہ دنیا میں خدا کو یکتا اور قادر مطلق جانکر اس کی خالص پرستش کرنیوالے صرف مسلمان ہیں۔ سورۂ زمر رکوع (۱) میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے محمدؐ اس کتاب (قرآن) کا اترنا غالب حکمت والے کی طرف سے ہے ہم نے یہہ کتاب تیرے پاس برحق بھیجی ہے تو اللہ کے لئے دین کو خالص کرکے اسی عبادت کرسنو خالص دین اللہ ہی کا ہے۔ اور رکوع دو میں یہہ ارشاد ہے کہ اے محمدؐ ان لوگوں سے کہہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اللہ کے لئے دین کو خالص کرکے اسی کی بندگی کروں۔ اور مجھے یہہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ میں پہلا مسلمان ہوں۔ اے محمدؐ میرے ان بندوں کو جو میرا کلام دل سے سنتے ہیں۔ اور اس کی اچھی باتوں کی پیروی کرتے ہیں جنت کی خوشخبری سنا۔ اللہ نے ان کی رہنمائی کی ہے۔ اور یہہ صاحب عقل ہیں۔ یہہ اللہ کا وعدہ ہے۔ اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ اور سورۂ روم کے رکوع (۴) میں یہہ ارشاد ہے کہ اسی طرح ہم عاقلوں کے لئے اپنے آیتیں کھول کھول کر بیان کرتے ہیں لیکن ظالم بے سمجھے ہوئے اپنے خواہشوں کی پیروی کرتے ہیں تو جسے اللہ گمراہی میں چھوڑ دے۔ اسے کون راہ راست دکہا سکتا ہے۔ کوئی بھی ایسے لوگوں کا مددگار نہیں ہو سکتا۔ اے محمدؐ ایک کا ہو کر دین حق کیطرف اپنا رخ کرے۔ یہہ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت کے موافق ہے۔ جس پر اللہ نے آدمیوں کو پیدا کیا۔ اللہ کی خلقت میں تبدل اور تغیر نہیں ہوتا۔ یہہ دین مستحکم ہے۔ لیکن اکثر آدمی نہیں سمجھتے۔ اللہ کی طرف رجوع ہو کر دین اسلام پر قائم رہو۔ نماز پڑہو۔ اور مشرکوں میں شامل نہ ہو جاؤ جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا۔ اور فرقہ فرقہ ہو گئے۔ ہر فرقہ تفاخر کرتا ہے۔ اس دین پر جو اس کے پاس ہے جب لوگوں کو ہم رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتے ہیں۔ اور جب خود ان کے افعال کے عوض میں ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ نا امید ہو جاتے ہیں۔ کیا لوگ دیکھتے نہیں کہ اللہ جسے چاہتا ہے۔ اس کا رزق کشادہ اور تنگ کرتا ہے۔ مومنوں کے لئے اس میں بھی قدرت الٰہی کی نشانیاں ہیں۔

سورۂ آل عمران رکوع (۷) میں یہہ مضمون ہے کہ اے اہل کتاب تم ابراہیمؑ
کے بارے میں کیوں حجت کرتے ہو کیا تم نہیں جانتے کہ توریت اور انجیل تو اُس کے بعد اُتری تھیں۔
سنو تم نے اب تک تو ان باتوں میں جھگڑا کیا۔ جن کا تمہیں علم تھا۔ (یعنی محمدؐ صلعم کے رسالت کا ذکر
انجیل اور توریت میں تھا) لیکن اب جسے تم جانتے نہیں۔ اس میں کیوں حجت کرتے ہو۔ اللہ جانتا
ہے۔ اور تم نہیں جانتے۔ ابراہیمؑ نہ یہودی تہا! ورنہ نصرانی تھا۔ بلکہ ایک حنیف (پاک) فرمانبردار تہا۔
وہ مشرک نہ تہا۔ ابراہیمؑ سے زیادہ نزدیک اس کے تابعین تھے۔ اور یہہ پیغمبرؐ اور مومنین ہیں
اللہ مومنوں کا دوست ہے۔

سورۂ بقر رکوع (۱۵) میں یہہ مضمون ہے اے بنی اسرائیل تم میری نعمتوں کو یاد کرو۔ جو میں نے
تمہیں دے رکھی تھیں کہ سارے جہان پر تم کو فضیلت دی تھی۔ اُس دن سے ڈرو جب کوئی کچھ
بھی کسی کے کام نہ آئے گا۔ نہ معاوضہ قبول کیا جائیگا۔ اور نہ سفارش اور نہ مدد سے فائدہ
پہونچیگا۔ اے محمدؐ بنی اسرائیل کو یاد دلاؤ کہ اللہ نے کتنی باتوں میں ابراہیمؑ کو آزمایا۔ اور ابراہیمؑ
نے پورا کیا۔ اللہ نے اُس سے کہا کہ میں تجھکو سب لوگوں کا پیشوا کرونگا۔ ابراہیمؑ نے کہا کہ میری کسی
اولاد کو بھی ۔ اللہ نے کہا ہاں لیکن میرے اقرار میں وہ داخل نہیں ہیں۔ جو بر ناحق ہوں۔ اے
محمدؐ بنی اسرائیل کو یاد دلاؤ کہ ہم نے خانہ کعبہ کو مرجع (معبد) مردمان اور محل امن قرار دیکر حکم دیا تہا کہ
مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناؤ۔ اور ابراہیمؑ اور اسمعیلؑ سے کہدیا تہا کہ میرے گھر کا طواف کرنیوالوں
اعتکاف میں بیٹھنے والوں اور رکوع اور سجود کرنیوالوں کے لئے پاک رکھو۔ اے محمدؐ لوگوں کو یاد
دلاؤ کہ ابراہیمؑ نے دُعا مانگی تہی کہ اے رب اس شہر کو با امن رکھہ اور اس کے باشندوں کو جو اللہ اور
روز آخرت پر ایمان لائیں۔ میوے کہلا۔ اللہ نے کہا کافروں کو بھی تہوڑے دنوں فائدہ اٹہانے
دونگا۔ پھر عذاب دوزخ کے لئے پکڑ بلاؤنگا۔ جو بُری جگہہ ہے۔ اے محمدؐ لوگوں کو یاد دلاؤ کہ ابراہیمؑ
اور اسمعیلؑ جب خانہ کعبہ کی بنیاد ڈالنے لگے تو انہوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم سے اسے
قبول کر تو میری دعا سننے والا اور میری نیت کا جاننیوالا ہے۔ اے ہمارے پروردگار ہم دونوں
کو اپنا فرمانبردار بنا۔ اور ہماری اولاد میں سے ایک گروہ کو اپنا فرمانبردار بنا ہم کو ہماری عبادت
کے طریقے بتا۔ اور قصوروں سے درگذر کر بیشک تو ہی بڑا معاف کرنیوالا مہربان ہے۔ اے

ہمارے پروردگار ان میں سے کوئی رسول ان میں بھیج بیہ تیری آیتیں انہیں پڑھ کر سنائے اور تیری کتاب اور حکمت ان کو سکھائے اور ان کی اصلاح کرے تو ہی زبردست حکمت والا ہے۔ اے محمدؐ تو کہہ ہم ابراہیمؑ کے طریقے پر ہیں۔ جو ایک خدا کا ہو رہا تھا مشرک نہ تھا۔

مندرجہ بالا آیات قرآنی کے مضمون سے واضح ہو رہا ہے کہ ابتدائے آفرینش دنیا سے اللہ تعالیٰ ہر امت کو خالص عبادت کرنے کی ہدایت کرتا چلا آرہا ہے۔ اور ہر ایک پیغمبر اپنی امت سے اس حکم کی تعمیل کراتا رہا۔ دنیا میں ترقی بتدریج ہوتی رہی۔ اور زمانہ کے مدارج ترقی کے لحاظ سے شریعت اور عبادت کے طریقے مقرر تھے۔ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کے قبل عبادت کے کیا طریقے تھے۔ اس کی وضاحت قرآن سے ظاہر نہیں ہوتی۔ البتہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عبادت کے طریقے بتایا تھا۔ مذہب اسلام میں وہی عقائد اور عبادت کے طریقے رائج ہیں۔

چونکہ ختم المرسلین حضرت محمدؐ صلعم کو حضرت ابراہیمؑ کے دین کی پیروی کا حکم فرمایا گیا تھا پس بہ تعمیل حکم باری دین محمدیؐ میں بھی خدا کے متعلق وحدانیت کا اعتقاد قائم ہے۔ اور اللہ کی خالص عبادت رائج ہے۔ یہود اور نصاریٰ اس بات کا دعوےٰ کرتے تھے کہ حضرت ابراہیمؑ بھی مذاہب یہود اور نصاریٰ کی پیروی کرتے تھے۔ ان کے اس کج بحثی اور سخت غلطی اور بے عقلی کی اللہ تعالیٰ تردید یون فرماتا ہے کہ توریت اور انجیل تو حضرت ابراہیم کے زمانہ کے ہزاروں سال بعد نازل ہوئے ہیں۔ ابراہیمؑ کا پیروان کتب کی جو زمانہ مابعد کے ہیں اون کی پیروی کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ ابراہیمؑ تو پکے موحد تھے۔ تمہاری طرح وہ شرک کیون کرنے لگے تھے تم لوگون نے گمراہی سے اپنے اعتقاد کو بگاڑ لیا ہے۔ اور اصل کتب توریت اور انجیل میں دیدہ دانستہ تحریف کر لی گئی ہے۔ گمراہی میں بے عقلی کی باتیں کرنے کے عادی ہوگئے ہو تم ابراہیمؑ کے کیسے پیرو کہلا سکتے ہو۔ اگر دنیا میں ابراہیمؑ کے سچے پیرو ہیں تو پیغمبر محمدؐ اور اس کے مسلمان امتی۔ اس مضمون کے استدلال کے لئے سورہ آل عمران کے رکوع (۷) کے مضمون کو غور سے پڑھا جائے اور سورۂ بقر کے رکوع (۱۶) کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ اسلام لا تو اس نے کہا کہ میں جہان کے پروردگار کا فرمانبردار ہون۔ اور سورۂ روم کے رکوع (۴)

میں یہہ مضمون درج ہے کہ اے محمد ایک کا ہوکر تو دین حق کی طرف اپنا رُخ کرلے یہہ اللہ کی اٹھائی ہوئی فطرت کے موافق ہے جس پر اللہ نے آدمیون کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کی خلقت میں تبدل اور تغیر نہیں ہوتا۔ ان دونو آیات کے مضمون سے ثابت ہے کہ اسلام عین فطرت ہے۔

مناظر قدرت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان قدرت خداوندی کا خلاصہ ہے۔ انسان کا بدن گو چھوٹا ہے مگر یہہ تمام عالم کے مثال ہے یعنے تمام عالم میں جو کچھہ اللہ نے پیدا کیا ہے۔ انسان کے بدن میں اس کے نمونے موجود ہیں۔ مثلاً ہڈی بمنزلہ پہاڑ پسینہ بمنزلہ بارش بال بمنزلہ درخت دماغ بمنزلہ آسمان اور حواس بمنزلہ تارے اسی طور پر اور باتون پر قیاس کرلیا جائے۔ دنیا میں جتنی ذی روح مخلوق ہیں۔ ان کے خواص انسان میں موجود ہیں۔ دنیا میں جتنے پیشہ ور ہیں اُن تمام کے نمونے بھی انسان مین موجود ہیں۔ اُن تمام کے نمونے بھی انسان مین موجود ہیں۔ معدہ کی قوت سے کہانا ہضم ہوتا ہے گویا یہہ باورچی کا کام کرتا ہے۔ اسی طریقہ پر انسان کے تمام اعضا اور ان کے قوتون کا قیاس کرلیا جائے انسان کے اندر کئی قوتین کام کرتے ہوئے بدن کی تربیت میں مصروف ہیں۔ مگر حضرت انسان نہ ان پر غور کرتے ہیں۔ اور نہ ان قوتوں کے بخشنے والے کا شکر احسان اور عبادت سے ادا کرتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ مین نے اپنے ہاتہہ سے انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ یعنی کل صفتون کی روح انسان کے دل میں پہونک دیا۔ اور انسان کو علم اور عقل دیکر اشرف المخلوقات کا شرف بخشا۔ قرآن میں آیا ہے کہ بیشک اللہ تعالی نے انسان کو اپنی صورت پر بنایا۔ خلقت فرد الفرد یعنی فرد الفرد بنایا۔ ولقد کرمنا بنی آدم یعنے بنی آدم کو ہم نے عزت بخشی۔ ایک جگہ خدا فرماتا ہے کہ مین نے اسے جب ٹہیک بنالیا اور اس میں اپنی روح پہونک دی تو سب نے اسے سجدہ کیا۔ رسول مقبول نے بھی یہہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالے نے آدم کی مٹی کو اپنے ہاتہہ سے چالیس روز تک خمیر کیا۔ قرآن میں خدا کہتا ہے میں مٹی سے آدم کو بنانا چاہتا ہوں۔ سورہ تین میں اللہ فرماتا ہے کہ ہم بیشک انسان کو اچھی سے اچھی ساخت کا بناتے ہیں بفحواہ کل جمیل من جماله ہر ایک جمیل جمال الہی سے ہوتا ہے انسان ان اُمور کے لحاظ سے بحیثیت عبد معبود کے احسان سے ہرگز عہدہ برا ہو نہیں سکتا۔

ھل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیئا مذکورا یعنے انسان پر ایک ایسا وقت بھی تہا کہ وہ قابل ذکر چیز نہیں تہا۔ یعنے حالت عدم مین تہا۔ اللہ تعالی انسان کو اپنے

صفات باری سے متصف کرکے وجود میں لایا۔ یعنی عالم روح کا تعلق جسم سے ہوا۔ الست بربکم کے عہد اولین کو فراموش کرکے جب اپنے خواہشات کی پیروی کریگا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان نے اللہ تعالیٰ کو بھلا دیا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کو قرآن میں یا ایھا الناس سے مخاطب کیا ہے۔ یعنے اے فراموش انسانوں کا یہ خطاب انسان کے خدا فراموشی کے لئے تازیانے کا کام دیتا ہے۔ انسان کا نام ناس اسواسطے رکھا گیا ہے کہ وہ بھول جانے والا ہے۔ اسی واسطے رسول خداؐ فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کو جو دنیاوی روزگار میں مشغول ہیں ان کو وہ ایام یاد دلاؤ جبکہ عالم روح میں اللہ کے پاس تھے اور اللہ سے عہد الست بربکم باندھا تھا۔ ممکن ہے کہ وہ اُن کو یاد آجائے اور وہ واپس لوٹیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ جس نے روئے زمین میں ہمیشہ رہنا چاہا۔ اور اپنی خواہش کی پیروی کی اس کی مثال کتنے کی ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ بیشک انسان نقصان میں ہے۔ مگر وہ انسان جس نے ایمان اور عمل صالح کے ساتھ دنیاوی زندگی بسر کی اسکو فلاح نصیب ہوئی۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے دنیا کے زمین میں نفس کا بیج بونے بعد اگر ایمان اور اعمال صالح کے پانی سے ترتیب ہو گی تو خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہوئے وہ بیج سڑ اور گل جائیگا۔ چونکہ مذہب اسلام عین فطرت انسانی پر بنایا گیا ہے۔ اس کے پرتو سے عہد الست بربکم کے طرف انسان کو عود کرنے کی قابلیت پیدا کرسکتا ہے۔ انسان میں نسیان کا مادہ ہے۔ اس کے ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو شریعت کے ساتھ دنیا میں بھیجا۔ ہمنے اوپر بتلا دیا ہے کہ قرآن کل کتب آسمانی کا خلاصہ ہے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰؐ ختم المرسلین ہیں۔ چونکہ آنحضرتؐ تمام عالم کی ہدایت و اصلاح کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں۔ ان کو بارگاہ خداوندی سے جو دستور العمل عنایت ہوا ہے وہ بھی تمام دنیا کے ضروریات کے رفع کرنے کے لئے کافی اور وافی ہے۔ مندرجہ بالا مضمون کا خلاصہ چند الفاظ میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ انسان اگر دین و دنیا کی فلاح حاصل کرسکتا ہے تو صرف مذہب اسلام کا پیرو ہو کر رہنے سے۔ انسان کے فطرت میں یہ بات بھی داخل ہے کہ جبتک اس کو کسی امر میں عملی ثبوت نہ ملے۔ اس کو اطمینان کلی حاصل نہیں ہوتا۔ پس ہم عملی ثبوت کے مواد کے فراہمی کے طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔

مقالہ سوم

گو مسلمانون کا ہر ایک فرد قرآن مجید اور رسول مقبول کے نام پر بے چون و چرا عظمت سے جہک جاتا ہے رسول مقبول اور قرآن مجید کے توہین کے شایئبہ خیال تک کو گوارہ کر نہیں سکتا۔ ایسے مواقع پر مارنے اور مرنے کو تک تیار ہو جاتا ہے۔ مگر زمانہ موجودہ کے مسلمانون سے یہہ بات ہرگز مخفی نہیں ہے کہ تلاوت قرآن اور قرآن کے مطالب سے واقف ہونے کے طرف بہت ہی کم افراد مائل ہیں۔ یہی لاپروائی اور غفلت ان کے انحطاط اور تنزل کا باعث ہوئے ہیں جب تک انسان اپنے دینی و دنیوی زندگی کے دستور العمل کے مضامین سے وقفیت تامہ حاصل نہ کرے گا۔ اپنی زندگی میں کیسے کامیاب ہو سکتا ہے۔ قرآن کو سمجھکر پڑہنے سے مسلمانون کے عقائد مستحکم ہونگے۔ امر و نواہی سے وقفیت ہوگی۔ قوم مسلمانان اپنے عقائد میں پکے نہ ہونے اور شریعت محمدیؐ سے ناواقف رہنے کی وجہہ وہ دنیا کی منزل کامیابی کے ساتہہ طے کر نہیں رہے ہیں۔ یہی ایک نقص عظیم ہے کہ بجائے ترقی کرنے کے تنزل کے راستہ پر قوم پڑہ گئی ہے۔ اور مسلمانان دوسرے اقوام کے نظرون میں ذلیل اور خوار ہو رہے ہیں۔ اگر چندان یہی حالت رہی تو مسلمانون کے قوم کا صرف نام ہی نام باقی رہجائے گا۔ تلاش اور سعی سے بھی مسلمانون کے وجود کا کوئی پتہ لگا نہ سکیگا جیساکہ قرآن مجید میں کئی اقوام کا ذکر آیا ہے۔ مگر دنیا میں آج انکا وجود پایا نہیں جاتا۔

اے بارالٰہا اے ارحم الراحمین جیساکہ تونے اپنے مقدس قرآن کے سورہ فتح کے رکوع (۴) میں ارشاد فرمایا ہے کہ

اسی اللہ نے اپنے پیغمبر (محمدؐ) کو ہدایت دین حق دیکر بہیجا ہے کہ اسے تمام دینون پر غالب رکہے۔ دین اسلام کی صداقت کے لئے اللہ گواہ کافی ہے۔ محمدؐ اس کا رسول ہے۔ اور جو اس کے ساتہی ہیں کافرون پر سخت ہیں۔ اور آپس مین رحم دل ہیں۔ اے مخاطب تو انہیں رکوع کرتے سجدہ کرتے اور اللہ کا فضل اور رضامندی ڈہونڈتے ہوئے دیکہیگا۔ ان کی شناخت یہہ ہے کہ پیشانیوں پر ان کے سجدون کے اثر ہیں۔ اور یہہ اوصاف ان کے توریت

میں ہیں اور یہی اوصاف ان کے انجیل میں بھی ہیں۔ یہہ یون بڑہنے ہیں جیسے
کہیتی کہ اوس نے پہلے اپنا آنکہوا نکالا پھر اُسے مضبوط کیا پھر وہ آنکہوا موٹا
ہوا پھر اپنی پیڑی پر کہڑا ہوگیا۔ اور کسانون کو خوش کرنے لگا۔ اللہ نے مسلمانون
کو اس لئے ترقی دی ہے تاکہ کفار کو ان سے جلائے۔ مومنین نیکوکار جو ان میں
ہیں۔ ان سے اللہ نے بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکہا ہے۔
اسلام کے دور موجودہ کے مسلمانون کی حالت بنادے۔ آمین ثم آمین۔ یا مستجاب
الدعوات ورنہ ہم گئے گذرے ہو جائیں گے۔

ہر مسلمان کو اس بات کا یقین رکہنا چاہیے کہ جبتک وہ قرآن احادیث نبوی اور آثار
کو پڑہ کر شریعت اسلام سے وقفیت حاصل نہ کرے گا۔ دنیا میں اس کو کبھی راحت نصیب نہوگی
اسوقت دنیا میں جو اقوام ترقی کر رہے ہیں۔ اُن کے عقائد گو کیسے ہی ہوں اون کے طرز عمل پر
غور و حوض کرنے سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی دستور العمل جو کافۂ انام کے لئے نازل ہوا ہے
اس کے اُس حصہ ضوابط کی وہ پیروی کر رہے ہیں۔ جو معاشی اور اخلاقی زندگی سے مختص کیا گیا ہے۔
برادران اسلام اگر آپ قرآنی مطالب سے انکے زندگی کے طریقون کا مقابلہ کر کے دیکہینگے تو اس دعوے
کی خود تصدیق فرمالین گے۔ چونکہ قرآن مجید صراط مستقیم ہے۔ لہذا اس پر عمل کرتے ہوئے وہ شاہراہ
ترقی پر بے کہٹکے قدم بڑہائے ہوئے چلے جا رہے ہیں۔ اور مسلمان اپنے غفلت سے منزلون پیچھے
ہوگئے ہیں۔ اس حالت زار کو مد نظر رکہکر دیکہہ لیجیے کہ تیز قدم اور سست قدم بلکہ لنگڑے اور اپاہج
کا کہیں مقابلہ ہوسکتا ہے۔ مسلمانون کی حالت قابل استعجاب اور افسوسناک یون ٹہیرتی ہے کہ
باوجود قرآن کو وہ دینی و دنیوی زندگانی کا دستور العمل یقین کے ساتہہ قرار دینے کے اسکے مطالب
سے واقف نہیں ہیں۔ مسلمانون پر یہان یہہ قول صادق آتا ہے کہ مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب
اے برادران اسلام جہان تم قرآن کو تبرکاً پڑہتے ہو وہان اس کے مطالب کے
سمجہنے کی بھی کوشش کر لیا کرو۔ حدیث میں آیا ہے کہ بچہ فطرتاً اسلام پر پیدا ہوتا ہے مگر ماں باپ
اس کو یہودی یا نصاریٰ یا مجوسی بناتے ہیں۔ مزبلوم رسم و رواج کا بھی انسان کے فطرت
پر اثر پڑہتا ہے۔ بچہ اپنے گہر والون کے عادات و اطوار کی تقلید کرتا ہے۔ بزرگون کے عقائد

یا جن سے اس کا میل ملاپ رہتا ہے۔ انہی پر پیچے کے مذہبی عقائد کی بنیاد قائم ہوتی ہے۔ انسان میں تقلید کا مادہ بھی فطری ہے۔ اگر تقلید اندھا دہند چلی آرہی ہو تو عقائد میں لگاڑ پیدا کئے بغیر رہ نہیں سکتا۔ اس کا سدہار شریعت کے واقف کاری سے ہوا کرتا ہے۔ خدا اور مخلوق میں جو علاقہ اور فرق ہے۔ اس کی پہچانت انسان کے لئے امر اولین ہے۔ انسان اگر دنیا کے اسباب پر غور کرے تو اس نتیجہ پر آئے گا کہ ایک سبب دوسرے سبب سے ضرور تعلق رکھتا ہے کل اسباب بحیثیت مجموعی کسی ایک سبب پر لامحالہ منتہی ہیں۔ اسی منتہی سبب کو شریعت اسلام میں اللہ یا خالق سے تعبیر کیا گیا ہے دوسرے الفاظ میں مسلمان اسکو خدائے واحد خالق یکتا صمد لاشریک اور قادر مطلق کے ناموں سے موسوم کرتے ہیں جب خدا قادر مطلق ٹھہرا تو اس کے انواع واقسام کے صفات کے لحاظ سے پکارا جانے لگا قرآن مجید میں ان ہی صفات کے مفہوم کے لحاظ سے خدا کے (۹۹) نام پائے جاتے ہیں جس سبب آخر پر دنیا کا مرجع ہے۔ وہ قوت بھی سب سے زبردست اور اعلیٰ ہونا امر لازمی ہوتا ہے۔ اسی وجہہ سے جدا جدا سبب یا قوتیں اس اعلیٰ وجود کے مقابلہ میں بجائے خود خالق یا اللہ مانے نہیں جا سکتے جدا جدا قوت کو خالق یا اللہ ماننے کو عقل ہرگز گوارہ نہیں کرتی۔ سبب مرجع جو قادر مطلق سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس کے سوائے اور اسباب کو قادر مطلق خیال کرنا اصطلاح شریعت اسلام میں لفظ کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور قادر مطلق کے ساتھہ کسی اور سبب کو قادر مطلق کے کام میں اعانت کرنیوالا خیال کرنا لفظ شرک سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اب دیکھنا یہہ ہے کہ خدا کو قادر مطلق جاننے یا نہ جاننے سے انسان کو کیا فائدہ اور نقصان پہونچتا ہے۔ دنیا میں انسان صرف دلجمعی کے ساتھہ راحت کی زندگی بسر کر سکتا ہے جبتک دل خوش نہ ہو اس کو دلجمعی نصیب نہیں ہوسکتی۔ اگر دنیا کے اسباب انسان کے موافق ہوں تو اس کے دل میں تسکین اور اطمینان رہتا ہے۔ تسکین اور اطمینان ہی دل میں خوشی پیدا کرتے ہیں۔ خوشی سے دل مضبوط ہو جاتا ہے۔ دل کی مضبوطی سے انسان کے دل سے خوف خطرہ کا اندیشہ دور ہو جاتا ہے۔ دل اسوقت مضبوط ہوگا جبکہ انسان کو اس بات کا یقین ہو جائے کہ دنیا کا کوئی بھی سبب اس کے خوشی میں تفرقہ ڈال نہ سکیگا۔ اس یقین کے لئے انسان پر لازم آتا ہے کہ

وہ کسی ایسے سبب پر بھروسہ اور تکیہ کرے۔ جو تمام اسباب پر حاوی ہو۔ اس سبب کی قوت تمام قوتوں پر غالب ہو اور تمام قوتیں اس سبب اعظم سے موثر ہون۔ یہہ سبب سوائے اس کے اور کیا ہو سکتا ہے جس کے طرف دنیا کے کلُ اسباب منتہی ہوتے ہون۔ اس طریقہ سے اللہ کو قادر مطلق جانکر اس پر بھروسہ کرنے سے انسان میں قناعت کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ قناعت سے صبر و شکر تسلیم و رضا کے صفات پیدا ہوتے ہیں۔ کسی کام کی ناکامیابی انسان میں رنج پیدا کرتی ہے۔ جہان دل میں خدا کے نسبت یہہ خیال مضبوطی سے جڑ پکڑے کہ خدا قادر مطلق ہے۔ اسکے دل مین رنج پیدا ہونے سے جو کمزوری پیدا ہونے والی تھی۔ اُس کا موقع آنے ہی نہیں پاتا۔ کیونکہ اس کا اعتقاد ہی یہہ ہوتا ہے کہ خدا قادر مطلق ہے دنیا کے کلُ اسباب اسی پر منتہی ہوتے ہیں۔

قناعت کا مادہ انسان کو اس موقع پر مدد دیتا ہے۔ جس سے کام لیکر وہ خیال کرنے لگتا ہے کہ مسبب الاسباب ہی شاید فائدہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کامیابی نامناسب خیال فرمایا ہے۔ کوئی دوسرا سبب پیدا کردیگا۔ اس اعتقاد سے مایوسی کا خیال انسان کے دل میں آنے نہیں پاتا۔ اس خیال سے دل کی راحت میں کمی نہیں ہوتی بلکہ خوشی عود کرتی ہے جس سے دلجمعی مین فرق آنے نہیں پاتا جن باتون مین انسان باوجود سعی کرنے کے ناکامیاب ہوتا ہے۔ اگر ناکامیابیوں کے اسباب پر غور کرے تو انسان کو تجربہ ہو جائیگا کہ اس کے سعی میں فلان فلان کسر اور نقص ضرور پائیگا۔ جو ناکامیابی کے باعث ہوئے۔ اس بات سے بھی اس کو اطمینان قلب حاصل ہو جائیگا کہ کامیابی کے لئے جو باتیں کرنے تھے ان کو انجام نہیں دیا۔ اس قسم سے ہر بات میں اللہ پر انسان بھروسہ کرنے کا عادی ہو جاتا ہے جس سے دلجمعی اور استقلال میں کمی پیدا ہونے نہیں پاتی۔ انسان کی زندگی میں اطمینان قلب اور تسکین خاطر بڑی چیز ہے۔ دلجمعی فلاح اور بہبودی میں بڑی مدد دیتی ہے۔ اگر انسان خدا کے وجود کو نہ مانے یا کفر اور شرک سے کام لے تو اس کا دل ایسا مضبوط نہیں رہ سکتا۔ جیسا کہ خدا کو قادر مطلق جاننے سے رہ سکتا ہے۔ اس مسئلہ کو اسلام نے توحید کے نام سے موسوم کیا ہے۔ یہہ توحید کا دنیوی پہلو تھا۔ جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

مسئلہ توحید عقبےٰ کے لئے کہان تک اپنے مین کامیابی کا پہلو رکھتا ہے۔ اس پر بھی غور کیا جانا ضروری ہے حضرت داؤد پیغمبر نے اللہ سے پوچھا تھا (یا رب لماذا خلقت الخلق)

یعنی اے پروردگار تو نے خلقت کو کیوں پیدا کیا ہے۔ جواب میں اللہ ارشاد فرمایا (کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف) یعنے میں ایک مخفی خزانہ تہا میں چاہتا تہا کہ میں پہچانا جاؤں میں خلقت کو اس لئے پیدا کیا کہ وہ مجھے پہچانیں۔ اور معلوم کریں۔ ایک جگہہ اللہ فرماتا ہے کہ میں آدم کو اپنی شکل پر پیدا کیا۔ سورۂ احزاب رکوع (۹) میں یہہ ارشاد باری ہے۔ مومنوں تم ایسا نہ کرو جیسا کہ موسیٰ کو اذیت دینے والوں نے کیا تہا پہر اللہ نے موسیٰ کو ان کے اتہام سے بری کیا۔ وہ اللہ کے نزدیک رتبہ والا پیغمبر تھا۔ مومنون اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور ٹہیک ٹہیک باتیں کہا کرو۔ وہ تمہارے اعمال درست کردے گا۔ اور تمہارے گناہ بخشدیگا۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی۔ اس نے گویا بڑی کامیابی حاصل کی۔ ہم نے آسمانوں پر زمین پر اور پہاڑوں پر وہ ذمہ داری (جو انسان پر ہے) پیش کی تھی سب نے اس کے لینے سے انکار کیا۔ اور اس سے ڈر گئے اور انسان نے اُسے اٹہالیا کہ وہ اپنے حق میں بڑا ہی ظالم تہا۔ اور بڑا ہی نادان بھی تھا۔ (کیونکہ اس ذمہ داری کے لینے کا نتیجہ یہہ ہے) کہ اللہ منافق مردوں اور منافق عورتوں مشرک مردوں اور مشرک عورتوں پر عذاب کریگا۔ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں پر مہر کرے گا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" یہاں آسمان زمین پہاڑ سے مراد ان میں بسنے والے فرشتے جن و شیطان درند چرند پرند وغیرہ ہیں بار امانت سے مراد محبت اور معرفت کے حمل اور پہچانت کی استطاعت اور قوت ہے۔ آیت بالا میں تبلایا گیا ہے کہ بجز انسان کے یہہ بار امانت اٹہانے کے لئے اور کوئی مخلوق میں سے راضی نہیں ہوا۔ انسان اور حیوان مٹی سے بنے ہیں۔ فرشتہ نور سے اور شیطان آگ سے۔ مٹی میں عاجزی اور فروتنی کا مادہ ہوتا ہے۔ اور جہالت کی صفت ہوتی ہے۔ آگ کی خاصیت سرکشی اور علو مرتبہ کی خواہش کرتا ہے۔ اس میں ظلم کی صفت ہوتی ہے۔ فرشتوں میں صرف نور ہی نور ہے خاک کا مادہ اون میں نہیں ہے۔ شیطان میں صرف آگ ہی آگ ہے۔ اس میں بھی خاک کا مادہ نہیں ہے۔ اسی وجہ سے وہ سرکشی کر گیا۔ انسان کے خاکی ڈہانچے میں نور اروا ح پہونکی گئی ہے۔ نور میں حرارت کا تہوڑا مادہ ہوتا ہے۔ حرارت میں بھی آگ کی صفت ہوتی ہے۔ چونکہ انسان خاک اور حرارت کا مجموعہ ہے۔ اس وجہ سے اس میں جہالت اور ظلم دونوں کا مادہ

موجود ہے۔ حیوانات میں آگ کا مادہ نہیں ہوتا۔ حرارت سے محبت کی صفت پیدا ہوتی ہے خاک سے فروتنی اور بندگی کی صفت پیدا ہوتی ہے۔ معرفت کے لئے محبت اور فروتنی یا بندگی ان دونوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ جبتک جہالت وظلومی کا مادہ نہو۔ بار امانت یعنی معرفت و محبت خدا کا بوجھ اُٹھایا جا نہیں سکتا۔ چونکہ انسان میں یہہ مجموعی مادہ موجود تھا۔ اسوجہ سے وہ بار امانت اٹھانے پر راضی ہوگیا۔ اور اشرف المخلوقات کے شرف سے مشرف ہوا۔

اسلام عین فطرت ہے۔ لہذا خدا سے محبت کرنے اور اس کی بندگی ادا کرنے میں انسان کو تکلیف نہیں ہو سکتی۔ فطرت کا تقاضہ اس کو اسطرف مائل کرتا رہتا ہے۔ مادہ نسیان کیوجہ گو وہ بھول جائے۔ مگر یاد دہانی پر وہ لوٹ آتا ہے۔ ذمہ داری میں نقصان اور فائدہ ہر دو موجود ہیں۔ اگر ذمہ لینے والا اپنے فرائض کو ادا کیا تو انعام کا مستحق ہوتا ہے۔ غفلت کرجائے تو اس سے مواخذہ کیا جاتا ہے۔ یہی بات ان آیات کے آخر حصہ میں بتلائی گئی ہے کہ جو امانت کے ذمہ داری کو باحسن الوجوہ ادا کرینگے۔ وہ خدا کے مہر کے مستحق ہونگے اور غفلت کرنے والوں پر عذاب ہوگا۔ خدا نے خود ذمہ داری کے نتیجہ کی صراحت فرمادی ہے۔

انسانوں پر خدا سے بڑھکر کوئی رحم و کرم نہیں کرسکتا۔ اس لئے غافلوں کو سزا دینے کے اول اللہ سورہ نساء رکوع (۳) میں فرماتا ہے کہ اللہ انہی لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔ جو جہالت سے برائیاں کرتے ہیں۔ اور پھر جلدی سے توبہ کرلیتے ہیں۔ اسی سورہ کے رکوع (۲۱) میں یہہ ارشاد باری ہے۔ جنہوں نے توبہ کی اور اپنی حالت درست کرلی۔ اللہ کو مضبوط پکڑا اور اللہ کے لئے اپنا دین خالص کرلیا تو یہہ لوگ مومنوں کے ساتھ رہینگے عنقریب اللہ مومنوں کو بڑا ثواب دے گا۔ تم شکر کرو اور ایمان لاؤ تو اللہ کو تم پر عذاب کرنے سے کیا غرض ہے۔ خدا فرماتا ہے (ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون الی لیعرفون) یعنے جنوں اور انسانوں کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ یعنے پہچاننے کے لئے جب آفرینش انسان کی غایت عبادت خدا ٹھیری تو انسان کا فرض عبادت الہی ٹھیرتا ہے۔ بقول الیس مجھے خواہش ہوئی کہ میں پہچانا جاؤں یہہ واضح ہوجاتا ہے کہ انسان کو خدا نے جو پیدا کیا ہے۔ اس احسان کے بدلے میں انسان کا فریضہ ہے کہ وہ خدا کے اوصاف کما حقہ سے وقفیت تامہ حاصل کرکے اس کا شکریہ ادائے عبادت سے کرے۔

محققین نے معرفت کو تین قسموں پر تقسیم کیا ہے۔ ایک معرفت عقلی دوسری معرفت نظری تیسری معرفت شہودی معرفت عقلی کل انسانوں میں موجود ہے۔ اور معرفت نظری خاص میں موجود ہوتی ہے اور معرفت شہودی خاص الخاص میں ہوتی ہے معرفت نظری اللہ تعالےٰ کو قادر مطلق جاننے سے حاصل ہوتی ہے۔ اور معرفت شہودی تزکیہ نفس سے حاصل ہوتی ہے۔ اللہ کی خالص عبادت سے انسان میں معرفت حقیقی کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ یہہ مادہ مذہب اسلام کے سوائے کسی اور مذہب میں پایا نہیں جاتا۔ مذہب اور ملت کی بنیادیں اسی خالص عبادت اور معرفت خداوندی پر قائم ہیں گویا علم توحید کی انسان کو امور دنیوی کے علاوہ معاملہ دینی میں بھی ازبس ضرور ہے۔ قرآن کے مضامین میں احکام کا بھی جز ہے۔ انہی پر شریعت محمدیؐ مرتب ہوئی ہے۔ ان میں امر و نواہی شریعت اور دین کے تکلفات اور عبادت کے طریقوں کی تفصیل اور شرح بتلائی گئی ہے۔ قرآن شریف میں خدائی وعدہ و وعید جنت دوزخ قہر و غضب سزا جزا کا بھی ذکر ہے۔ اس ضمن میں چند آیات قرآنی کا ترجمہ درج ذیل کیا جاتا ہے تاکہ ان کو پڑھ کر انسان عبرت حاصل کرے۔ اور خدا سے ڈرے اور اپنے میں اصلاح کا مادہ پیدا کرے۔ سورۂ تطفیف رکوع (۱) پیمانہ گھٹانے والوں کو خرابی ہے کہ لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں۔ اور جب ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک بڑے دن یعنی قیامت میں اوٹھائے جائیں گے۔ اور اس دن لوگ پروردگار عالم کے سامنے کھڑے ہونگے کچھ نہیں۔ بیشک گنہگاروں کے نامۂ اعمال سجین میں رہنگے۔ تجھے معلوم ہے کہ سجین کیا ہے یہ ایک کتاب ہے (جسمیں گنہگاروں کے اعمال) مرقوم ہیں۔ اس دن یوم جزا کے جھٹلانے والوں کی خرابی ہے۔ اور جو گنہگار حد سے متجاوز ہے وہی یوم جزا کا جھٹلانے والا ہے۔ جب اُسے ہماری آیتیں پڑھکر سنائی جاتی ہیں تو وہ کہتا ہے کہ اگلوں کے یہہ قصے ہیں۔ کچھ نہیں بلکہ ان کے دلوں پر انکے اعمال بد کا زنگ بیٹھا ہوا ہے کچھ نہیں بیشک یہہ اس دن اپنے رب کے سامنے نہ آنے پائینگے۔ پھر دوزخ میں داخل ہونگے۔ پھر ان سے کہا جائیگا کہ یہہ وہی دوزخ ہے جس کو تم جھوٹ جانتے تھے کچھ نہیں۔ نیک لوگوں کے نامہ اعمال بیشک علیین میں ہونگے۔ رکوع (۲) کیا تجھے معلوم ہے کہ علیین کیا چیز ہے۔ ایک کتاب ہے جسمیں (اچھے لوگوں کے اعمال) مرقوم ہیں۔ مقرب فرشتے ان پر تعینات ہیں۔ بیشک بروز قیامت نیک لوگ آرام میں ہونگے۔ تختوں پر بیٹھے ہوئے نظارے کرین گے۔

ان کے چہروں سے جنت کے نعمتوں کی تازگی معلوم ہوگی۔ انہیں شراب خالص سربمہر پلائی جائیگی
ان کے شیشوں پر مشک کے مہرین ہونگی۔ خواہش کرنیوالوں کو چاہیے کہ اس کی خواہش کریں اس شراب کی
ترکیب آب تسنیم سے ہے جس چشمہ کا پانی اللہ کے مقربین پیتے ہیں۔ مومنوں پر دنیا میں گنہگار ہنستے ہیں۔
اور جب وہ ان کے سامنے سے گزرتے ہیں تو ان پر چشمک زنی کرتے ہیں۔ اور اپنے گھر والون
کے پاس جاتے ہیں تو باتیں بناتے ہیں اور مومنون کیطرف دیکھکر کہتے ہیں کہ یہہ گمراہ ہوگئے ہیں۔
حالانکہ کفار کچھہ مسلمان کے محافظ بنا کر نہیں بھیجے گئے ہیں۔ بروز قیامت ایمان والے کافرون پر ہنسینگے
اور بہشت کی سیر دیکھین گے۔ ان سے کہا جائیگا اب تو کافرون نے اپنے افعال کا بدلہ پایا۔ سورہ
بروج غارت ہوئے۔ خندقون والے ان میں بھڑکتی ہوئی آگ تھی۔ وہ اس پر بیٹھے ہوئے ان مظالم
کو دیکھتے تھے جو مومنون کے ساتھہ وہ کر رہے تھے۔ مومنون کے دشمن وہ محض اس لئے تھے کہ وہ
وہ زبردست وحمید اللہ پر ایمان لائے تھے۔ اسی اللہ کی بادشاہت آسمانون اور زمین پر ہے۔
اللہ ہر شئے پر گواہ ہے۔ جن لوگون نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ایذائیں دین۔ اور
پھر توبہ نہ کی۔ ان کے لیے دوزخ کا عذاب ہے۔ اور جلن کا عذاب ہے۔ مومنین نیکو کار کے لئے
البتہ جنتیں ہیں جن کے نیچے نہرین جاری ہیں۔ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔ سورہ اعلیٰ اے محمدؐ ہم
تجھے آسان شریعت کے سمجھنے کی توفیق دین گے۔ تیرا نصیحت کرنا نفع دے تو لوگون کو نصیحت
کر ڈرنے والے تیری نصیحت جلد قبول کرین گے۔ مگر وہ بدبخت تو اس سے کنارہ کش رہیگا۔ جو بڑی
آگ میں پڑیگا پھر اس مین نہ مرے گا۔ اور نہ زندہ رہیگا۔ فلاح پائی اس نے جو شرک کی گندگی سے
پاک رہا۔ اور اپنے رب کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا لیکن تم لوگ دنیا کی زندگی پسند کرتے ہو۔ حالانکہ
آخرت بہتر اور زیادہ پائدار ہے۔ بیشک یہی بات تو اگلی کتابوں یعنے ابراہیمؑ اور موسیٰ کی کتابون
میں بھی ہے۔ سورہ غاشیہ اے محمدؐ کچھہ قیامت کی خبر تجھے پہونچی ہے۔ کتنے لوگون کے منہہ
اوس روز ذلیل اور مشقتوں سے تھکے ہوئے ہونگے۔ دہکتی ہوئی آگ میں داخل ہونگے۔ اور
کھولتے ہوئے چشمہ کا پانی انہیں پلایا جائے گا۔ کھانے کو انہیں کانٹوں کے سوا کچھہ نہ ملیگا۔
جس سے یہہ نہ موٹے ہونگے اور نہ ان کی بھوک دفع ہوگی۔ کتنے لوگوں کے منہہ اس دن
آسودہ ہونگے۔ اور اپنی کمائی سے راضی اس جنت عالیہ مین ہونگے۔ جس مین وہ لغویات

نہ سنینگے۔ اس میں چشمے جاری ہونگے۔ اور اونچے اونچے تخت اس میں بچھے ہوئے اور آب خورے رکھے ہوئے ایک قطار سے تکیے لگے ہوئے اور قالین بچھے ہوئے ہونگے۔ کیا یہ لوگ نہیں دیکھتے کہ اونٹ کیونکر بنا۔ آسمان کیونکر بلند کیا گیا۔ پہاڑ کیونکر کہڑے کیئے گئے۔ اور زمین کسطرح بچھائی گئی تو نصیحت کر کہ نصیحت کرنا ہی تیرا کام ہے تو اون پر داروغہ نہیں ہے۔ ہاں جسنے منہہ پہیرا اور کفر کی اس کو اللہ بڑا عذاب دے گا۔ ہمارے پاس ان کو پہر آنا ضرور ہے۔ اور اوسوقت ہم اون سے حساب سمجھیں گے۔ سورہ فجر۔ تیرا رب نافرمانی کے تاک میں لگا رہتا ہے۔ جب پروردگار آزمایش ایمان کے لئے انسان پر اکرام اور تنعیم کرتا ہے تو انسان کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھہ پر اکرام کیا ہے۔ اور جب انسان کا رزق تنگ کرکے اللہ اس کا ایمان آزماتا ہے تو انسان کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا ہرگز نہیں۔ بلکہ لوگو ذلت تمہاری اس میں ہے کہ تم یتیموں کی عزت نہیں کرتے۔ اور محتاجوں کی کھلانے کی تاکید نہیں کرتے۔ اور مردے کا مال سب کا سب کہا جاتے ہو۔ اور مال کو بہت ہی دوست رکھتے ہو۔ مگر جب زمین ٹکڑے ٹکڑے کی جائیگی تیرا رب ہوگا۔ اور صف بہ صف فرشتے ہونگے۔ اس دن جہنم حاضر کیا جائے گا۔ تب انسان یاد کرے گا اور اسوقت یاد کرنے کا کچھہ فائدہ اُسے نہو گا۔ اسوقت انسان کہیگا کہ کاش میں اس زندگانی کے لئے پہلے سے کچھہ کر رکھتا۔ پہر تو اس دن اللہ ایسی سزا دے گا۔ جو کسی نے نہ دی ہوگی۔ اور ایسا باندھیگا جیسا کسی نے نہ باندہا ہوگا۔ (ان نفسوں سے جنہیں اللہ کی طرف سے اطمینان ہے کہا جائیگا)۔ اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف چل تو اس سے راضی وہ تجھہ سے راضی اللہ اس سے کہیگا میرے خاص بندوں میں جا مل۔ اور میری جنت میں جا مل۔ سورہ بلد۔ آدم کی قسم اور اوس کی اولاد کی کہ میں نے انسان کو مصیبت میں پیدا کیا ہے۔ پھر اُسے کیا غرور ہے۔ کیا انسان خیال کرتا ہے کہ اس پر کسی کا زور نہ چلیگا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے بہت سا مال (محمدؐ کی عداوت میں) ضائع کیا۔ وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا خرچ کرنا کسی نے دیکھا نہیں۔ کیا ہم نے اس کے لئے دو آنکھیں ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں بنائے (نیکی اور بدی کی) دو راہیں ہم نے اُسے دکھائیں) وہ سخت راہ پر نہیں آیا۔ تجھے معلوم ہے کہ راہ سخت کیا ہے۔ گردن کا آزاد کرنا بھوک والے دنوں میں یتیم رشتہ دار یا محتاج خاک نشین کو کھلانا اتنا ہی نہیں بلکہ اُن لوگوں میں

ہونا جو ایمان لائے ہیں۔ اور آپس میں صبر کرنے اور خلق پر مہربانی کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔ یہی
لوگ داہنے ہاتھ والے ہونگے۔ اور ہماری آیتوں کے منکر بائیں ہاتھ والے ہونگے۔ اور اُن پر
سربستہ آگ ہوگی۔ سورہ بینہ۔ کفار اہل کتاب ہوں یا مشرک ہوں اگر ان کے پاس روشن دلیل نہ
آتی یعنے اللہ کا رسول ان کو پاک صحیفے جن میں پکی باتیں لکھی ہیں۔ پڑھ کر نہ سناتا تو یہہ اپنے طریقے نہ
چھوڑتے اہل کتاب بھی جو بہکے ہیں تو روشن دلیل کے آنے بعد بہکے ہیں۔ حالانکہ اُن مخالفوں کو
حکم یہی دیا جاتا ہے کہ خالص اللہ کی بندگی کی نیت سے اسی کی عبادت کریں اور اسی کے ہو رہیں۔
نماز پڑہیں۔ اور زکواۃ دیں یہی مضبوط دین ہے منکرین دین حق اہل کتاب ہوں یا مشرک ہمیشہ دوزخ
کی آگ میں پڑے رہینگے۔ یہہ لوگ بدترین مخلوق ہیں۔ اور مومنین نیکو کار بہترین مخلوقات ہیں۔ انکا
بدلہ ان کے رب کے پاس ہے۔ ان کے رہنے کے لئے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ یہہ
اُن میں ہمیشہ رہینگے۔ اللہ ان سے راضی ہوگا۔ اور یہہ اللہ سے راضی ہونگے۔ یہہ اجر اسی کے لئے
ہے جسے اپنے رب کا ڈر ہے۔ سورہ زلزلہ جب زمین بہوں چال سے ہلنے لگے گی۔ اور اندر کا بار
نکال نکال کر پھینکنے لگیگی۔ اور آدمی کہینگے کہ کیا ہوگیا ہے۔ اس دن زمین اپنے پروردگار کے حکم سے
اپنے باتیں بتانے لگیگی۔ اور اس دن (میدان حشر میں) آدمی گروہ گروہ آئینگے کہ اپنے اعمال دیکھیں جس نے
ذرا سی نیکی کی ہوگی۔ اپنی نیکی دیکھیگا۔ اور جس نے ذرا سی بھی برائی کی ہوگی۔ اپنی برائی دیکھیگا۔ سورہ
قارعہ قیامت کے روز آدمی پروانے کیطرح پراگندہ ہونگے اور پہاڑ ایسے ہو جائینگے۔ جیسے کہ دھنکی
ہوئی رنگین روئی پہر جس کا پلڑا بھاری ہوگا۔ اس کی زندگانی مزہ میں ہوگی۔ اور جس کا پلڑا ہلکا ہوگا
اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا۔ تو جانتا ہے وہ ہاویہ کیا ہے۔ وہ دہکتی ہوئی آگ ہے۔ سورہ تکاثر لوگو کثرت
مال کی حرص نے تم کو یہاں تک غفلت میں رکھا کہ تم قبروں سے جا ملے۔ سن رکھو کہ تمہیں آگے چلکر
معلوم ہوگا۔ پہر سن رکھو کہ تمہیں آگے چلکر معلوم ہوگا۔ بات یہہ ہے کہ اگر تم اپنے انجام کا یقین
کرلیتے تو غافل نہ رہتے تم دوزخ کو ضرور دیکھوگے۔ اور پہر اُسے یقین کی آنکھ سے دیکھوگے۔
اور اس دن تم سے دنیا کی نعمتوں کی بازپرس بھی ضرور ہوگی۔ سورہ عصر زمانہ کی قسم ہے کہ انسان
ضرور گھاٹے میں ہے۔ مگر وہ لوگ گھاٹے میں نہیں ہیں جو ایمان لائے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں۔
باہم امر حق کی ہدایت کرتے رہتے ہیں۔ اور صبر کی بھی ہدایت کرتے رہتے ہیں۔ سورہ ہمزہ خرابی ہے

ان تمام عیب جو طعنہ زنوں کی جو مال جمع کرتے رہتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ان کے مال انہیں ہمیشہ
زندہ رکھیں گے۔ کچھ نہیں وہ حطمہ میں ڈالے جائینگے تو جانتا ہے کہ حطمہ کیا ہے۔ وہ اللہ کی آگ ہے
اور وہ ایسی بھڑکائی ہوئی ہے کہ دلوں تک پہونچ جاتی ہے۔ آگ ان کو گھیرے ہوگی۔ اور لمبے ستونوں
میں بند ہوئے ہونگے۔ سورۂ ماعون اے محمدؐ تو نے روز جزا کے جھٹلانے والے کو دیکھا یہ یتیم کو دھکے
دیتا ہے۔ اور محتاج کے کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا خرابی ہے اون منافق نمازیوں کی جو اپنی
نماز سے بیخبر ہیں ریا کرتے ہیں اور ماعون (چھوٹی چھوٹی چیزوں کو جو ہمسائیوں کو عموماً عاریت دیجاتی
ہیں) کو روکتے ہیں۔ سورہ کوثر۔ اے محمدؐ ہم نے تجھے خیر و برکت دی ہے۔ اپنے رب کی نماز پڑھ اور
قربانی کر تیرا دشمن بے نام نشان ہو جائے گا۔ سورہ انعام رکوع (۱۸) اے محمدؐ تو لوگوں سے کہہ میرے
پاس جو وحی آئی ہے۔ اس میں تو کھانے والے پر ایسی چیز کا کھانا میں حرام پاتا ہوں۔ جو مردار ہو بہتا ہوا
خون ہو یا سور کا گوشت ہو کہ یہ چیزیں بیشک نجس ہیں۔ یا وہ جانور جو اللہ کے سوا کسی دوسرے
کے لئے ذبح اور نامزد کیا گیا ہو۔ پھر بھی جو کوئی بھوک سے عاجز ہو نافرمانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور
نہ حد سے تجاوز کرنے والا ہو تو تیرا رب معاف کرنے والا مہربان ہے۔ رکوع (۱۷) اسی اللہ نے
بہتیرے باغ پیدا کئے ہیں۔ اور مختلف کھجور کے درخت اور کھیت پیدا کئے ہیں۔ اور زیتون اور
انار پیدا کئے ہیں۔ جو بظاہر یکساں اور مزے میں مختلف ہوتے ہیں یہ پھلیں تو ان کے پھل کھاؤ
اور کاٹنے اور توڑنے کے دن اللہ کا حق ادا کرو اسراف نہ کرو کہ اللہ مسرفوں کو پسند نہیں کرتا
اسی اللہ نے پیدا کئے ہیں۔ مواشی جو بوجھ اوٹھاتے ہیں اور زمیں پر ذبح ہونے کے لئے
فرش ہو جاتے ہیں۔ اللہ کے دئے ہوئے رزق کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو وہ
بیشک تمہارا صریح دشمن ہے۔ اسی اللہ نے آٹھ قسم کے چوپایہ پیدا کئے ہیں۔ بھیڑوں میں سے
(نر و مادہ دو) بکریوں میں سے (نر و مادہ دو) اے محمدؐ تو ان لوگوں سے پوچھ اللہ نے ان دونوں
کے نروں کو حرام کر دیا ہے۔ یا ان دونوں کے مادیوں کو حرام کر دیا ہے۔ یا ان بچوں کو حرام کر دیا
ہے جو مادیوں کے ارحام میں ہیں۔ مجھے سند کہاؤ اگر تم سچے ہو اسی اللہ نے پیدا کیا ہے اونٹوں
میں سے نر و مادہ اور گائے کی قسم میں سے نر و مادہ اے محمدؐ تو پوچھ ان لوگوں سے دونوں
نر و مادوں کو حرام کر دیا ہے۔ یا ارحام کو کیا تم حاضر تھے جب اللہ نے ان چیزوں کے حرام

کردینے کا حکم دیا تہا۔ لوگون کو بہکانے کے لئے جو لوگ بلا تحقیق کئے ہوئے اللہ پر بہتان باندہتے ہیں۔ ان سے بڑہ کر ظالم کون ہوگا۔ بیشک ظالمون کو اللہ راہ راست نہیں دکہاتا۔ سورہ بقر رکوع (۲۳) روزے کے راتون مین تم کو اپنی عورتون کے پاس جانا حلال ہے۔ وہ تمہارے لئے اور تم اون کے لئے لباس ہو اللہ کو تمہاری خیانت نفس معلوم تہی۔ (پہلے روزے کے راتون مین مباشرت روا نہ تہی۔ لیکن لوگ باز آتے نہتے۔ اللہ نے اس کے جواز کی آیت اتاری) اس لئے معاف کیا اور درگزر کی اب تم اون سے مباشرت کرو۔ اور اللہ نے جو تمہارے لئے (اولاد) لکہہ رکہی ہے اسے حاصل کرو۔ سیاہی شب پر سپیدہ صبح نمودار ہونے تک کہاؤ پیو۔ پہر رات تک روزے رکہو اور مسجدون میں اعتکاف میں بیٹہو تو مباشرت نہ کرو۔ یہہ اللہ کی باندہی ہوئی حدیں ہیں۔ تم ان کے پاس نہ جانا۔ اسی طرح اللہ اپنے احکام لوگون سے بیان کرتا ہے کہ لوگ پرہیزکار ہو جائیں۔ آپس میں تم ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کہاؤ۔ اور اپنے مال کو حکام رسی (رشوت) کا ذریعہ نہ بناؤ نہ اور طرح دوسرون کے مال سے کچہہ کر دانستہ تصرف میں لاؤ۔ سورہ بقر کے رکوع (۲۷) میں شراب خواری قمار بازی کے حرمت کے احکام ہیں۔ اسی رکوع میں یہہ ارشاد باری ہے کہ مشرک عورتین جبتک ایمان نہ لائین ان سے نکاح نہ کرو۔ مشرک عورتین تمہیں کیسی ہی بہلی معلوم ہوں۔ مسلمان لونڈی اس سے اچہی ہے۔ اسی موافق مومن عورت کا مشرک سے نکاح کرنا۔ اسی رکوع میں ناجائز بتایا گیا ہے۔ اسی سورہ کے رکوع (۳۹) میں گواہی و امانت داری کے احکام درج ہیں۔ اور رکوع (۱۹) میں حلال و حرام۔ ماکولات رکوع (۲۲) میں قصاص و وصیت رکوع (۲۵) میں احکام حج اور رکوع (۳۰) میں طلاق ایام عدت رضاعت عقد نکاح رکوع (۳۱) میں مہر نماز۔ نماز خوف وصیت بحق زوجہ عقد نکاح بیوہ اور رکوع (۲۸) میں احکام حیض لغو قسمین طلاق اور رکوع (۲۹) میں اقسام طلاق سورہ آل عمران کے رکوع (۱۰) مین کعبہ مقام ابراہیم اور رکوع (۱۴) میں احکام سود خواری سورۂ مائدہ رکوع (۲) میں احکام وضو رکوع (۶) میں سزائے سرقہ رکوع (۱۴) میں وصیت و حلف سورہ انعام کے رکوع (۶) میں حسن اخلاق اور توبہ اور سورہ اعراف کے رکوع (۳) میں لباس۔ نماز کے وقت لباس کیسا ہونا۔ سورۂ اسرائیل کے رکوع (۹) میں پنجگانہ نماز کے احکام سورہ حج کے رکوع (۵) میں قربانی کے احکام سورہ نور کے رکوع (۱) مین زنا کی سزا مناکحت بین المسلمین

والمشرکات وتہمت زنا درکوع (۲) میں اہتمام لگانے سے بچنا سورۂ فرقان کے رکوع (۶) میں خرچ میں اعتدال کے احکام قرآن میں بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن کے مضامین اگر روزانہ زیر نظر رکھے جائینگے تو مسلمان دینی و دنیوی زندگی کو کیسے بسر کرے اس کے طریقون سے بخوبی واقف ہو جاوینگے۔ صرف سورہ بقر اور سورہ آل عمران کے مضامین پر ہی اگر کوئی حاوی ہو جائے تو موجودہ دور میں مسلمانون پر جو مصائب آئے ہیں ان کے اسباب کے نمونون سے مسلمان واقف ہو جائیں گے۔ اور اپنی زندگی ایسے شوریدہ زمانہ میں کیسے بسر کرنا اور ترقی کیسے کرنا اس کا سبق ان کو آسانی سے حاصل ہو جائیگا۔ ضرورت صرف اسبات کی ہے کہ قرآن شریف میں جو مضامین قصہ کے طور پر بیان کئے گئے ہیں۔ ان کا نوٹ کر کے اپنے زمانہ کے واقعات دوسرے اقوام کے افعال اور طرز زندگی اور اپنے افعال اور مصیبتوں اور طرز زندگی کا مقابلہ کر کے نوٹ کرتے چلے جائینگے تو وہ قرآن کے تمسک سے ظاہر ہو جائینگے۔ پھر دستور العمل قرآنی میں صراط مستقیم پر چلنے کے جو ضوابط مقرر کئے گئے ہیں انکی رہنمائی سے کام لیا جانے پر اس زمانہ کے مسلمان بھی دور گذشتہ کے مسلمانان کے ترقی کے مستحق ہو جائیں گے۔ اللہ کے صفتون میں انصاف اور رحم کا وصف بہت زیادہ ہے۔ توبہ استغفار سے مسلمان اپنی حالت کو درست کر سکتے ہیں۔

مقالہ چہارم

قرآن شریف تمام روئے زمین کے ہدایت و اصلاح کے لئے نازل کیا گیا ہے۔ چونکہ ہدایت خواہوں میں ادنیٰ اوسط اور اعلیٰ درجہ کے فہم و فراست کے انسان ہوتے ہیں۔ طرز تعلیم و ہدایت قرآنی ایسی ہونی چاہیے کہ اس میں کسی بھی طبقہ کے لئے دقت پیدا نہ ہونے پائے۔ اس مصلحت کو ملحوظ رکھکر خدائے تعالیٰ نے قرآن کے مطالب قصوں کے پیرائے میں ظاہر فرمایا ہے یہہ ایک امر مسلمہ ہے کہ جس بات یا مسئلہ کو تمثیل کے ساتھہ ظاہر کیا جائے گا۔ سننے والے کے لئے بڑی آسانی ہو جاتی ہے۔ اور نتیجہ کے اخذ کرنے میں دقت باقی نہیں رہتی۔ قصہ کا پیرایہ دلچسپی کے اسباب پیدا کرتا ہے۔ واقعات کے ذہن نشینی مین بھی بڑی مدد ملتی ہے۔ ادہر ایک آسان و دقیق مسئلہ سمجھہ میں آجاتا ہے ادنیٰ اور اعلیٰ سمجھہ والوں کے لئے ایکسانی پیدا کر دیتا ہے۔ انسان کے لئے اس کے ہم جنسون کے قصہ اور واقعات بڑے موثر ہوتے ہیں۔ قرآنی قصص مین بتلایا گیا ہے کہ جب تک کوئی قوم

نیک کام کرتی رہتی ہے۔ اللہ اس کو قائم رکھتا ہے۔ اور جب کوئی قوم احکام خداوندی کے پابندی میں تساہل کرتی ہے تو اس میں بُرے عادات پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر خدا پیغمبرون کو بھیجکر اس کی اصلاح کراتا ہے۔ اور جب کسی قوم میں صلاحیت کا مادہ باقی نہیں رہتا۔ اسوقت اس کو برباد کرکے اس کی جگہ دوسری قوم قائم کرتا ہے۔ قوم کا بگاڑ اللہ کے احکام امر و نواہی کے پابندی سے اپنے کو بری کرنے سے پیدا ہوتا ہے۔ خدا کے احکام کی پابندی کرنا گویا خدا کو قادر مطلق جانکر اس سے ڈرتے رہنا اس کا احسان مانکر عبادت کے ذریعہ اس کا شکر ادا کرنا ہے۔ جس نے خدا کے ساتھ غفلت کا برتاؤ کیا وہ اپنے کو بھول گیا غافل اور خود فراموش انسان وہ ہوتا ہے جو اپنے بگاڑ کا سامان خود پیدا کر لیتا ہے۔ خدا کا ارشاد ہے کہ میں کسی قوم کو جب تک وہ خود آپ بگاڑ کے سامان پیدا نہ کرے میں نہیں بگاڑتا۔ خدا کے ٹھیرائے ہوئے قاعدہ مین تبدیل نہیں ہوتی۔ غافل اور خود فراموشون سے جو افعال سرزد ہونگے۔ وہ احکام خدا کے خلاف ہونگے ایسے افعال ہی گناہون کے فہرست میں داخل ہوتے ہیں۔ گنہگار مستوجب سزا قرار پاتا ہے۔ بگڑے قوم پر خدا عذاب نازل کرتا ہے قصص قرآنی میں ایسے کئی قوم کا ذکر ہے۔ ان قصون کے پڑھنے سے امر و نواہی کی پہچانت تعمیل و عدم تعمیل احکام سے کیا فوائد اور نقصانات قوم کو برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ وہ اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتے ہیں محض وعظ و نصیحت کے روکھے پھیکے طریقے انسان کے دل پر وہ اثر پیدا نہیں کر سکتے۔ جیسا کہ انسان کے ہم جنسون کے قصون مین وعظ و نصیحت کے مضامین کا اثر پیدا ہو سکتا ہے۔ مسائل کے ادراک و ذہن نشینی میں بھی قصون کا پیرایہ مفید ہوتا، قصون میں اللہ تعالےٰ نے نیک اخلاق کیا ہیں۔ گناہ کن باتون پر مشتمل ہے۔ ان پر عمل کرنے اور ان سے اجتناب کرنے سے انسان کی زندگی مین کیا کیا فوائد نقصانات ہوتے ہیں۔ ان کو موقع بہ موقع موثر طریقے پر انسان کو آئندہ کس طریقے پر زندگی بسر کرنا چاہئے۔ اس کا طریقہ بتلایا ہے۔ گویا قرآن اسلامی زندگی کا دستور العمل ہے۔

قرآن مین ہزارون برس پہلے کے اقوام کے قصے بیان کئے گئے ہیں۔ جن کا پتہ قدیم سے قدیم کتب تواریخ یا دیگر مذہبی کتب میں پایا نہیں جاتا۔ دنیا کی تاریخ لکھنے والے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے زمانے سے آگے جا نہ سکے۔ اون کا ماخذ بھی توریت و انجیل ہی ہے۔ حضرت محمدؐ امّی محض تھے

آنحضرت کو نبوت عطا ہوئے تک کسی سے تعلیم پانیکا موقع نہیں ملا تہا۔ حضرت محمدؐ کے مقام پیدائش مکہ معظمہ اور مقام ہجرت مدینہ منورہ مین بھی کوئی ایسا عالم نہیں تہا۔ اور نہ کوئی ایسی صحبت تھی۔ جو قدیم واقعات یا حالات یا تاریخ و قصص مذاہب وغیرہ کی اس سے وقفیت ہوتی۔ حضرت صلعم کے زمانہ کے عرب تو جہالت میں شہرہ آفاق تھے۔ پہر ایسے موقع اور زمانہ مین ایک امی محض انسان کا اخلاق مجسم ہونا اور دنیا بھر کے پیروں کے رہنمائی کے لئے نمونہ بن جانا اور اپنے فیضان صحبت گفتار کردار کا دوسروں پر ایسا گہرا اثر ڈالنا جس سے وہ بھی کامل انسان بنجائے اس پر غور کرنا بہت ضروری ہے۔ قرآن مجید میں صرف ہزارون سال قبل کے گزرے ہوئے واقعات کے قصے ہی نہیں ہین۔ بلکہ آئندہ زمانہ کے لئے بہی پیشین گوئیاں درج ہیں جن کی صحت حضرت صلعم کے زمانہ سے ہوتی چلی آرہی ہے۔ اور آئندہ بھی پیشین گوئیان صحیح ثابت ہوتے جائینگے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آنحضرت کی زندگی خود معجزہ ہے۔ اور قرآن مجید خود آپ کا خلق عظیم ہے۔

غرض کے قرآنی قصص کے پڑہنے اور ان پر غور کرنے سے معلوم ہو جائیگا کہ ان قصوں سے ایک طرف یہہ مقصود ہے کہ مسلمانون کو دینی و دنیوی زندگی کے ایک مکمل دستور العمل پر عبور کرایا جائے۔ اور دوسری طرف یہہ جتلایا جائے کہ قرآن کسی انسان کے دماغی خیالات کا مجموعہ نہیں ہے۔ بلکہ یہہ ایک الہامی مقدس کتاب ہے۔ اور حامل قرآن صرف ایک سچا اور برگزیدہ نبی ہی نہیں ہے۔ بلکہ قرآن کے کاملیت کے لحاظ سے نبوت کا سلسلہ اسی نبی آخر الزمان پر ختم کردیا گیا ہے۔ اور آئندہ کسی نبی کو دنیا میں مبعوث کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہی گئی ہے۔ قرآن کی پیشین گوئیان اس بات کو بدیہی طور ظاہر کر رہی ہیں کے خدائے تعالےٰ کے نزدیک حامل قرآن بہت ہی معزز مقرب اور معتمد ہے کہ خدا اپنے غیب کے اسرارون کا اسپر انکشاف کرنے میں دریغ نہیں کیا۔ اس لئے سورہٗ احزاب کے رکوع (۵) میں اللہ فرماتا ہے کہ محمدؐ صلعم تم سے یا تمہارے عالم سے نہ تھے بلکہ رسول خدا اور خاتم انبیا تھے۔ آنحضرت صلی علیہ سلم فرماتے ہیں کہ مجھے دنیا سے کیا سروکار اس کی مثال تو ایسی ہے کہ جیسے کوئی سوار گرمی کے دنون میں سفر کرے۔ اور کسی درخت کے سایہ میں کچھہ دیر آرام کرنے کے بعد سوار ہو کر چلدے اور ارشاد نبوی یہہ بھی ہے کہ مقام سدرہ میں میرے روبرو ملک اور ملکوت کے تمام جواہرات اور نفیس چیزین جو خزانہ غیب میں تہیں لائی گئیں لیکن میں نے آنکہہ اٹھا کر بھی کسی چیز کی طرف نگاہ تک

نہ کی بلکہ اپنے وجود کی نقدی اس قمار خانہ میں ہاردی اور عدم کے دروازے سے اڑتا ہوا۔ او ادنیٰ کے اصلی گھونسلے میں پہونچ گیا۔ ایک جگہ یہہ ارشاد نبوی ہوتا ہے کہ میں نے اپنا نسب دنیا و آخرت اور بہشت سے اوس روز قطع کرلیا تہا۔ جبکہ انا من اللہ کا نسب اپنے لئے درست کیا تہا۔ (یہی وجہہ ہے کہ جو نسب حدوث (نو پیدا شدہ) سے متعلق ہے وہ ضرور منقطع ہوجائیگا) میرے حسب نسب کے سوا باقی سارے حسب نسب منقطع ہونے والے ہیں۔ سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا وہ میرا نور تہا قیامت کے دن سب سے پہلے زمین سے میں ہی نکلونگا۔ سب سے پہلے شفاعت کرنیوالا میں ہی ہوں یہہ جو مشہور ہے کہ آنحضرت صلعم کا سایہ نہ تھا۔ وہ بالکل ٹہیک ہے۔ قرآن میں اللہ نے آنحضرت کو سراجؐ منیر فرمایا ہے۔ آفتاب کا سایہ نہیں ہوتا۔ اور آنحضرت خدا کے خلیفہ) بادشاہ تھے بادشاہ خدا کا سایہ ہوتا ہے۔ سایہ کا سایہ ہو نہیں سکتا۔

گذشتہ تاریخ اسلام پر اگر سرسری نظر بھی ڈالیجائے تو معلوم ہوجائیگا کہ مذہب اسلام کی اشاعت کے صرف ایک صدی ہجری کے اندر ہی اندر عربون نے بحر اٹلانٹک سے ہندوستان تک قفقار سے خلیج فارس تک اپنا تسلط بٹھا دیا تھا۔ دوسری صدی ہجری میں بھی مسلمانون کی ملک گیری میں ترقی ہوتی رہی اور مسلمان یورپ میں داخل ہوگئے۔ اس سرعت ترقی میں راز صرف یہہ تھا کہ اوس وقت کے مسلمانوں نے اپنے زندگی کے لئے قرآن کو دستور العمل قرار دیا تہا۔ اور حامل قرآن جو قرآن کا شارح تہا۔ اس کے سنت کی پیروی انہماک سے کرتے تھے۔ اسی وجہہ سے ان کو فلاح و کامیابی نصیب ہوتی رہی۔ اسلام کے ترقی کے زمانہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان صرف ملک گیری میں ہی ترقی نہیں کئے تھے۔ بلکہ دنیا کے ہر شعبہ مین ان کے ترقی کے آثار نظر آتے ہیں۔ انکے علوم و فنون کے ترقی کی آج حالت تھی کہ یورپ آج جو اپنے کو تمام دنیا میں مہذب اور ترقی یافتہ خیال کرکے ناز و فخر کرتا ہے۔ اس کو اسلام کے اتنادی کا جب خیال آتا ہے تو تزلزل نے ادب بے چون و چرا اسلام کے سامنے احسان مندانہ و معاونانہ مندانہ ٹہیک دیتا ہے۔ دنیا اس کو تسلیم کرچکی ہے کہ دنیا کی موجودہ ترقی کا باعث ہی اسلام ہے۔ جو عظمت و شان عروج و اقبال کے زمانہ میں مسلمانون نے قرآن کو دستور العمل قرار دیکر سنت نبوی کی پیروی کرتے ہوئے عظیم الشان اسلامی سلطنت پر جو کرہ زمین کے بڑے رقبہ پر قائم تھی حکمرانی کرتے رہے تو اس میں شک کرنے کے لیے رتی برابر بھی گنجایش باقی نہیں رہتی کہ امم سابقہ کے بنے

بگڑنے کے اسباب اس زمانہ کے مسلمانون کے زیر نظر تھے۔ جن کا اکتساب انہون نے قرآن و اخبار و آثار سے کیا تہا۔ مسلمانون کے عروج و اقبال کے زمانے کے تاریخ کی قرآنی قصص سے مطابقت کرکے دیکھہ لیا جائے تو صاف طور پر عیان ہو جائے گا کہ جبتک مسلمان خدا کے احکام کی پابندی کرتے رہے ان کو عروج نصیب ہوتا رہا۔ اور جب بگڑے ہوئے امم سابقہ کا طرز عمل اختیار کیا گیا تو تنزل کا سیاہ بخت ان کے نصیب ہوا۔ اسلام کے عروج کے زمانے کی سوانح عمریان کوئی پڑہ کر دیکھہ لے تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ مذہب اسلام میں جو پانچ ارکان فرض کئے گئے ہیں۔ ان کی پابندی مین وہ سرمو فرق نہیں آنے دیتے تھے۔ اور مذہب اسلام کے مصالح کو ہمیشہ مدنظر رکھکر دوسرے اقوام سے میل جول رکھا کرتے تھے۔ کلمہ طیبہ کا ذکر ان کا روزمرہ تہا۔ خدا کے قادر مطلق ہونے کے نسبت ان کا اعتقاد راسخ تہا۔ جس کی وجہ ان کا دل مضبوط تہا۔ وہ دلجمعی سے زندگی بسر کرتے تھے۔ مایوسی بہٹکتی ہی نہیں تھی۔ وہ کبھی بھی ہمت نہیں ہارتے تھے۔ ادن کے دروازون پر یاد خدا کی نہر جاری رہا کرتی تھی۔ جس مین وہ روزآنہ پانچ دفعہ غسل کرنے میں تامل نہیں کرتے تھے۔ جو انسان دن میں پانچ دفعہ اپنے کو پاک کیا کرے بہلا اس میں میل کچیل کہیں باقی رہ سکتا ہے۔ سورہ ہود رکوع (۱۰) اے محمدؐ دن کے دونون جانب (صبح شام) اور اوائل شب مین نماز پڑہ نیکیاں بیشک گناہون کو دور کرتی ہیں۔ ذکر الہی کرنیوالون کے لئے یہہ یاد دہانی ہے۔ سورہ نجم رکوع (۲) اے محمدؐ اپنے رب کے حکم کے انتظار میں صبر کئے ہوئے بیٹہا رہ تو ہماری نگرانی دحفاظت مین ہے۔ اور جب تو سوکر اٹہا کر تو اپنے رب کی حمد مین تسبیح (نماز تہجد) پڑہ رات کے وقت بہی اس کی تسبیح کر اور تارون کے غروب کے وقت بہی اس کی تسبیح کر۔ سورہ روم رکوع (۱) لوگو شام کو اور صبح کو اللہ کی تسبیح کرو۔ وہی اللہ آسمانون اور زمین میں سزاوار حمد ہے۔ تیسرے پہر اور دوپہر کو بہی تسبیح کرو۔ سورہ طٰہٰ رکوع (۸) رب کے حمد کے ساتہہ تسبیح کر آفتاب کے نکلنے کے پہلے اور اس کے غروب ہونے کے پہلے اور ذات شب میں اور دوپہرون کے کنارون میں بہی تسبیح کر۔ سورہ بنی اسرائیل رکوع (۹) اے محمدؐ آفتاب کے ڈہلنے سے رات کے اندہیرے تک نماز پڑہا کر اور نماز صبح بہی پڑہ۔ نماز صبح حضوری کا وقت ہے۔ رات مین تہجد کی نماز پڑہ کہ یہہ تیرے لئے نفل ہے۔ عجب نہیں کہ تیرا رب تجہے مقام محمود میں پہونچا دے۔ سورہ عنکبوت رکوع (۵) اے محمدؐ تیری طرف جو کتاب وحی کی گئی ہے۔ اس کی

اس کی تلاوت کر اور نماز پڑھ ۔ بیشک نماز بے حیائی اور گناہ سے بچاتی ہے۔ سورہ نسا رکوع (۲)
منافق اللہ سے دغابازی کرتے ہیں۔ اور اللہ ان سے داؤں کرتا ہے۔ جب نماز کے لئے کھڑے
ہوتے ہیں تو سُست کھڑے ہوتے ہیں۔ آدمیوں کے دکھلانے کو اللہ کو وہ تھوڑا ہی یاد کرتے ہیں
یہہ مذبذب ہیں کفر اور ایمان میں نہ ادھر ہیں نہ ادھر ہیں۔ عبادت الٰہی اور خدا کی یاد کی ضرورت
مندرجہ بالا آیات سے واضح ہو جائیگی ۔ اللہ تعالےٰ نے سورہ الم نشرح میں آنحضرت محمدؐ کو حکم دیتا
ہے کہ جب تو تردداتِ رسالت سے فراغت حاصل کرے تو ریاضت کر اور اپنے رب کی طرف متوجہ
ہو جا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سورہ کے مضمون پر غور کر کے دیکھہ لیں کہ جو رسول تمام دنیا کی رسالت
کرتا ہو اس کے فرائض رسالت کیسے وسیع اور اہم نہ ہونگے۔ اور کیا کچھہ دقتوں کا سامنا آنحضرتؐ کو ہوتا
ہوگا۔ اور مصروفیت کی کیا کچھہ حالت نہ ہوگی۔ آنحضرتؐ کے (۲۳) سالہ نبوت کے زمانے کے واقعات ہم
مسلمانوں کے سامنے ہیں۔ جاہل قوم سے حضرت کا مقابلہ تھا۔ مزید برآں اقوام غیر کوئی دن امن و
چین سے نہیں گزرتا تھا۔ دشمنوں کی مدافعت خود کو اور اپنے امتیوں کو دشمنوں کے گزند سے بچانے
کے تردداتِ بگڑی ہوئی قوم کی اصلاح مسئلہ خالص وحدانیت کی تبلیغ اور اسلام کے لئے آئندہ
ترقی کے اسباب کا پیدا کرنا وغیرہ وغیرہ اُمور میں حضرت کو رات دن منہمک رہنا پڑتا تھا۔ باوجود
ان دقتوں اور مصائب اور مصروفیت کے اللہ کے حکم کے تعمیل میں گرستی زندگی بسر کرتے ہوئے۔
آنحضرت فرصت نکالکر اوقات مقررہ خدا پر عبادت الٰہی میں مصروف ہوا کرتے تھے۔ مسلمانوں
کے کسی بھی طبقہ کے کسی ایک فرد کے فرائض سے مقابلتاً جانچ کر کے دیکھہ لیا جائے تو اطمینان ہو جائیگا
کہ مسلمان کے لئے نماز کے ادائی کے لئے بہت وقت مل سکتا ہے۔ اسلام میں آسانی ہے اگر نماز میں
دقت ہوتی تو اللہ مسلمانوں کو پانچ دفعہ دن میں نماز پڑھنے کا ہرگز حکم نہ دیتا۔ آنحضرت کے مقابلہ
میں ان کے اُمتی نماز کی غفلت سے ٹال نہیں سکتے نماز میں اللہ نے جو حکمت رکھی ہے۔ اس کا تجربہ
انہیں مسلمانوں کو ہو سکتا ہے۔ جو نماز میں تساہل و غفلت نہیں کرتے۔ خدا برحق اور خدا کا کلام
سچا ہے۔ مسلمان تجربہ کر کے دیکھہ لیں کہ نماز بے حیائی اور گناہ کو روکتی ہے یا نہیں۔ بیحیائی تمام
بُرے اخلاق کی جڑ ہے۔ نماز اس کی بیخ کنی کر دیتی ہے۔ دنیا کے مجازی حاکم کے ادنیٰ احسان اور
عنایت کے بدلے میں انسان اس کے سامنے ادب اور انکساری لجاجت سے اپنے شکریہ کا

اظہار کرتا ہے۔ مسلمان جس کا عقیدہ خدا کو قادر مطلق ماننے کا ہے۔ اور جو دل سے اس پر یقین رکھتا ہے کیا اس کے لئے یہہ بات قابل شرم نہیں کہ اصلی و حقیقی احسان و عنایت کنندہ کے سامنے سر جہکانے کو عار کرے۔ دنیا میں انسان کو انسان سے سابقہ پڑہتا ہے۔ اور انسان پر اللہ تعالے اسی کے ہم جنسوں کے ذریعہ اپنی عنایت نزول کرتا ہے۔ جب توسط والے کا ہم احسان مانتے ہیں تو کیا ہم پر یہہ فرض نہیں ہے کہ اصل معطی کے سامنے سر بسجود ہو جائیں۔ اللہ کے تحمل کو نظر غور سے دیکہو کہ ہم مجازی محسن کی لجاجت خدائے قدوس کے سامنے کہلے دل سے کرتے ہیں۔ مگر پلٹ کر خداوند عزوجل کے روبرو سر بسجود ہونے میں نسیان سے کام لیتے ہیں۔ اس نسیان کے بعد بھی خدائے قادر مطلق ہم پر رزق اور صحت کے نعمتوں کو جاری رکہتا ہے۔ انسان خود پر غور کرے تو معلوم ہو جائے گا کہ اللہ تعالے انسان میں اقسام اقسام کے طاقتیں پیدا کیا ہے۔ جن کے بغیر انسان کی زندگی محال ہو جاتی ہے ہمنی طاقتوں کی بدولت انسان سے افعال سرزد ہوتے ہیں محققین نے تمام طاقتوں کے تین بڑے حصے کئے ہیں اور ہر ایک حصہ کو قوت کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

۱۔ قوت ناطقہ (۲) قوت غضبی (۳) قوت شہوی ان تینوں قوتوں کا اعتدال سے کام کرنا بھی انسانی زندگی کے لئے بہت ضروری تھا۔ اللہ قوت اعتدال کو بھی انسان میں پیدا کیا ہے۔ اس قوت کے شمول سے انسان میں چار قوتیں موجود رہکر انسان سے افعال سرزد کراتا ہے۔ اور ان افعال کے نتیجوں کو اخلاق کہا جاتا ہے۔ اخلاق دو حصوں پر منقسم ہے۔ ایک نیک دوسرا بد نیک اخلاق پرہیزگاری کا مادہ پیدا کرتے ہیں۔ اور بد اخلاق سے گناہ کا مادہ پیدا ہوتا ہے۔ دنیا میں جتنے بد کام سمجھے جاتے ہیں۔ ایک ایک کی تشخیص کرکے دیکہہ لی جائے ہر ایک میں بیحیائی کا عنصر غالب پایا جائے گا۔

اللہ نے انسان کے خاکی ڈہانچے میں روح پہونک تے وقت حسب ذیل سات صفتوں کو بھی داخل کیا۔

۱۔ نورانیت (۲) محبت (۳) علم (۴) حلم (۵) اُنس (۶) بقا (۷) حیات

روح کا جب دل سے اتصال ہوا تو ان سات صفات سے ان میں حسب ذیل اوصاف پیدا ہوئے۔

(۱) لوزابینت سے سماعت بصارت اور تکلم۔

(۲) محبت سے شوق۔ طلب اور صدق۔

(۳) علم سے ارادت اور معرفت۔

(۴) حلم سے وقار حیا تحمل اور سکون۔

(۵) اُنس سے شفقت اور رحمت۔

(۶) بقار سے ثبات اور دوام۔

(۷) حیات سے عقل فہم اور ادراک۔

مندرجہ بالا کل صفات پر نظر غائر ڈال کر دیکھ لیا جائے تو یہ صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ یہ کل صفات انسان میں موجود ہوتے ہیں۔ انسانی زندگی میں ان کے وجود کی بڑی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر صفت میں جداگانہ طاقت ہے۔ انہی سے افعال سرزد ہوتے ہیں۔ ہم نے چار بڑی طاقتوں کا جو اوپر ذکر کیا ہے۔ جن میں قوت عدالت افعال کے سرزد ہونے میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس کے تین اقسام ہیں۔ (۱) حکمت (۲) شجاعت (۳) عفت۔ حکمت کی قوت سے انسان میں تیزی طبع زود فہمی۔ تیزی ذہن۔ نکتہ سنجی۔ حُسن تدبیر۔ اور اصابت رائے کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ قوت شجاعت سے انسان قوت غضبی کو اعتدال میں لاتا ہے۔ جس سے حلم تحمل وقار استقلال تواضع علو ہمت کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ قوت عفت شہوانی قوت کو اعتدال پر لاتی ہے شہوت کو نفس امارہ کے جال میں پھنسے رہنے کے عوض عقل کے تابع رکھ کر اوصاف حیا ورع صبر قناعت سخاوت اور افتقار پیدا کرتی ہے۔ مندرجہ بالا بحث و تفصیل سے واضح ہو گیا ہو گا کہ گناہ میں اخلاق بد اور رذیل اوصاف ہیں۔ اس کی جڑ بیحیائی ہے۔ اللہ نے عبادت میں بیحیائی کے بیخ کنی کا زبردست مادہ رکھا ہے۔ اسی وجہ سے عبادت الٰہی میں مصروف رہنے والے گناہوں سے بچتے رہتے ہیں۔ جو فلاح کا باعث ہوتا ہے۔

نماز مذہب اسلام کے فرضیات کا رکن دوم ہے۔ فرض سے کوئی مسلمان عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔ نماز کی فرضیت کی صراحت نصوص قرآنی سے کردی گئی ہے۔ نماز کے نسبت احادیث نبوی بھی دیکھ لیا جائے تو نامناسب نہ ہوگا۔ آنحضرتؐ کو ابتدا سے ہی بت پرستی اور عرب کے

مشرکانہ رسوم سے نفرت تھی۔ تنہائی میں بیٹھ کر قدرت خدا پر غور کیا کرتے تھے۔ جب حضرت کی عمر تینتیس سال کی ہوئی تو مکہ کرمہ سے تین میل کے فاصلہ پر جنگل میں تنہائی کے مقام پر جو غار حرا کے نام سے مشہور ہے اس میں تنہا بیٹھکر یاد الہی کرنے لگے گھر سے غذا اور پانی ہمراہ لیجاکر غار حرا میں کئی کئی دن تک یاد الہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔ جب غذا ختم ہو جاتی تو مکان آکر بال بچوں میں رہتے۔ پھر وہیں چلے جاتے۔ اس عبادت گذاری سے یہہ اثر ہونے لگا کہ صبح جو واقعات ہونے والے تھے وہ حضرت کو رات ہی میں خواب میں نظر آتے تھے۔ کبھی کبھی ایک روشنی اور چمک نظر آیا کرتی تھی جو آنحضرت کے دل میں مسرت پیدا کرتی تھی۔ اس طریقے پر سات سال کا عرصہ گزر گیا۔ آخری چھہ ماہ کے زمانہ میں سچے خوابوں کا سلسلہ بلا فصل جاری رہا جب حضرت کی عمر ۴۰ سال کی ہوئی تو ایک روز فرشتہ خدا حضرت جبرئیلؑ غار حرا پر حضرت مقبول کے سامنے نمودار ہوئے۔ اور بحکم خدا یہہ تعلیم فرمایا سورہ علق۔ اے محمدؐ اپنے اس رب کا نام لیکر قرآن پڑھ جس نے سب کو پیدا کیا خون لسے اس نے آدمی پیدا کیا۔ پڑھ تیرا رب بڑا کریم ہے۔ اس نے قلم کے ذریعہ سے لکھنا سکھایا اور آدمی کو وحی کے ذریعہ ایسی ایسی باتیں سکھائیں جو وہ نہ جانتا تھا مگر آدمی سرکش ہے وہ اپنے آپ کو بے پرواہ جانتا ہے۔ ضرور تیرے رب کی طرف سب کو پھر جانا ہے۔ حضرت جبرئیل آنحضرت کو عبادت الہی کا طریقہ سکھلایا۔ جو ارکان نماز ہیں۔ اب یہاں سے وحی کا سلسلہ جاری ہو کر (۲۳) سال کے زمانے میں قرآن حصہ بحصہ بذریعہ جبرئیل حضرتؐ پر نازل ہوتا رہا۔

مسلمانوں پر پانچ وقت کی نماز کیسے فرض ہوئی۔ اس کا حال حدیث قدسی متعلقہ معراج شریف سے معلوم ہوتا ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔

آنحضرت مقبول فرماتے ہیں کہ معراج کی شب میں جب میں سدرۃ المنتہی تک پہونچا تو تو اس کے بیر اتنے بڑے جیسے بڑا مٹکا اور اس کی پتیاں ایسی تھیں۔ جیسے ہاتھی کا کان۔ جبرئیل نے فرمایا کہ یہہ سدرۃ المنتہی ہے۔ وہاں میں نے چار نہریں دیکھیں۔ دو چھپی اور دو کھلی میں نے پوچھا اے جبرئیل یہہ کیا ہیں۔ جبرئیل نے کہا چھپی ہوئی دو نہریں بہشت میں ہیں۔ اور کھلی ہوئی دو نہریں نیل اور فرات دنیا میں ہیں۔ پھر مجھے بیت المعمور دکھایا۔ اور میرے پاس ایک برتن میں شراب ایک برتن میں دودھ اور ایک برتن میں شہد آیا۔ میں نے فقط دودھ پی لیا تو

جبرئیل نے فرمایا دودھ سے مراد دین ہے۔ اور آپ کی اُمت دین اسلام پر رہیگی۔ پھر مجھ پر رات دن میں پچاس وقتوں کی نماز فرض کی گئی۔ جب میں درگاہ الٰہی سے واپس ہوا تو موسیٰ کے پاس آیا تو موسیٰ نے پوچھا کہ آپ پر کون عبادت فرض کی گئی۔ میں نے کہا پچاس وقتوں کی نماز موسیٰ نے فرمایا آپ کی اُمت ادا نہ کر سکیگی۔ خدا کی قسم میں نے آپ سے پہلے ہی لوگوں کو آزما دیکھا ہے۔ اور بنی اسرائیل کے ساتھہ خوب خوب تدبیریں کر دیکھیں۔ آپ لوٹ جائیں۔ اور اپنی اُمت کے لئے آسانی چاہیے۔ میں لوٹا تو اللہ تعالےٰ نے دس نمازیں کم کر دیں تو میں موسیٰؑ کے پاس آیا۔ اُنہوں نے پھر وہی پہلی سی باتیں کہیں تو میں نے اللہ کے دربار میں پھر حاضر ہو کر آسانی چاہی۔ اللہ تعالےٰ نے دس نمازیں اور کم کر دیں تو میں موسیٰ کے پاس آیا۔ انہوں نے پھر وہی باتیں کر کے مجھے لوٹایا تو جناب باری نے دس نمازیں اور کم کر دیں۔ میں نے آکر موسیٰؑ سے کہا اُنہوں نے پھر وہی کلام کیا۔ میں پھر درگاہ الٰہی میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ جناب باری نے اور بھی دس کم کر دیں۔ اور ہر روز دس نمازوں کا حکم باقی رکھا۔ میں موسیٰ کے پاس آیا۔ انہوں نے پھر وہی باتیں سمجھا کر لوٹایا تو ہر روز پانچ وقتوں کی نماز فرض رہی۔ میں موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پھر پوچھا کہ کہئے اب کیا فرض رہا۔ میں نے کہا ہر روز پانچ وقتوں کی نماز۔ فرمایا آپ کی اُمت سے ہر روز پانچ وقتوں کی نماز ادا نہ ہو سکے گی۔ میں آپ سے پہلے لوگوں کو خوب آزما چکا ہوں۔ اور بنی اسرائیل کے ساتھہ بہت کچھہ تدبیریں کر کے دیکھہ لیا ہے۔ آپ اپنے پروردگار کے حضور میں حاضر ہو کر اپنی امت کے لیے آسانی چاہیے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ میں اللہ تعالےٰ سے بار بار اسقدر آسانی چاہا کہ اب میں خود شرما گیا ہوں پس ندا آئی جسقدر فرض نماز یعنی پچاس رکعت جو میں نے جاری کی ہیں ان کا پورا ثواب باقی رہیگا میرے بندے صرف زیادہ تر الفرض کے بارے سبکدوش کئے گئے میں اپنے رب کے حکم پر راضی ہوں۔ اور اس کے حکم کو تسلیم کرتا ہوں۔ اور میں پناہ اپنی امت کا کام اسی پر سونپتا ہوں

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر مسلمان گناہ کبیرہ سے بچا رہے تو پانچوں وقت کی نماز اور جمعہ جمعہ تک اور رمضان رمضان تک درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ اللہ کونسا عمل پسند فرماتا ہے۔ فرمایا نماز کو وقت پر پڑھنا پھر پوچھا اس کے بعد کون عمل پسند ہے۔ فرمایا ماں باپ کے ساتھہ احسان کرنا پھر پوچھا اس کے بعد فرمایا جہاد کرنا۔ رسول اللہ فرماتے ہیں نماز ترک کرنا بندہ کو کفر تک پہونچا دینے والا ہے

رسول اللہ فرماتے ہیں جس نے فجر اور عصر کی نماز پڑہی وہ ہرگز دوزخ میں نہیں جائے گا۔ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ جان لیں کے دوپہر ڈہلتے ہی ظہر پڑہ لینے میں کیا ثواب ہے تو آپ سے ایک نمازی پہلے وقت ہی مسجد میں آجائیں گے۔ اگر لوگ جان لیں کہ عشا اور صبح پڑہنے میں کیا ثواب ہے تو ان نمازون کے لئے بھی کہسک کہسک کر ضرور آئیں گے۔ اور منافقون پر ان دونون نمازون سے زیادہ اور کوئی نماز بہاری نہیں ہے۔ رسول مقبول نے یہہ فرمایا کہ جس نے عشا کی نماز جماعت کے ساتھہ پڑہی گویا اس نے آدہی رات قیام کیا۔ اور جس نے صبح کی نماز بھی جماعت کے ساتھہ پڑہی تو گویا ساری رات نماز پڑہی۔

اسلام کا تیسرا رکن **زکواۃ** سورہ سجدہ رکوع (۱) میں یہہ مضمون ہے۔ مشرکون کیلئے جو زکواۃ نہیں دیتے اور آخرت سے انکار کرتے ہیں۔ خرابی ہے۔ مومنوں اور نیکو کارون کے لئے دائمی ثواب ہے۔ سورہ رعد رکوع (۳) جو لوگ اپنے رب کی رضا مندی کے لئے صبر کرتے ہیں۔ نماز پڑہتے ہیں ہماری دی ہوئی روزی سے پوشیدہ اور ظاہر طور پر خرچ کرتے ہیں۔ اور برائی کے مقابلہ میں نیکی کرتے ہیں۔ ان ہی کے لئے وہ پہلا گہر ہے جس میں انہیں ہمیشہ رہنے کے لئے باغ ہیں۔ ان میں وہ داخل ہونگے اور ان کے باپ دادا بھی ازدواج و ذریات میں سے جو صالح ہونگے وہ بھی داخل ہونگے۔ اسی موافق سورہ مزمل رکوع (۲) وسورہ حدید رکوع (۳) اور سورہ توبہ رکوع (۵) اور بقر رکوع (۷ و ۳ و ۴) میں زکواۃ صدقہ کے احکام موجود ہیں۔

احادیث رسول اللہ صلی اللہ نے معاذ رضہ کو یمن کے طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ تم اہل کتاب کو پہلے یہہ ہدایت کرنا کہ اللہ کے سوائے کوئی لائق عبادت نہیں۔ اور محمد اللہ کے رسول ہیں جب وہ لوگ اس کو مان لیں تو کہنا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بندوں پر رات دن میں پانچ وقتوں کی نماز بھی فرض کی ہے جب وہ اسکو بھی قبول کرلیں۔ تب یہہ سمجہانا کہ اللہ تعالےٰ نے صدقہ دینا بھی فرض کیا ہے کہ امیرون سے لیکر انکے غریبوں کو دو۔ اس کو منظور کرلیں تو خبردار صدقہ میں نفیس عمدہ مال کبھی طلب نہ کرنا۔ اور مظلوم کی فریاد سے بہت بچنا مظلوم کی فریاد اور اللہ کے بیچ میں کچہہ آڑ نہیں ہے۔ حدیث نبوی ہے کہ جو شخص سونا چاندی کا حق نہیں ادا کرتا قیامت کے دن جو پچاس ہزار برس کا ہوگا جنت یا جہنم میں جانے تک آگ کی تختی بنا کر اس کے پہلو

اور پیشانی اور پیٹھ کو داغا کریں گے۔ حدیث نبوی خدا جس کو مال دے۔ اور وہ اسکی زکوٰۃ نہ دے قیامت میں اس کے مال کو سانپ کی صورت بنا دیں گے جس کا سر گنجا ہوگا۔ اور آنکھوں پر سیاہ دو نقطے ہوں گے۔ مال والے کے گلے میں اس کا طوق ڈالا جائے گا۔ پھر وہ سانپ اس کے منہہ کے دونوں باچھیں پکڑ کر ڈسا کرے گا۔ اور کہے گا میں تیرا مال ہوں۔ اور تیرا خزانہ ہوں رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ صدقہ دیا کرو۔ اگرچہ آدھا خرما ہو۔ اس واسطے کہ وہ فقیر کو زندہ رکھتا ہے اور گناہ کو یوں مارتا ہے۔ جیسے پانی آگ کو۔ اور فرمایا کہ جو مسلمان اپنے مال حلال سے صدقہ دیتا ہے۔ اسے حق تعالےٰ اپنے دست شفقت و لطف سے اس طرح پرورش فرماتا ہے۔ جیسے تم اپنے چار پایوں کی پرورش کرتے ہو۔ یہاں تک کہ چند خرمے کوہ اُحد کے برابر ہو جاتے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ صدقہ شر کے دروازوں میں سے ستر دروازے بند کر دیتا ہے۔ لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ بیٹا تجھہ سے جب کوئی گناہ سرزد ہو تو صدقہ دینا حضرت حسن بصری نے بردہ فروش کے پاس ایک خوبصورت لونڈی دیکھی۔ پوچھا کہ اسے کے درہم کو بیچتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے کہا جاؤ ہی حق تعالےٰ تو حور عین دو حبہ کو بیچتا ہے کہ وہ اس لونڈی سے نہایت خوبصورت ہے۔ یعنے صدقہ کے عوض میں حور عنایت فرماتا ہے۔ زکوٰۃ سے صلہ رحمی اور مستحقین کی مدد کی جاتی ہے جس سے قوم کے نادار افراد کی مالی حالت سدھر جاتی ہے۔ مسلمانوں کے راحت کے سامان پیدا ہو جاتے ہیں۔ دلجمعی سے وہ ملک و ملت کی خدمت ادا کر لیتے ہیں۔ جس سے کل قوم کے قوم میں اتفاق قائم رہتا ہے۔ جو تبلیغ اسلام کا بڑا باعث ہوتا ہے۔ اسلام کا چوتھا رکن روزہ ہے۔ سورہ بقرہ رکوع (۲۳) اے ایمان والو تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے۔ جیسا کہ تمہارے اگلوں پر فرض کیا گیا تھا کہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ گنتی کے روز ہیں تم میں سے جو مریض ہو یا سفر میں ہو وہ اتنے ہی روزے اور دنوں میں رکھ لے۔ اور جن کو طاقت نہیں ہے۔ ایک روزے کے عوض وہ ایک محتاج کا کھانا دیا کریں۔ اور کوئی شوق سے زیادہ نیکی کرے تو اور اچھا ہے۔ تمہیں عقل ہے تو روزہ رکھنے میں تمہاری بھلائی ہے۔ روزہ کا مہینہ رمضان ہے جس میں یہہ قرآن نازل ہوا ہے۔ جو لوگوں کے لئے ہدایت کی کھلی نشانی ہے۔ اس مہینے میں جو زندہ موجود ہو۔ وہ روزہ رکھے اور کوئی بیمار ہو یا سفر میں ہو اتنے ہی روزے اور دنوں میں رکھ لے اللہ

اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے۔ سختی نہیں چاہتا نہیں چاہئے کہ گنتی کے دن پورے کرو۔ اللہ نے جو تم کو راہ بتائی۔ اس پر اس کی بڑائی کرو۔ اور اس کے تم شکر گزار رہو گا رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا بدلہ دس سے سات سو تک دیتا ہوں۔ مگر روزہ کہ وہ خاص میرے واسطے ہے۔ اس کی جزا خود میں دیتا ہوں۔ اور فرمایا جو لوگ خواہش سے صبر کرتے ہیں۔ انکی مزدوری حساب میں نہیں آتی۔ اور انداز میں نہیں سماتی۔ بلکہ کے حد سے زیادہ ہے۔ رسول مقبول فرماتے ہیں کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے کھانا پینا جماع کرنا خاص میرے واسطے چھوڑ دیا ہے۔ میں ہی اس کی جزا دے سکتا ہوں۔ رسول مقبول فرماتے ہیں کہ روزہ دار کا سونا عبادت ہے۔ سانس لینا تسبیح اور دعا محل اجابت ہے۔ اور یہہ بھی فرمایا ہے کہ روزہ عبادت کا دروازہ ہے۔ یہہ سب فضیلیں اسی سبب سے ہیں کہ خواہشیں سب عبادتوں کے مانع ہیں۔ اور سیری خواہش کی مددگار ہے۔ اور بھوک خواہشوں کو مار دیتی ہے۔ روزدار میں صبر وقناعت کے اوصاف پیدا ہوتے ہیں۔ محنت مشقت اور مصیبت برداشت کرنے کے اوصاف روزہ پیدا کرتا ہے۔ روزہ رکھنے والا بھوکوں حاجت مندوں اور مصیبت زدوں کے دلی اثرات سے واقف ہو جاتا ہے۔ قوت غضبی و قوت شہوی کے اعتدال کے لئے روزہ اکسیر ہے۔

اسلام کا پانچواں رکن حج ہے۔ سورہ آل عمران رکوع (۱۰) اے محمدؐ تو ان یہود سے کہہ کہ اگر سچے ہو تو توریت لاؤ اور اسے پڑھ کر سناؤ۔ پھر اس کے بعد بھی کوئی شخص اللہ پر تہمت باندھے تو وہ بے انصاف ہے۔ اور یہہ بھی کہہ کہ اللہ سچا ہے۔ تم ابراہیمؑ کے دین کی پیروی کرو کہ وہ ایک اللہ کیطرف تھا۔ مشرک نہیں تھا۔ آدمیوں کے لئے جو پہلا گھر زیارت گاہ ٹھرایا گیا تھا۔ وہ یہی مکہ میں ہے۔ **اور تمام عالم کے لئے وہ ذریعہ برکت وہدایت** اس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں منجملہ اون کے ایک یہہ ہے کہ وہ ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ (مقام ابراہیم ہے) وہاں جو پہونچا اسے امن ملی۔ جنہیں استطاعت راہ ہو ان پر فرض ہے کہ اللہ کے واسطے خانہ کعبہ کا حج کریں۔ اس سے جو کوئی منکر ہوگا تو کیا؟ اللہ دنیا جہان سے بے نیاز ہے۔

حج ارکان اسلام میں سے ہے۔ یہہ عبادت عمر بھر میں ایک بار فرض ہے۔ رسول مقبول نے فرمایا ہے کہ جس نے حج نہ کیا اور مرگیا۔ اس سے کہدو کہ یہودی مرے خواہ نصارا اور یہہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے۔ بغیر اس کے کہ گناہ کرے اور بیہودہ اور ناشایستہ باتین بکے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک تھا۔ اور فرمایا کہ بہت سے گناہ ایسے ہیں کہ عرفات پر کھڑے ہونے کے سوا کسی اور چیز سے ان کا کفارہ نہیں ہوسکتا۔ اللہ بے انتہا گناہ کبیرہ عفو کرتا ہے۔

۹ھ میں حج مسلمانوں پر فرض کروایا گیا۔ ۱۰ھ میں آنحضرت مقبول نے بہ نفس نفیس حج فرمایا۔ اور صحابہ کو مناسک حج کی تعلیم فرما رہے تھے کہ سورہ مائدہ کی آیت مندرجہ رکوع (۱) مکہ میں نازل فرمائی گئی۔ (آج کے دن تمہارے دین سے کافر ناامید ہوگئے۔ تم ان سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو آج کے دن میں تمہارے لئے تمہارا دین کامل کرچکا۔ اپنا احسان تم پر پورا کرچکا۔ اور دین اسلام میں نے تمہارے لئے پسند کیا) آنحضرت حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے ۱۱ھ کے ماہ محرم میں بخار سے علیل ہوئے بیماری میں کبھی افاقہ ہوتا تھا۔ اور کبھی زیادتی ہوتی تھی۔ بالآخر ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو آپ اس دار فانی سے ملک بقا کو رحلت فرمائے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ملاحظہ فرمائے کہ رکن حج سب سے آخر میں فرض قرار پایا۔ اس کے بعد ہی اللہ نے اعلان فرمادیا کہ دین اسلام کی تکمیل کردی گئی ہے۔ فرض پنجم کے عاید کرنے کے بعد دین اسلام کی تکمیل ہوتی ہے۔ اس نقطہ کو ذہن میں رکھا جائے۔ اور اہمیت رکن حج پر غور کیا جائے مسلمان حج کے لئے مکہ کا سفر کرتے ہیں۔ جہاں کعبہ ہے جو تمام دنیا کے ہدایت کے لئے بذریعہ ابراہیم علیہ السلام اللہ نے یہہ گھر تعمیر کرایا تھا۔ خدا نے اپنے وحدانیت کی گئی نشانیاں ہمیشہ کے لئے کعبے میں رکھ چھوڑا ہے۔ جس کو برای العین مسلمانان مشاہدہ کرکے بیٹھے رہ لیے خالص توحید اللہ کا جو مٹانے سے بھی نہیں مٹنے والا اثر ہے۔ اپنے دلوں میں جماتے ہیں۔ اور ایام حج میں دنیائے عالم کے مسلمان بھائیوں سے ملکر اپنے ملت کے بقا کا انتظام کرتے ہیں۔

یہی پانچ ارکان مذہب اسلام کے استحکام کے کھمبے ہیں۔ باقی امور ان کے فروعات ہیں

جس گھر کا مالک خدائے قدوس کے سے جید اور ماہر انجینئر کے مقرر کردہ اصول پر اسلام کے گھر کو ان پانچ ستونوں سے استحکام پہونچتا رہیگا۔ اور مکان کی نگہہ داشت میں غفلت یا تساہل نہ کرے گا۔ بھلا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس مکان کے کسی بھی حصہ کو ضرر پہونچیگا۔ مسلمانان زمانہ سابق اس نقطہ کو سمجھہ گئے تھے۔ اس لئے وہ ترقی کر گئے ۵۰۰ھ میں حضرت خواجہ نجم الدین کبرا قدس سرہ العزیز نے ان پانچوں رکن پر جو خیالات ظاہر کیا ہے۔ وہ ملاحظہ کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

واضح ہو کہ اللہ نے روحانی اور جسمانی تعلقات سے جو طلسم بنایا اس کی چابی شریعت ہے۔ شریعت کے دو قسم ہیں۔ ایک ظاہری دوسری باطنی ظاہری شریعت بدنی اعمال سے ادا ہوتی ہے۔ یہہ طلسم جس کنجی سے کھلتا ہے۔ اس کے پانچ دندانے ہیں۔ یعنی کلمہ شہادت نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج۔ باطنی شریعت قلبی سری اور روحی اعمال کا نام ہے۔ جیسے طریقت کہتے ہیں (کلمہ لا الٰہ الا اللہ) انسان کو اس عالم کی خبر دیتا ہے۔ جبکہ اس کے اور حضرت حق کے درمیان کوئی واسطہ نہ تھا۔ اس کے دل میں اس حالت ذوق اور اس عالم کا شوق پیدا ہوتا ہے اور واپس لوٹنے کی خواہش کرتا ہے اور اس دنیا سے دل کو ہٹا لیتا ہے۔ اور حیوانوں کی سی لذتیں اسے ناگوار معلوم ہوتی ہیں۔ جب یہہ حالت ہو جاتی ہے تو ایک بند دور ہو جاتا نماز انسان کو دو حالتوں کی خبر دیتی ہے۔ ایک حرکات نمازی کی صورت سے اور دوسرے مقاجات نمازی کے صفات سے حرکات نماز کی صورت اسے جہان میں آنے کی خبر دیتا ہے اور پھر اوس جہان میں واپس جانے پر دلالت کرتا ہے۔ صورت نماز میں قیام رکوع سجود اور تشہد شامل ہیں۔ تشہد سے بارگاہ الٰہی میں اس کا حضور اور شہود اس جہان میں آنے سے پہلے کا معلوم ہوتا ہے۔ سجود سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ اس جہان میں آیا تو نباتات کے مقام میں ملا کیونکہ تمام نباتات سجدے میں ہیں جیسا کہ **والنجم والشجر یسجدان** سے ظاہر ہے کہ سب بشکل سجدہ سر زمین پر رکھے ہیں۔ اس واسطے کہ اس شکل عبادت کا سر سجدے کا مقام ہے۔ اور جو اس کو غذا پہونچاتا ہے۔ اور نباتات کو غذا جڑوں کی راہ ملتی ہے۔ رکوع ابات کی خبر دیتا ہے کہ وہ مقام نباتی سے مقام حیوانی میں آیا اور حیوانات

سب کے سب بیٹھ ختم کئے ہوئے حالت رکوع میں ہیں۔ قیام اسبات کی خبر دیتا ہے کہ انسان مقام حیوانی سے مقام انسانی میں پہونچ گیا۔ اور تمام انسان قیام کی حالت میں ہیں تو رکوع اور سجود سے قیام کی حالت میں آیا پس نماز میں اسبات کا اشارہ ہے کہ انسان پہلے تکبیر کہے۔ یعنے عالم حیوانی اور بہیمی پر تکبیر کہے۔ اور اس کا پابند نہ رہے۔ اور انسانی مقام سے جو تحریر اور تکبیر کی شکل ہے تو رکوع حیوانی میں آئے چونکہ تواضع انکساری اور عاجزی کی علامت ہے۔ اور پھر یہاں سے نہایت خواری اور عاجزی کے سجود میں آئے تاکہ تشہد کے پہلے حضور اور شہود تک واپس پہونچ جائے اور وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ یعنی سجدہ کر اور نزدیکی حاصل کر جب تو دروازہ سے اندر آئے گا۔ تو اسی سیڑھی کی راہ جس سے تو نیچے اترا تھا اوپر پہونچ جائے گا۔ الصلوٰۃ معراج المومنین نماز مومنوں کی معراج ہے۔ مناجات نماز کی صفات انسانی کو حیوانی اور نفسانی مقام اور لوگوں کی گفتگو سے مل کے مناجات اور حق سے کلام کرنے کے مقام میں لاتی ہے۔ اور مناجات اور باہم کلام کرنے کے ذوق سے الست بربکم کا زمانہ یاد آتا ہے کیونکہ نمازی اپنے رب سے نجات مانگتا ہے۔ المصلی یناجی ربہ۔

روزہ سے وہ عہد یاد دلاتا ہے۔ جبکہ وہ ملائکہ کی صفت میں تھا اور صفات حیوانی کے تجاوزن سے محجوب نہیں ہوا تھا کیونکہ حیوانات کی خاصیت ہے۔ کہانا اور نہ کہانا فرشتوں کی صفت ہے۔ روزہ کی جزا تخلق۔ باخلاق ہے عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ تو بھوکا رہ تب مجھے دیکھ لیگا۔ اگر دنیا سے تعلق کرے گا تو میرے ساتھ آملیگا۔

زکوٰۃ میں صفات حیوانی سے تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے۔ اسواسطے کہ حیوان کی یہہ صفت ہے کہ جمع کرے۔ اور کسی کو نہ دے۔ اور آدمی کو ضروری جمع کرنا پڑتا ہے۔ اگر اس جمع کئے ہوئے میں سے کچھ نہ دے تو وہ صفت حیوانی کی آرائش سے آلودہ رہتا ہے۔ زکوٰۃ دے کر تو آلائش سے پاک ہو جائے۔ قرآن میں ارشاد باری ہے کہ ان کے مال سے صدقہ لیکر اس کے وسیلے ان کو پاک اور پاکیزہ بنا۔ بخشش اور سخاوت اللہ کی صفت ہے۔ قرآن میں یہہ ارشاد باری ہے کہ پس جس نے عطا کی اور پرہیزگاری اختیار کی۔ اور اچھی بات یعنے دین اسلام کو سچ سمجھا تو ہم اس کو آسانی کی جگہہ یعنے بہشت میں پہونچنے کا راستہ اس کے لئے آسان کر دین گے

حج سے اسبات کا اشارہ ہے کہ وہ بارگاہ الٰہی کیطرف توجہ کرتا ہے۔ یعنے اسنے شہر انسانیت کے رہنے والے اور طبعیت حیوانی کے مقیم اور ہمارے کعبہ وصال سے بیخبر رہے ہوئے تو کب تک اس منزل ہی میں مقام کرے گا۔ بقول خدا تمہارے جورو بچے تمہارے دشمن ہیں کہ علائق میں پھنسا رہیگا۔ اٹھہ اور مردوں کیطرح اور بہادرانہ تعلقات کو چھوڑ اور جورو بچے اور خاندان کو وداع کر اور دل کو جو ہماری خاص نظرگاہ ہے انسانی تعلقات کی آلائش سے صاف کر کے ان دل لبھانے والی دنیاوی منزلوں سے قدم باہر رکھہ اور نفس امارہ کے جنگل کو طے کر کے جب تو دل کے حرم گاہ میں پہونچے تو بازگشت کے پانی سے غسل کر اور بشریت کی پوشاک اور لباس اوتار کر عبودیت احکام کا لباس پہن۔ اور عاشقوں کی طرح لبیک کہتا ہوا معرفت کے میدان عرفات میں آ۔ اور عنایت کے جبل الرحمتہ پر قدم رکھہ اور ہمارے قرب کے حرم حریم میں قدم رکھہ اور اشعار بندگی کے مشعر الحرام میں پاؤں رکھہ اور وہاں سے قرب کے حرم حریم میں پہونچکر نفس ہی کو ذبح کر اور پھر ہمارے وصال کے کعبہ کا رخ کر کہ میرا رخ زمینوں اور آسمانوں کے پیدا کرنے والے کیطرف سے ثابت ہو اور جب تو وہاں پہونچ جاے تو اپنے نفس کو چھوڑ کر اور آجا کے مفہوم کا طواف کر لینے اس کے بعد اپنے گرد اگرد نہ پھر۔ اور اور حجر اسود سے جو کہ تیرا دل اور یمین ہے۔ اپنا عہد الست بربکم تازہ کر اور پھر مقام ابراہیمی میں آ یعنے ہماری خلت (دوستی) کے مقام میں اور وہاں پر دو رکعت نماز ادا کر یعنی تو مزدوروں کی طرح عبودیت بہشت اور دوزخ کے لئے نکر بلکہ ہماری بندگی عاشقوں کی طرح عشق کی وجہہ سے ہو جب تو کعبہ وصال کے دروازہ پر پہونچے تو تکبیر کیطرح دروازہ پر خودی کو چھوڑ اور بیخود ہو کر اندر آجا۔ کیونکہ خوف اور حجاب صرف خودی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اور امن اور وصال بیخودی کی وجہ سے اور پھر من دخلہ کان امنا یعنے جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں آگیا۔

مقالہ پنجم

اسلام کے رکن دوم میں ہر مسلمان پر روزانہ پانچ وقت کی نماز فرض گردانی گئی ہے

حامل قرآن طریقہ عبادت کی تعلیم دیا ہے۔ اس کی پیروی ہی مسلمانوں پر فرض ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ تلاوت کرو نماز پڑہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے نماز میں الحمد کی سورۃ نہ پڑہی تو اس کی نماز نہیں ہوئی۔ جس نے کوئی ایسی نماز پڑہی جس میں سورہ فاتحہ نہ پڑہی تو اس کی نماز نکمی ہے نکمی ہے اور ناتمام ہے رسول خدا فرماتے ہیں کہ اللہ فرماتا ہے کہ میں نے نماز کو اپنے اور اپنے بندوں میں نصفا نصف بانٹا ہے۔ اور میرے بندے نے جو مانگا سو پایا سو جب بندہ الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے مجھے سراہا اور جب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتا ہے میرے بندے نے میری تعریف کی اور جب مالک یوم الدین کہتا ہے تو فرماتا ہے بندے نے میری بڑائی کی اور جب ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے تو فرماتا ہے یہہ میرے اور بندے دونوں کے لئے ہے میرے بندے نے جو مانگا سو پایا اھدنا الص ... ضالین تک کہتا ہے تو یہہ فرماتا ہے یہہ خاص بندہ ہی کے لئے ہے۔ اور بندے نے جو مانگا سو پایا۔ ارشاد نبوی یہہ بھی ہے کہ جب امام ضالین کہے اور ایک روایت میں ہے کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم لوگ آمین کہو۔ یہہ آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہو جائے گی۔ اور سارے گناہ بخشے جائیں گے۔

خدا فرماتا ہے قرآن میں تفکر اور تدبیر کیوں نہیں کرتے۔ ان باتوں میں فکر کرنیوالوں کے واسطے خدا کی نشانیاں ہیں۔ تم پر ہم نے یہہ کتاب اتاری ہے کہ اس پر لوگ غور کریں اور صاحب عقل اور فراست تدبیر سے کام لیں۔ اور علمی رنگ میں اس کا ذکر کریں۔ اس کتاب میں ہر قسم کی ضروری بات آگئی ہے۔ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کے لئے مثالیں دی ہیں۔ (کتاب انزلنالیک لیدبروا آیاتہ ولیتذکر اولی الالباب۔ لا رطب ولا یابس الا فی الکتاب المبین ولقد ضربنا للناس فی ھذا القرآن کل مثل لعلھم یتذکرون)

مضمون قرآنی مندرجہ بالا پر غور کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کا منشا یہہ ہے کہ انسان قرآن میں تفکر اور تدبیر سے کام لے۔ نماز عبادت الہی ہے۔ یعنے خدا کے احسانات کے شکر ادا کرنے کا ذریعہ وطریقہ ادائی عبادت کے وقت اگر انسان کا خیال خدا کے طرف رجوع نہ ہو وہ نماز بیکار ہو جاتی ہے۔ نماز پڑہنے والے کو فائدہ نہیں حاصل ہوتا۔ جب تک وہ

حضوری قلب سے نماز ادا نہ کرے جس شغل میں انسان مصروف رہتا ہے۔ اُس کے کل خیالات اس شغل میں مجتمع ہو جاتے ہیں۔ جب تک پورے طور پر اپنے خیالات کو اس شغل کی طرف رجوع نہ کرے وہ شغل کامیابی کے ساتھ پوری طرح انجام نہیں پا سکتا۔ انسان جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے دل میں اس کام کے نسبت خیالات کی جنبانی ہوتی ہے۔ اداے ارکان نماز میں انسان کو جوارح کے ساتھ زبان سے بھی کام لینا پڑتا ہے۔ اگر نماز پڑھنے والے کو اس کا مطلب ہی نہ معلوم ہو کہ وہ زبان سے کیا کہہ رہا ہے تو اس کے دل میں الفاظ کن خیالات کی جنبانی پیدا کر سکتے ہیں۔ الفاظ کا جو مطلب ہوگا۔ اس کے لحاظ سے دل میں خیالات کی جنبانی پیدا ہوگی۔ الفاظ کے مفہوم کے لحاظ سے بھی دل میں اثرات پیدا ہونگے۔ انکا اصل الفاظ کا اثر دل میں پیدا ہوکر نماز گزار کو مودب منکسر خضوع خشوع بناتا ہے۔ بغیر مطلب سمجھے کے الفاظ کے ادا کرنے والے یا تو چھوٹے بچے یا تسخراً نقل کرنے والے دیوانے ہوتے ہیں۔ اس بحث سے یہ ثابت ہوا کہ نماز میں قرآنی مطالب بغیر سمجھے پڑھنے سے حضوری قلب جو اصل اصول نماز ہے۔ بغیر اس کے نماز کی ادائی اور عدم یکساں ہے۔ جب اسلام کا رکن پنجگانہ فرض ہے تو اس سے کوئی مسلمان عہدہ برا نہیں ہو سکتا۔ اس فریضہ کے ادائی کے لئے قرآن کو سمجھ کر پڑھنا بھی ضروری ٹھہرتا ہے۔ اسلامی زندگی کے لئے قرآن اور حامل قرآن کی پیروی ضروری ہے۔ اس کے تائید میں سورہ یونس رکوع ۶ کا مضمون ملاحظہ فرمالیں۔ لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کے طرف سے نصیحت آئی ہے۔ جو تمہارے دلوں کے روگ کے لئے دوا ہے۔ اور مومنوں کے لئے باعث ہدایت و رحمت ہے۔ (افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض جزاء من یفعل ذالک منکم الا خزی فی الحیوۃ الدنیا و یوم القیمۃ یردون الی اشد العذاب) خدا فرماتا ہے کہ کیا کتاب الٰہی کی بعض باتیں مانتے ہو اور بعض نہیں مانتے۔ جو لوگ تم میں سے ایسا کریں۔ اس کے سوائے ان کا اور کیا بدلہ ہو سکتا ہے کہ دنیا کی زندگی میں ان کی ذلت اور رسوائی ہو۔ اور آخرکار قیامت کے دن ایک بڑے سخت عذاب کی طرف لوٹا دئے جاویں۔ خدا کے احکام سے واقف ہونے کی سخت ضرورت ہے تاکہ انسان اپنے بسر زندگی میں دنیا میں ذلیل نہ ہو۔ اور آخرت میں خوار۔ خدا

مسلمانوں سے مخاطب ہوکر فرماتا ہے کہ اے مومنوں تم وہ بات کیوں کہتے ہو جسے کرتے نہیں اللہ کے نزدیک یہہ بڑا گناہ ہے کہ تم جو کہو اسے نہ کرو ملاحظہ ہو سورہ صف رکوع (۱) اس آیت کریمہ میں خدا اس بات کو گناہ عظیم قرار دیتا ہے - جو بات زبان سے کہی جائے اور اس پر عمل نہ کریں اے برادران اسلام سرسری طور پر اپنے روزمرہ کے زندگی کے عملوں سے اس آیت کریمہ کے مفہوم کا مقابلہ کرکے دیکھیہ لو لہر کہاں تک ہم مسلمان اپنے دعوے میں سچے اتر سکتے ہیں - مضامین قرآنی پر جتنا تدبر و تفکر کیا جائیگا - اتنی ہی پشیمانی ہوگی - لاعلم اور غافل کے لئے پشیمانی ہی باعث اصلاح اور فلاح ہوتی ہے - قرآن میں متعدد جگہہ خدا نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ قرآن چونکہ ملک عرب میں نازل ہوا تھا - شروع شروع میں عربوں ہی سے آنحضرتؐ کو سابقہ پڑا تھا - اس لئے قرآن زبان عربی میں اسواسطے نازل کیا گیا کہ مخاطب قرآن کے مضامین کو اپنی زبان میں آسانی سے سمجھہ لیں تاکہ خدا کے احکام پر عمل پیرا ہونے میں انہیں دقت پیش نہ آئے - اور نیز انکی حجت ختم کردیجائے - اس کے استدلال میں قرآنی آیات کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے - سورہ زخرف رکوع (۱) حٰم - قسم ہے کہ اس قرآن واضح کی کہ ہم نے یہہ قرآن بزبان عربی بنایا کہ تم (اہل عرب) اسے سمجھو - سورہ دخان رکوع (۳) اے محمد ہم نے یہہ قرآن تیری زبان میں آسان کردیا ہے تاکہ اہل عرب سمجھکر نصیحت پکڑیں - سورہ سجدہ رکوع (۵) یہہ قرآن بڑے پایہ کی کتاب ہے باطل نہ اس کے آگے سے اس کے پاس آتا اور نہ اس کے پیچھے سے آتا - حکیم محمود کی بھیجی ہوئی یہہ کتاب ہے - تجھہ سے وہی کہا جاتا ہے جو تجھہ سے پہلے اور پیغمبروں سے کہا گیا تھا - تیرا رب بیشک بخشنے والا اور دردناک عذاب بہی کرنیوالا ہے - اگر ہم قرآن کو غیر عربی زبان میں اتارتے تو یہہ کفار کہتے کہ اس کی آیتیں کیوں نہ مفصل ہماری ہی زبان میں بیان کی گئیں - زبان قرآن عجمی ہے اور ہماری زبان عربی ہے - سورہ فرقان رکوع (۱) بابرکت ہے وہ اللہ کی ذات پاک جسنے اپنے بندہ پر تمام جہان کے لئے ڈرانے کے لئے قرآن اتارا ہے - سورہ ص رکوع (۵) یہہ قرآن تمام عالم کے لئے نصیحت ہے -

روئے زمین پر ایک زبان تو بولی نہیں جاتی ہے - مختلف اقطاع میں مختلف زبانیں بولی جاتی ہیں - جب قرآن اور حامل قرآن کا وجود روئے زمین کے اصلاح

زندگی کے لیئے قرار دیا گیا ہے تو قرآن اور حامل قرآن کی زبان زیر بحث ہو جاتی ہے۔ قرآن زبان عربی میں نازل ہوا۔ اور آنحضرتؐ کی زبان بھی عربی تھی۔ مگر خدا نے مندرجہ بالا آیات کے ذریعہ اس مسئلہ کو واضح کر دیا ہے کہ آدمی کسی بھی زبان کا بولنے والا ہو اس کو قرآنی مطالب سے واقف ہونا ضروری ہے۔ مسلمانوں پر بھی عربی زبان سے واقف ہونا لازم آتا ہے۔ مادری زبان میں قرآن کے زبان عربی کے مطالب سے واقف ہونا مسلمانوں پر مندرجہ بالا آیات امر لازم قرار دیتے ہیں۔ عربی زبان کی تحصیل ترجمہ کے ذریعہ بھی ہو سکتی ہے۔ عوام پر قرآن کے مطالب سے واقف ہونا لازم گردانا گیا ہے۔ اور دین اسلام کے کُل امور کا علم فرض کفایہ ہے اور یہہ علما سے متعلق ہے اوامر و نواہی کا علم قرآن کے ترجمہ کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ دنیا میں علوم و فنون کی جو اس سرعت سے اشاعت ہو رہی ہے۔ اس میں بڑا عنصر ترجمہ ہے۔ ترجمہ کا طریقہ مسلمانوں میں پہلی صدی ہجری ہی سے آغاز ہوا ہے۔ مسلمانوں نے دوسری زبانوں کے علاوہ علوم و فنون کا ترجمہ اپنے زبانوں میں کرکے بہت بڑا ذخیرہ مہیا کر لیا تھا۔ جس سے ان کے ترقی کے رفتار عروج میں بڑا کارآمد ثابت ہوا۔ اگر کوئی یہہ سوال پیدا کرے کہ اسلام میں یہہ قاعدہ بھی ہے کہ علوم دین کی تحصیل چند خاص اشخاص کرکے عوام کو اس سے واقف کرتے رہیں۔ ہر مسلمان کو علم دین میں کماحقہ معلومات رکھنا ضروری نہیں ہے۔ تو اُس کا جواب یہہ ہے کہ ہر ایک کلیہ بغیر استثنا کے قابل عمل رہنا دشوار امر ٹھیرتا ہے۔ تاریخ اسلام پر نظر ڈالکر ہر مسلمان دیکھ لے کہ مسلمانوں سے لیئے ترقی کرنا تو گئی گذری بات ہو گئی اب تو انحطاط پر ہیں۔ اگر یونہی ہر ایک فرد اپنی اصلاح نہیں کرے گا تو قوم کا بیڑا عالمگیر طوفان میں غرق اور غارت ہو جائے گا۔ پھر ہم ایک دفعہ پنج ارکان اسلام کے طرف توجہہ مبذول کراتے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے بہ یک کرشمہ دو کار قوم اسلام کی فرداً فرداً بھی اصلاح ہوتی ہے۔ اور مجموعی حیثیت سے سارے قوم کی بھی۔ ہمارے قوم کی حالت بوسیدہ مکان سی ہو گئی ہے کہ صرف کسی ایک حصہ کی مرمت کرنے سے مکان انہدام سے بچ نہیں سکتا۔ بنیاد سے لے کر چھت تک مرمت طلب ہو گیا ہے۔ ہمارے قوم کی حالت مریض لب گور کی سی ہو گئی ہے۔ قلب میں ضعف پیدا ہو جانے سے آماجگاہ امراض مختلف کا شکار بن گیا ہے۔ حریف اقوام اس مریض کو دیکھ کر دل ہی دل میں خوش ہو رہے تھے

اور یہہ خیال کیئے ہوئے ہیں کہ اس کے مٹ جانے سے ہی ان کا بدلہ حاصل ہو جائے گا۔ برادران اسلام قرآن بآواز دُہل اس کا اعلان کر چکا ہے کہ رکوع (۵ سورہ توبہ) یہہ چاہتے ہیں کہ اپنے منہہ سے اللہ کا نور (دین) بجھا دیں۔ اور اللہ چاہتا ہے کہ اپنا نور پورا کر کے رہے۔ گو کافروں کو برا لگے۔ اسی نے ہدایت اور دین حق کے ساتھہ اپنا رسول بھیجا تاکہ اسے تمام دینوں پر غالب کرے گو یہہ مشرکین کو برا معلوم ہو۔

برادران اسلام آیت کریمہ مندرجہ سورہ یونس رکوع (۶) اس مریض اب گور کے امراض کا تریاق ہے۔ انسان کے زندگی کا دارمدار دنیا کے اسباب پر ہے۔ انسان ادنیٰ سے ادنیٰ چیز کا محتاج رہتا ہے۔ جب دنیا عالم اسباب ہی ٹھیری تو دنیا کے اسباب پر انسان کو ناگزیر غور کرنا لازم آتا ہے۔ مسلمانوں کے آسمانی دستور العمل میں دنیا کے ہر ذرہ کا علم موجود ہے۔ خدا فرماتا ہے ہم نے قرآن میں کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ ہم نے تم پر ایسی کتاب۔ قرآن اتاری ہے کہ جس میں ہر شئے کا بیان کافی ہے۔ اس کتاب میں دنیا کی سب چیزیں واضح طور پر لکھی جا چکیں ہیں۔ آیات ذیل کے مضمون پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ انسان کے ضروریات زندگی کے کل اسباب کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ اور ان اسباب سے کس طریقے سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ اس کی حکمت بھی قرآن میں درج ہے۔ اور ان پر تدبر اور غور کرنے کا ہی حکم اللہ دیتا ہے۔

وما انزل علیکم من الکتاب و الحکمۃ یعظکم بہ

(ترجمہ) اوس نے تم پر کتاب اوتاری کہ تم اوس کے ذریعہ سے نصیحت پکڑو۔

و آتاہ اللہ الملک و الحکمۃ و علمہ مما یشاء۔

اور اون کو ملک یا حکومت بھی دی اور دیگر جو کچھ علم چاہا وہ بھی دیا۔

و یعلمہم الکتاب و الحکمۃ و التورات و الانجیل (اونہیں کتاب توریت انجیل

و یعلمہم الکتاب و الحکمۃ۔ (دی اور حکمت بھی سکھائی

اونھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیگئی۔

فقد آتینا آل ابراہیم الکتاب و الحکمۃ و آتیناہم ملکا عظیما

ہم نے ابراہیم اور اوس کے خاندان کو کتاب دی اور حکمت دی اور ملک بھی دیا۔

وانزل اللّٰہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک مالم تکن تعلم۔

اللہ نے تم پر کتاب اوتاری اور فہم سلیم بھی دیا۔ حکمت دی اور تمہیں ایسی باتیں سکھائی جو تمہیں پہلے معلوم نہیں تھیں۔

اولئک الذین اٰتینٰھم الکتاب والحکم والنبوۃ

یہہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے کتاب بھی دی اور حکمت بھی دی اور پیغمبری بھی دی۔

کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر۔

یہہ وہ کتاب ہے جس کی آیتیں محکم اور پھر مفصل کی گئیں۔ یہہ ایک باخبر دانا حکیم کے جانب سے یا پاس سے نازل ہوئی ہیں۔

افلا یتدبرون القرآن ام علی قلوبھم اقفالھا۔

قرآن میں تفکر اور تدبر کیوں نہیں کرتے۔ کیا دلوں کو قفل لگ چکے ہیں۔

پس برادران اسلام قرآنی قصص امم سابقہ سے سبق حاصل کرکے اپنے اصلاح کے گر اوسی دستور العمل آسمانی سے اخذ فرمائیے۔ ہم کو تلاوت قرآن میں جلد سے جلد مصروف ہو جانا چاہئے تاکہ مطالب قرآنی سے واقفیت حاصل کرکے ہم صراط المستقیم پر چلنے لگ جاویں۔ جس سے کھوئے ہوئے وقار کو دوبارہ حاصل کرکے اپنے قوم کے مذہبی اور ملی بقا کو برقرار رکھہ کر دارین میں فلاح اور کامیابی حاصل کرسکیں۔

قران شریف سے ہم اسی غرض سے چند مطالب یہاں درج کرتے ہیں۔ جس سے ہمارے مضمون کے اجزا کی صحت ہو جائیگی۔ ان مضامین قرآنی کے درج کرنے سے ہمارا حقیقی مطلب یہہ ہے کہ اون کے پڑہنے والوں کو قرآنی احکام سے وقفیت حاصل ہو۔ اور قران مجید کو معیار قرار دیکر اپنے زندگی کے واقعات کی جانچ کرتے رہیں۔ مرزبوم۔ دیگر اقوام کے ساتھ ملے جلے رہنے اور اندہا دہند تقلید سے عقائد میں۔ جو فتور پیدا ہو گیا ہے۔ اوس کی اصلاح کرلیں۔ اپنے کو اسلامی زندگانی کا مکمل نمونہ بنا کر دنیا میں پیش کریں۔ یہی راز تہا جو اسلام کے ترقی کے زمانہ میں مسلمانوں کو فلاح ہوتی رہی اور دیگر اقوام اون کے مقابلہ کی تاب لا نہ سکتے تھے اتنا ہی نہیں بلکہ اوس سے دیگر اقوام کے دلوں میں اسلام کی عظمت پیدا ہوا کرتی تہی اور

اسلام کو بابرکت خیال کرکے اسلام کے حلقہ بگوش ہوا کرتے تھے۔ اسلام کے حلقہ کی اس سرعت سے جو وسعت ہوئی۔ اوس کا باعث یہی تہا۔ بعد کے مسلمان دستور العمل آسمانی کو پس پشت ڈال دئے بقول از ماکہ بر ماست۔ غفلت کے طوفان میں گھرے ہوئے ہیں۔ اور مسلمانوں کی کشتی ڈگمگا رہی ہے۔ مگر چہ باک از موج بحر آن راکہ دارد ہم چو کشتی بان۔ برادران اسلام اپنے پیارے نبی شفیع المذنبین کے واسطے سے بخشوع و خشوع اپنے حال کے اصلاح اور فلاح و بہبودی کے لئے دعا مانگتے رہو۔ خدا اپنے فضل سے امت محمدی کو ضرور فتح نصیب کرے گا۔

اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے
امت پہ تیری آکے عجب وقت پڑا ہے
جو دین بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے
پردیس میں وہ آج غریب الغربا ہے
جس دین کے مدعو تھے کبھی سیزر و کسرا
خود آج وہ مہمان سرائے فقرا ہے
وہ دین ہوئی بزم جہاں جس سے چراغاں
اب اوس کی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے
جو دین کہ تھا شرک سے عالم کے نگہبان
اب اون کا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے
اوس دین میں خود تفرقہ اب آکے پڑا ہے
جو دین کہ ہمدرد بنی نوع بشر تھا
اب جنگ و جدل چار طرف اس کے بپا ہے
جس دین نے تھے غیروں کے دل آکے ملائے
اوس دین میں خود بھائی سے اب بھائی جدا ہے
جس دین کا تھا فقر بھی اکسیر غنا بھی
اوس دین میں اب فقر ہے باقی نہ غنا ہے
جو دین کہ گودوں میں پلا تھا حکما کے
وہ عرضۂ تیغ جہلا و سفہا ہے
جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب
اب معترض اوس دین پہ ہر ریزہ درا ہے
ہے دین ترا اب بھی وہی چشمۂ صافی
دینداروں میں آب ہے باقی نہ صفا ہے
عالم ہے سو بے عقل ہے جاہل ہے سو وحشی
منعم ہے سو مغرور ہے مفلس سو گدا ہے
یہاں راگ ہے دن رات وہاں رنگ شب و روز
یہہ مجلس اعیان ہے وہ بزم شرفا ہے
چھوٹوں میں اطاعت نہ شفقت ہے بڑوں میں
پیاروں میں محبت ہے نہ یاروں میں وفا ہے
دولت ہے نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے
اک دین ہے باقی سو وہ بے برگ و نوا ہے

بے دین کی دولت ہے بہا علم سے رونق
بے دولت و علم اوس میں نہ رونق نہ بہا ہے

شاہد ہے اگر دین تو علم ہے اوس کا ہے زیور
زیور ہے اگر علم تو مال اوس کی جلا ہے

جس قوم میں اور دین میں ہو علم نہ دولت
اوس قوم کی اور دین کی پالی پہ بنا ہے

جس قوم میں بہتری نہیں اب کوئی بڑائی
پر نام بہتر ے قوم کا یہاں اب بھی بڑا ہے

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر
مدت سے اوسے دور زماں میٹ رہا ہے

جس قصر کا تھا سر بفلک گنبد اقبال
ادبار کی اب گونج رہی اوس میں صدا ہے

بیڑا اکھڑا نہ جو باد مخالف سے خبردار
جو چلتی ہے اب چلتی خلاف اوس کے ہوا ہے

وہ روشنی بام و در کشور اسلام
یاد آج تلک جس کی زمانہ کو ضیا ہے

روشن نظر آتا نہیں واں کوئی چراغ آج
بجھنے کو ہے اب گر کوئی بجھنے سے بچا ہے

عشرت کدہ آباد تھے جس قوم کے ہر سو
اوس قوم کا ایک ایک گھر اب بزم عزا ہے

چاؤش تھے للکارتے جن رہ گذروں میں
دن رات بلند اونمیں فقیروں کی صدا ہے

وہ قوم کہ آفاق میں جو سربہ فلک تھی
وہ یاد میں اسلاف کے اب روبہ قفا ہے

جو قدم کے مالک تھی علوم اور حکم کی
اب علم کا وہاں نام نہ حکمت کا پتہ ہے

کھوج اون کے کمالات کا لگتا ہے اب اتنا
گم دشت میں ایک قافلہ بے طبل و درا ہے

بگڑی ہی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہہ ظاہر کہ یہی حکم قضا ہے

تھی آس تو تھا خوف بھی ہمراہ رجا کے
اب خوف ہے مدت سے دلونمیں نہ رجا ہے

جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانہ کا نہ قسمت کا گلا ہے

دیکھے ہیں یہ دن اپنے ہی غفلت کے بدولت
سچ ہے کہ برے کام کا انجام برا ہے

کی زیب بدن سب نے ہے پوشاک کتاں کی
اور برف میں ڈوبی ہوئی کشور کی ہوا ہے

درکار ہے یاں معرکہ میں جوشن و خفتان
اور دوش پہ یاروں کے وہی کہنہ ردا ہے

دریائے پر آشوب ہے ایک راہ میں حائل
اور بیٹھ کے گھر ناؤ پہ یاں قصد شنا ہے

ملتی نہیں ایک بوند بھی پانی کی جہاں مفت
واں قافلہ سب گھر سے تہی دست چلا ہے

یاں نکلے ہیں سودے کو درم لے کے پرانے
اور سکہ رواں شہر میں مدت سے نیا ہے

فریاد ہے اے کشتی امت کے نگہبان
بیڑا یہہ تباہی کے قریب آن لگا ہے

اے چشمۂ رحمت بابی انت و امی
دنیا پہ تیرا لطف سدا عام رہا ہے

جس قوم نے گہر اور وطن جنسے چہڑایا
جب تو نے کیا نیک سلوک اون سے کیا ہے

صدمہ در دندان کو تیرے جن سے کہ پہنچا
کی اون کے لیے تو نے بہلائی کی دعا ہے

کی تونے خطا عفو ہے اون کینہ کشون کی
کہلائے ہین جنہون نے کہ تجہے زہر دیا ہے

سو بار ہے تیرا دیکھہ کے عفو اور ترحم
ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جہکا ہے

جو بے ادبی کرتے تہے اشعار مین تیری
منقول انہین سے تیری ہر مدح و ثنا ہے

برتاؤ ہے تیرے جبکہ یہہ اعدا سے ہین اپنے
اعدا سے غلامون کو کچہہ امید سوا ہے

کر حق سے دعا امت مرحوم کے حق مین
خطرون مین بہت جس کا جہاز آکے گہرا ہے

امت مین تیرے نیک بھی ہین بد بھی ہین لیکن
دلدادہ تیرا ایک سے ایک اون مین سوا ہے

ایمان جسے کہتے ہین عقیدہ مین ہمارے
وہ تیری محبت تیری عزت کا ولا ہے

ہر چپقلش دہر مخالف مین تیرا نام
ہتیار جو اون کا ہے پیرون کا عصا ہے

جو خاک تیرے در پہ ہے جاروب سے اڑتی
وہ خاک ہمارے لیے دارو ئے شفا ہے

جو شہر ہوا تیری ولادت سے مشرف
اب تک وہی قبلہ تیری امت کا رہا ہے

جس ملک نے پائی تیری ہجرت سے سعادت
کعبہ سے کشش اوس کی ہر ایک دل مین سوا ہے

کل دیکھیے پیش آئے غلامون کو تیرے کیا
اب تک تو تیرے نام پہ ایک ایک فدا ہے

ہم نیک ہین یا بد ہین پہر آخر ہین تمہارے
نسبت بہت اچہی ہے اگر حال برا ہے

اگر بد ہین تو حق اپنا ہے کچہہ تجہ پہ زیادہ
اخبار مین الطالح لی ہم نے سنا ہے

تدبیر سنبہلنے کی ہماری نہین کوئی
ہان ایک دعا تیری کہ مقبول خدا ہے

خود جاہ کے طالب ہین نہ عزت کے ہین خواہان
پر ذکر تیرے دین کی عزت کا سدا ہے

پر دین کو جو کہوین نہین ذلت سے ہمارے
امت تیری ہر حال مین راضی برضا ہے

عزت کی ہت دیکھہ لین دنیا مین ہمارین
اب دیکہہ لین یہ بہی کہ جو ذلت مین مزا ہے

ہان حالی گستاخ نہ بڑھہ حد ادب سے
باتون سے ٹپکتا تیرے اب صاف گلا ہے

ہے یہہ کبھی خبر تجہ کو کہ ہے کون مخاطب
یان جنبش لب خارج از آہنگ خطا ہے

مقالہ ششم

سورہ بقرر کوع (۱) الم۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہہ کتاب قرآن کلام الہی ہے۔ اور اون پرہیزگاروں کے لئے رہنما ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے دے رکھا ہے۔ اوس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ جو کتاب تجھپر اُتری اور جو تیری قبل اُتریں سب پر ایمان لاتے ہیں۔ اور روز آخرت کا یقین کرتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہیں۔ اور یہی نجات پانے والے ہیں۔ کافروں کو تو ڈراسے یا نہ ڈرائے یہہ ایمان نہ لائیں گے۔ ان کے دلوں اور کانوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے۔ اور انکی آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے ان پر بڑا عذاب ہوگا۔ رکوع (۲) بعض ایسے بھی آدمی ہیں۔ جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان نہیں لاتے ہیں۔ اور کہتے پھرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں۔ اللہ کو اور ایمان والوں کو یہہ دہوکا دینا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اپنے آپ کو یہہ دہوکا دیتے ہیں اور سمجھتے نہیں۔

سورہ توبہ رکوع (۹) منافق مرد اور منافق عورتیں باہم ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔ اور نیک کاموں سے منع کرتے ہیں۔ اور خرچ کے موقعہ پر ہاتھہ روک لیتے ہیں۔ یہہ اللہ کو بھول گئے ہیں اور اللہ بھی ان کو بھول گیا ہے۔ منافق ضرور نافرمان ہیں۔ منافق مرد اور منافق عورتوں اور کافروں کے لئے اللہ نے جہنم کی آگ کا وعدہ کیا ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہنگے منافقو تم اُن لوگوں کی طرح ہو گئے ہو جو تم سے پہلے تھے۔ اور تم سے قوی تر تھے اور مال اور اولاد زیادہ رکھتے تھے۔ وہ اپنے حصے کا دنیاوی نفع اٹھا گئے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے بقدر اپنے حصوں کے تمتع حاصل کئے تھے۔ اسی طرح تم نے بھی اپنے حصوں سے تمتع حاصل کیا اور جس طرح انہوں نے باتیں بنائیں تھیں۔ اسی طرح تم بھی باتیں بنانے لگے۔ ان لوگوں کے اعمال دنیا اور آخرت میں مٹ گئے۔ اور وہ لوگ نقصان میں رہے۔ ان منافقوں سے پہلے جو قوم نوح اور عاد اور ثمود اور قوم ابراہیم اور اصحاب مدین اور الٹی ہوئی بستیوں (دیہات قوم لوط) کے رہنے والے گذرے ہیں۔ کیا ان کے خبریں ان تک نہیں پہونچی ہیں۔ ان کے پیغمبر ان کے پاس نشانیاں لائے تھے۔ اللہ نے اون پر ظلم نہیں کیا انہوں نے

خود اپنے اوپر ظلم کیا تھا۔ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں یہہ باہم ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ نیک کام کرنے کو کہتے ہیں۔ اور بُرے کام سے منع کرتے ہیں۔ نمازیں پڑھتے ہیں زکواۃ دیتے ہیں۔ اللہ اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ انہیں لوگوں پر اللہ رحم کرے گا۔ اللہ بڑا حکمت والا ہے۔ رکوع (۱۰) یہہ منافقین قسمیں کھاتے ہیں کہ ہم نے کوئی نامناسب کلمہ نہیں کہا حالانکہ انہوں نے کفر کا کلام کہا۔ اور اسلام لاکر کافر ہوگئے۔ ان میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اللہ اپنے فضل سے ہم کو دیگا تو ہم صدقہ دیں گے۔ اور نیکوکار ہوجائینگے لیکن جب اللہ نے اپنے فضل سے انہیں دیا تو بخل کرنے لگے۔ اور سرتابی کرکے اپنے قول سے پھر گئے۔ پھر نتیجہ یہہ ہوا کہ اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق ڈالدیا۔ جو اللہ سے ملنے کے دن تک قائم رہیگا۔ یہہ اللہ سے وعدہ خلافی کرنے اور جھوٹ بولنے کی سزا ہے۔ یہہ منافقین اپنے خوشی سے صدقہ دینے والوں پر طعن کرتے ہیں۔ اور جو اپنی محنت کے سوا زیادہ کا مقدور نہیں رکھتے اور پھر بھی صدقہ دیتے میں تو ان پر ہنستے ہیں۔ اللہ ان منافقوں پر ہنستا ہے اور ان پر دردناک عذاب ہوگا۔ اے محمد تو ان کے لئے بخشش مانگے۔ یا نہ مانگے برابر ہے۔ اگر ان کیلئے تو ستر مرتبہ بھی بخشش مانگیگا تو اللہ ان کو ہرگز ہرگز نہ بخشیگا۔ کیونکہ انہوں نے اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔ اور اللہ نافرماتوں کو راہ راست نہیں دکھاتا۔ رکوع (۱۴) اللہ نے جنت کے بدلے میں مومنوں کی جانیں اور اموال خرید لئے ہیں۔ اللہ کے راہ میں یہہ لڑتے ہیں مارتے ہیں۔ اور مارے جاتے ہیں۔ توریت انجیل اور قرآن میں اللہ کا وعدہ حق درج ہے۔ اللہ سے زیادہ اپنے وعدہ کا پورا کرنیوالا کون ہے۔ مسلمانو تم اس سودے پر جو تم نے اللہ کے ساتھ کیا ہے۔ خوشیاں کرو یہہ بڑی کامیابی ہے۔ توبہ کرنے والے عبادت کرنے والے حمد کرنے والے اللہ کی راہ میں چلنے والے رکوع کرنے والے سجدے کرنے والے نیک باتوں کا حکم دینے والے برائیوں سے روک لینے والے اور اللہ کے احکام کی حفاظت کرنے والے بھی مومن کہلاتے ہیں۔ اے محمد تو مومنوں کو خوشخبری سنادے۔ ابراہیم کو جب معلوم ہوا کہ اس کا باپ اللہ کا دشمن ہے تو وہ باپ سے دستبردار ہوگیا۔ رکوع (۱۶) منافق دیکھتے نہیں کہ ہر سال وہ دو ایک مرتبہ مصیبت میں ڈالے جاتے ہیں۔ پھر

بھی نہ وہ توبہ کرتے ہیں۔ اور نہ نصیحت مانتے ہیں۔ سورہ عنکبوت رکوع (۱) کیا لوگ
سمجھتے ہیں کہ ہم مومن ہیں۔ اور چھوٹ جائینگے۔ اور ان کی آزمائش نہ ہوگی۔ ان سے پہلے جو
گزرے ہیں انہیں بھی ہم نے آزمایا تھا۔

مومنین نیکوکار کی برائیاں ہم دور کر دینگے۔ اور ان کے اعمال سے ہم اچھا بدلہ
انہیں دینگے۔ ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ وہ بھلائی کرے۔ لیکن یہہ
بھی سمجھا دیا ہے کہ اگر وہ کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ ایسے کو شریک ٹھیرائے جسے تو نہیں
جانتا۔ ان کا کہا نہ مان۔ اے محمد بعض آدمی ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں لیکن
جب اللہ کی راہ میں اذیت پہونچتی ہے تو لوگوں کی ایذا دہی کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھنے لگے
ہیں۔ سورہ بقر رکوع (۳۴) اے ایمان والو ہمارا دیا ہوا اس دن کے آنے سے پہلے خرچ کرو۔
جس میں نہ خرید و فروخت ہوگی نہ دوستی ہوگی۔ اور نہ سفارش ہوگی۔ گنہگار وہی ہیں جو منکر
ہیں۔ (آیت الکرسی) ایک اللہ ہے۔ اس کے سوا دوسرا معبود نہیں وہ زندہ اور منتظم کار ہے
نہ اوس کو اونگھہ آتی ہے اور نہ نیند آتی ہے جو کچھہ آسمانوں اور زمین میں ہے اسی کا ہے۔ کون
ایسا ہے جو اس کے حکم بغیر اس کے پاس سفارش کرسکے۔ لوگوں کے سامنے جو ہو رہا ہے اور
جو ان کے پیچھے ہو چکا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے۔ اللہ جتنا چاہتا ہے اتنا ہی اس کے علم
کو لوگ پہونچ سکتے ہیں۔ اس کی بادشاہت آسمانوں اور زمین پر حاوی ہے۔ اور ان کی
حفاظت سے وہ تھکتا نہیں ہے سب سے برتر اور بڑا وہی ہے۔ سورہ آل عمران رکوع
(۱۲) مسلمانوں جتنی امتیں لوگوں کی رہنمائی کے لیے پیدا ہوئیں۔ تم ان سب سے بہتر ہو کہ
اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور برے باتوں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔
منکروں کے مال اور اولاد اللہ کے آگے کچھہ بھی ان کے کام نہ آئینگے یہہ لوگ دوزخی
ہیں۔ اور ہمیشہ دوزخ میں رہینگے۔ کفار جو اس دنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کی
مثال ایسی ہے۔ جیسے حق میں برائی کرنیوالوں کی کھیتی کو پالا بھری ہوئی ہوا مار جائے۔
اور سے نابود کردے اللہ نے ان پر ظلم نہیں کیا ہے۔ یہہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے ہیں۔
مومنوں غیروں کو اپنا راز دار نہ بناؤ۔ تمہاری خرابی میں وہ کمی نہیں کرتے تمہاری تکلیف

میں انکی خوشی ہے۔ دشمنی ان کی باتوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ اور جو کچھ وہ اپنے دل میں رکھتے ہیں وہ اور بھی بڑھ کر ہے۔ ہم نے تمہیں نشانیاں بتا دیں۔ اگر تمہیں عقل ہو تو سمجھو۔ تم لوگ تو انکے دوست ہو مگر وہ تمہارے دوست نہیں ہیں۔ حالانکہ تم اللہ کے تمام کتابوں کو مانتے ہو۔ وہ جب تم سے ملتے ہیں تو اپنے کو مسلمان بتاتے ہیں۔ اور جب اکیلے ہوتے ہیں تو غصہ سے تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کھاتے ہیں۔ رکوع (۱۴) میں اللہ نے سود خواری کی برائی کیا ہے اور توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اور مسلمانوں سے یہہ وعدہ کیا ہے کہ تم سست اور غمگین نہ ہو تو تم ایمان والے ہو۔ تم ہی غالب رہو گے۔ سورہ نساء میں تقسیم ترکۂ میت کے تفصیلی احکام ہیں۔ اور رکوع (۳) میں سزائے بدکاری توبہ بوقت موت عورتوں کا اعزاز اور ان کے ساتھ حسن سلوک کے احکام ہیں۔ رکوع (۶) میں زن وشو کے باہمی تعلقات اور عورتوں کی خانہ داری و زن وشو کے جھگڑے و حسن سلوک کے مدارج بخل کے احکام درج ہیں۔ رکوع (۷) میں نماز اور حالت نشہ حالت جنابت اور تیمم کے احکام ہیں۔ رکوع (۹) میں بتلایا گیا ہے کہ رسول خدا محمد مصطفےٰ جو حکم دیں اس کی اطاعت کرنا مسلمانوں پر لازم آیا ہے۔ سورہ یونس رکوع (۲) جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ لیٹے بیٹھے اور کھڑے ہم کو یاد کرتا ہے۔ اور جب ہم اس کی تکلیف رفع کر دیتے ہیں تو ایسا چل دیتا ہے گویا اس نے ہم کو تکلیف کے لاحق ہونے پر پکارا ہی نہ تھا فضول کاروں کو اسی طرح ان کے اعمال اچھے دکھائے جاتے ہیں۔

سورہ نساء رکوع (۸) اے ایمان والو اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو اور تم میں جو اختیار والے ہیں۔ اولی کا حکم مانو۔ اگر تم اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہو تو جس امر میں تم اور حاکم وقت آپس میں جھگڑا کرو۔ اسے اللہ اور رسول کے حکم کی طرف رجوع کرو یہی بہتر ہے۔ اسی کا انجام اچھا ہے۔ رکوع (۱۶) سورہ نساء جو کوئی برائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے اور پھر اللہ سے بخشش مانگے تو وہ اللہ کو غفور الرحیم پائیگا جو گناہ کرتا ہے اپنے ہی جان کے لئے کرتا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور حکمت والا ہے۔ جو شخص خطا یا گناہ کرکے کسی بے خطا کو تہمت کرتا ہے۔ اور خود بری ہونا چاہتا ہے تو وہ بیشک بہتان اور کھلا ہوا گناہ

اپنے سر لیتا ہے۔ رکوع (۲۱) میں اللہ فرماتا ہے کہ منافق اللہ سے دغابازی کرتے ہیں۔ اور
اللہ ان سے داؤں کرتا ہے۔ اور نماز میں سست کھڑے رہتے ہیں۔ اللہ کو یاد نہیں کرتے
لوگوں کو دکھلانے کے لئے نماز پڑھتے ہیں۔ سورہ مائدہ رکوع (۹) مومنوں تم ایسوں کو اپنا
دوست نہ بناؤ جو پہلے سے اہل کتاب ہوکر تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل ٹھیراتے ہیں۔ اور
تم مومن ہو تو اللہ سے ڈرتے رہو جب تم نماز کے لئے لوگوں کو بلاتے ہو تو یہہ لوگ اسے
ہنسی اور کھیل بناتے ہیں۔ یہہ اس لئے ایسا کرتے ہیں یہہ گروہ بے عقل ہیں۔ مسلمانوں منافقین
جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں۔ حالانکہ وہ کافر آتے ہیں اور کافر ہی
جاتے ہیں۔ اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ وہ نفاق جو چھپائے ہوئے ہیں۔ اے محمدؐ تو دیکھتا
ہے کہ ان میں سے اکثر گناہ کی زیادتی اور حرام خوری میں جلدی کرتے ہیں۔ بیشک یہہ بُرا کرتے
ہیں (اکلہم السحت کا ترجمہ ہے لقمہ حرام جیسے رشوت سود غصب۔ خیانت چوری اُجرت
حرام بیوع فاسدہ قمار دغا فریب کی آمدنی وغیرہ وغیرہ) اس آیت سے علما اور مشائخ
پر بڑی ذمہ داری پڑ گئی ہے۔ ان کا فریضہ ہے کہ عوام کو ایسے مال حرام کے استعمال
سے منع کرتے رہیں۔ میراث رسول یعنی علم انکو جو حاصل ہوا ہے اس کی ذمہ داری مین عوام
سے بڑھ کر سزایاب ہونگے۔ برادران اسلام احکام حلال و حرام اور دنیاوی کاروبار خرید
فروخت سے واقف ہونے کے لئے جب تک قرآن کو سمجھکر نہیں پڑھیں گے۔ ان کا کوئی
اسلام کارآمد نہوگا۔ کوئی دُعا قبول نہ ہوگی۔ لقمہ حرام عبادت میں بگاڑ پیدا کرتا ہے۔ مسلمان
بھائی دیکھ لیں کہ ان کے آمدنی روزمرہ میں کہاں تک خدا کے بتلائے ہوئے اور منع
کئے ہوئے ذریعوں کے نقائص موجود ہیں اگر اکل حلال اور جائز آمدنی سے وہ واقف
نہ ہونگے تو وہ جو نہیں پہنچے کبھی عبادت گزاری کریں گے تو بھی ان کی عبادت منافقوں کی
کہلائے گی۔ اللہ منافق اور مشرک اور کافر کو ایک نظر سے دیکھتا ہے جو افعال ہمارے
منافقوں کے افعال جیسے ہوں ان کو قرآن سے اور احادیث سے منسلک کرکے جلد تر ترک
کردیں۔ اسی میں فلاح ہے آئے دن یہہ جو رونا ہو رہا ہے کہ مسلمان تنزل کر رہے ہیں۔
اس کا راز اس میں ہے کہ وہ لقمہ حلال جن معنوں میں قرآن بتلاتا ہے کا استعمال نہیں

کرنے اسی وجہ سے ان کے اچھے کاموں میں بھی اثر پیدا نہیں ہوتا۔ نا جائز نا کولات کو حلق کے
نیچے جبتک نہ اُترنے دیں گے۔ اور نماز کو قائم نہ کریں گے مسلمانوں کی نکبت دور نہ ہو گی۔
سورہ انعام رکوع (۲) (اے محمدؐ تو کہہ کہ مجھہ پر اللہ یہہ قرآن اُترا ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ میں
تمہیں اور جسے اس کی خبر پہونچے اسے ڈراؤں (قرآن صرف رسول اور صحاب رسول
یا باشندگان عرب پر ہی نہیں اترا ہے۔ بلکہ جہاں یہہ قرآن پہونچے سمجھنا چاہیے کہ وہاں
پیغمبرؐ بھی حکم خدا پہونچانے کو پہونچ گئے۔ ہر مسلمان خاصکر عالموں کا کام ہے کہ عام مسلمان
اور غیر قوموں تک قرآن کے احکام پہونچادیں کسی غیر قوم تک قرآن اچھی طرح پہونچایا
نہیں جاسکتا۔ جب تک ان کی مادری زبانوں میں قرآن کا ترجمہ کیا نہ جائے) علما کا بڑا
فریضہ خاص کر اسلام کے ایسے ابتری کے زمانہ میں یہہ ٹہیرتا ہے کہ وہ بلا آرام لیے ہوئے
ایسے طریقے اختیار کریں جن سے عام مسلمانوں میں دستور العمل آسمانی کے پیروی کرنے کے
طریقے رائج ہوجائیں اگر احکام قرآنی اور سنت نبوی کی پیروی نہ کریں گے تو وہ ہرگز ہرگز
اپنے موجودہ تباہی سے بچ نہ سکیں گے۔ رکوع (۴) دنیا کی زندگی محض کھیل و تماشہ ہے
البتہ آخرت کا گھر پرہیزگاروں کے لیے کہیں اچھا ہے۔ رکوع (۶) ہماری آیتوں پر ایمان
لانے والے جب تیرے پاس آئیں تو تو کہہ سلامتی ہو تم پر تمہارے پروردگار نے رحمت
اپنے اوپر واجب کر لی ہے تم میں سے کسی نے جہالت سے کوئی گناہ کر بھی لیا۔ اور پھر بعد
کو توبہ کر لی اور اصلاح حالت کر لی تو اللہ بیشک بخشنے والا مہربان ہے۔ اسی طرح ہم اپنی آیتیں
مفصل بیان کرتے ہیں۔ تاکہ مجرموں کے طریقے سب پر ظاہر ہو جائیں۔ سورہ انعام رکوع
(۱۵) اسی طرح ان کافروں کو اپنا کیا ہوا بھلا ہی دکھائی دیتا ہے۔ اسی طرح ہم نے بستی میں
گنہگاروں کے سردار مقرر کئے کہ وہاں فتنہ انگیزیاں کیا کریں وہ اپنے ہی حق میں فتنہ انگیزیاں
کیا کرتے ہیں۔ رکوع (۲۰) جنہوں نے اپنے دین میں تفرقے ڈالے ہیں۔ اور کئی فرقہ ہو گئے
ہیں۔ تجھے ان سے کچھ کام نہیں ان کا کام اللہ کے حوالہ ہے۔ پھر وہ انہیں بتادے گا کہ
دنیا میں وہ کیا کرتے تھے۔ سورہ اعراف رکوع (۲۴) اگر کبھی تجھے وسوسہ شیطانی ابھارے
تو تو اللہ سے پناہ مانگ سورہ انفال رکوع (۸) اے محمدؐ اگر کفار صلح کے لیے

جھکیں تو تو بھی جھک جا۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھہ اللہ مسلمانون میں الفت قلبی پیدا کی
ہے۔ تمام دنیا کے خزانے تو خرچ کرتا تو جب بھی الفت قلبی تو پیدا نہ کر سکتا۔ سورہ توبہ رکوع
(۵) مومنوں اہل کتاب کے بہت سے علما اور مشائخ ناحق لوگوں کے مال کھاتے ہیں۔ اور
لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ سورہ فرقان رکوع (۶) میں اللہ تعالےٰ نے ہر کام میں
اعتدال برتنے کا حکم بھی دیا ہے۔ سورہ شعرا کے رکوع (۱۱) میں شاعروں کے ہجو گوئی کی مذمت
کی گئی ہے۔ اور بتلایا گیا ہے کہ شیطان گنہگاروں پر اترتے ہیں۔ سورہ قصص رکوع (۶) مومنین
کے اوصاف کی صراحت کی گئی ہے کہ ہم برابر لوگوں پر اپنے احکام بھیجتے رہتے ہیں تاکہ لوگ
نصیحت پکڑیں جنکے پاس پہلے سے ہی قرآن کتاب الہی ہے وہ قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔ اور
جب انکو قرآن سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے یہہ ہمارے رب کی طرف سے
برحق ہے۔ اس کے آنے کے پہلے سے ہم اسے مانتے ہیں۔ ان لوگوں کو ان کے صبر کا دوہرا
اجر ملیگا۔ یہہ لوگ نیکی سے بدی کو دفع کرتے ہیں اور ہم نے جو کچھہ دیا خرچ کرتے ہیں اور
لغو باتیں جو سنتے ہیں تو ان سے منھہ پھیر لیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں ہمارے اعمال ہمارے لئے اور
تمہارے عمل تمہارے لیئے ہیں۔ تم پر سلام ہو ہم جاہلون کو نہیں چاہتے۔ رکوع (۸) بیشک قارون
موسیٰ کی قوم بنی اسرائیل سے تھا۔ پھر وہ ان پر ظلم کرنے لگا۔ اُسے اسقدر ہم نے خزانے
دے کہ ان کی کنجیاں ایک شہ زور جماعت پر بھی گران گزرتی تھین جب اس کی قوم نے
اس سے کہا بہت اترا اترانے والوں کو بیشک اللہ پسند نہیں کرتا۔ اللہ نے جو کچھہ تجھے دیا
ہے اس کے ذریعہ سے دار آخرت کی فکر کر اور اعمال صالح جو بہتر سے حصے کے دنیا میں ہین
انہیں نہ بھول اللہ نے تجھہ پہ احسان کیا ہے تو تو بھی دوسروں پر احسان کر اور دنیا میں
فساد نہ پھیلا۔ بیشک اللہ مفسدوں کو پسند نہیں کرتا۔ لوگوں سے قارون نے کہا یہہ دولت
تو مجھے اپنے علم کے زور سے ملی ہے۔ کیا قارون یہہ نہ سمجھا کہ اللہ نے اس کے پہلے کتنے اہل
زمانہ کو جو قوت میں اس سے بڑھ کر تھے اور جماعت میں اس سے زیادہ تھے ہلاک کر دیا۔
سورہ حجرات رکوع (۱) میں حضرت رسول مقبول کے تعظیم کا ذکر ہے۔ اور رکوع (۲) میں
کسی پر ہنسنا طعنہ زنی غیبت شک اور عیب جوئی کی برائیاں بتلائے گئے ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے

اے محمدؐ تو اُن سے کہہ (یعنے عرب کے دیہاتیوں) سے تم ایمان نہیں لائے ہو ہاں مسلم ہوئے ہو ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے۔ اگر تم اللہ کی اور اُس کے رسول کی اطاعت کروگے تو وہ تمہارے نیکیوں میں سے کچھ کم نہ کرے گا۔ اللہ غفور و رحیم ہے مومن وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے۔ اور پھر شک نہ کیا۔ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے کوشش کیا یہی سچے مسلمان ہیں تو ان سے کہہ اپنے اسلام کا احسان مجھہ پر نہ جتاؤ۔ بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ تم کو ایمان کی طرف اس نے ہدایت کی۔ بشرطیکہ تم دعوئے اسلام میں سچے ہو۔ سورہ ق رکوع (۲) ہم نے انسان کو بنایا اور ہم اس کے دل کے وسوسوں سے واقف ہیں ہم اس کے رشتۂ رگ جان سے بھی قریب تر ہیں۔ دو ضبط کرنے والے (کراماً کاتبین فرشتے) اس کے دہنے اور بائیں بیٹھ کر اس کے اعمال ضبط تحریر میں لاتے ہیں۔ وہ کوئی ایسی بات نہیں بولتا۔ جس کے لئے کوئی نگہبان لکھنے کو حاضر نہ ہو۔ بیہوشی موت کا آنا ضروری ہے ہم اس وقت جتاوینگے کہ یہی وہ حالت ہے۔ جس سے تو گریز کرتا تھا۔ قیامت کے دن صور پھونکا جائیگا۔ یہی وہ دن ہے۔ جس سے لوگ ڈرائے جاتے تھے۔ سورہ حدید رکوع ۲ میں قرض حسنہ صدقہ کے احکام ہیں۔ نور ایمان اور منافقین کے حشر کا ذکر ہے۔ رکوع (۳) میں تحریر ہے۔ لوگو کوئی مصیبت زمین پر اور تم پر ایسی نہیں پہونچتی جس کا ذکر کتاب لوح محفوظ میں اس کے پیدا کرنے کے پہلے سے ہم نے لکھہ نہ رکھا ہو۔ اللہ پر ایسا کرنا آسان ہے۔ ہم تمہیں اس لئے جتا دیتے ہیں کہ کوئی چیز تم سے جاتی رہے تو اس پر افسوس نہ کرو۔ اور اللہ جو چیز تمہیں دے اس پر اترایا نہ کرو۔ اللہ متکبر اترانے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور جو بخل کرتے ہیں۔ اور لوگوں کو بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ (انکو بھی دوست نہیں رکھتا۔ سورہ ممتحنہ رکوع (۱) ایمان والو میرے اور اپنے دشمن کو اپنا دوست نہ بناؤ۔ اور نہ ان سے نامہ و پیام کی دوستی بڑھاؤ۔ انہوں نے اس دین سے جو تمہارے پاس ٹھیک آیا ہے اس سے انکار کیا ہے۔ رکوع (۲) میں کفار اور مومنین میں مناکحت کی ممانعت کی گئی ہے۔ اور یہود سے علحدہ رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سورہ منافقون رکوع (۱) اے محمدؐ تیرے پاس منافقین جب آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس کی ہم گواہی دیتے ہیں۔ اللہ بیشک جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے۔ مگر اللہ یہہ بھی گواہی دیتا ہے۔ یہہ منافق جھوٹے ہیں۔ منافقین نے اپنے قسموں کو سپر بنا رکھا ہے

یہہ اللہ کے راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ کیا ہی بُرے کام یہہ کرتے ہیں۔ یہہ اس لئے ہے کہ یہہ ایمان لاکر پھر کافر ہوگئے تو ان کے دلوں پر مہر کردی گئی ہے۔ اب یہہ نہیں سمجھتے۔ دیکھنے میں اُن کے ڈیل ڈول بھلے معلوم ہوتے ہیں۔ اور جب یہہ بولتے ہیں تو تُو توجہہ سے انکی بات کو سنتا ہے۔ حالانکہ بے عقلی اور بے تدبیری میں یہہ گویا چوب خشک ہیں جو دیواروں سے لگے ہوئے ہیں۔ یہہ لوگ تیرے دشمن ہیں تو ان سے ہوشیار رہ تُو اُن کے لئے بخشش مانگے یا نہ مانگے۔ دونوں حالت برابر ہیں۔ اللہ اُن کو ہرگز نہ بخشیگا۔ رکوع (۲) مومنوں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے تمہیں غافل نہ کریں جو ایسا کرے گا۔ نقصان میں رہیگا۔ ہم نے تمہیں جو رزق دیا۔ اُسے قبل اس کے خرچ کرڈالو کہ تم میں سے کسی کو موت آئے اور کہنے لگے ''اے میرے رب کاش تو تھوڑی دیر کے لئے مجھے اور مہلت دیتا تو میں صدقہ دے لیتا اور نیک بندوں میں داخل ہوجاتا''

سورہ تغابن رکوع (۲) کوئی مصیبت بے اجازت اللہ کے نہیں آتی مصیبت میں جو شخص اللہ پر یقین رکھتا ہے اللہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اللہ ہی پر مومنین بھروسہ کرتے ہیں۔ مومنو تمہارے ازواج اور اولاد میں سے بعض تمہارے دین کے دشمن ہیں۔ ان سے بچتے رہو۔ اور اگر ان کے قصور تم معاف کرو۔ درگزر کرو۔ اور بخش دو تو بیشک اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے۔ تمہارے مال اور اولاد فتنے ہیں۔ اللہ کے یہاں ان جھگڑوں میں رہکر دین پر قائم رہنے والوں کے لئے بڑا ثواب ہے۔ مندرجہ بالا مضامین قرآن جو اوپر درج کیے گئے ہیں۔ ان کے پڑھنے سے مسلم مومن منافق کافر اور مشرک کے افعال کا فرق معلوم ہوجائیگا۔

ہمارا یہہ کام ہے کہ ہم اپنے کو جب خالص مسلمان خیال کرتے ہیں تو جانچ کرلیں آیا ہمارے افعال مطابق احکام قرآنی ہیں یا نہیں۔ ہمارے روزمرہ کے زندگی میں ہم سے جو افعال دیدہ دانستہ یا نادانستہ جو سرزد ہوتے ہیں اس کا مقابلہ افعال مندرجہ قرآنی سے کرکے اصلاح کرلیں۔ اگر ہم خدا کو سچا اور قرآن کو [illegible]

مانتے ہیں تو اُن کے رسول کے احکام کو بھی سچ ماننا چاہیئے۔ ورنہ ایمان مین فرق آجاتا ہے۔ ہماری روزمرہ کے زندگی کے افعال اگر افعال مومنین مندرجہ قران و احادیث مطابق نہ پائے جائیں تو ہم جان لین کہ ہم مومنین نہین ہیں۔ اگر ہمارے حرکات و افعال منافقین و مشرکین کے افعال کے تعریف میں داخل ہوتے ہوئے نظر آتے ہون تو ایک لخت ان سے اجتناب کرین اور توبہ کرکے راہ راست پر آجاوین۔

نیت کی کسوٹی افعال ہیں۔ خدا نے منافقین کے افعال قرآن میں جابجا بتلا دیا ہے منافقین مسلمانون کے سامنے خود بھی مسلمان ہونیکا وعدہ کرلیتے تھے۔ مگر اللہ نے انکے افعال کی تشریح کرکے صاف طور پر بتلا دیا ہے کہ ان کے ظاہرا افعال ہی کو دیکھ لیا جائے تو مومنین کے نیت کی کسوٹی پر وہ ہرگز نہیں اتر سکینگے۔ اندہا دہند تقلید۔ مرزبوم رسم و رواج اور دیگر مذہب والون کے ساتھ رہنے سہنے سے بھی مسلمانون کے افعال اور عقائد مین بگاڑ آگیا ہے۔ اور مشرکین اور منافقین کے افعال اور مومنین کے افعال مین بجز تمسک قرآن امتیاز کیا نہیں جاسکتا۔ مسلمانون کے عقائد مین کمزوری پیدا ہوگئی ہے۔ اس کا تریاق قرآن اور احادیث نبوی اور آثار سے واقف ہونا۔ اور انکی پیروی کرنا ٹھیرتا ہے۔ اسلام کے ترقی کے زمانے میں مسلمانون کا روزمرہ قرآن اور احادیث نبوی کی پیروی تھی یہی وجہ تھی جو وہ کفار مشرکین اور منافقین کے افعال میں فرق کرسکتے تھے ان سے کوئی ایسا فعل سرزد ہونے نہیں پاتا تھا جس سے اُن کے عقائد میں تنزلزل یا لغزش کا اندیشہ ہو وہ صراط مستقیم پر لگے ہوئے ترقی کرتے رہے۔ موجودہ زمانے کے مسلمان اگر ترقی کرنا چاہتے ہون تو ان کو چاہیئے کہ سب سے پہلے دستور العمل قرآنی سے واقف ہون اخبار و آثار سے واقف ہون۔ پیروی سنت کرنے لگین۔ اور صحابہ البعین و تبع تابعین اور اولیاء اللہ کے سوانح پڑہیں۔ اور پھر چہار امام کے اجتہاد سے واقفیت حاصل کرین اور انکی پیروی مین تامل نہ کرین۔ مسلمان فرداً فرداً اپنے اصلاح کیطرف مائل ہوجائے۔ علماء جو میراث پیغمبری کے دولت کو اپنا اپنے پاس رکھے ہین۔ اُمت مرحومہ مین بلا خیانت جلد سے جلد تقسیم کرنے لگین۔ عذاب مین اچھے

اور برے دونوں ایکساں نقصان اٹھاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہہ ہے کہ عوام تو گمراہی کے مذلت میں گھرے ہوئے ہین۔ یہہ نیک لوگ اور جاننے والے اشخاص کیوں انجان بنے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اپنے حتی المقدور عام مسلمانون کی اصلاح کے طرف کیون رجوع نہیں ہوتے۔ اس عدم توجہہ ہی کے پاداش میں وہ قابل مواخذہ ٹھیرینگے۔ سورہ آل عمران کا رکوع (۱۱) کو اس موقعہ پر علما اگر زیر نظر نہ رکھینگے تو میراث پیغمبری اکارت نہ جائیگی۔ اچھی بات کا حکم دین اور بری بات سے منع کرین۔ اسی سے علما کو فلاح نصیب ہوگی۔ یہہ حکم ان کو خدا کیطرف سے دیا گیا ہے۔ حوض اور رکنوان استعمال مین رہے تک اس کا پانی گندگی سے پاک رہتا ہے یانی اور علم کی خاصیت یکسان ہے۔ سورہ جمعہ کے رکوع (۱) کو ہر مسلمان پڑھکر دیکھہ لے علم بے عمل کیا نقصان پہونچاتا ہے۔ سورہ انعام کے رکوع (۲) میں بھی اللہ کی یہہ ہدایت ہے کہ قرآن کی خبر جسکو پہونچے اس کا فرض ہے کہ قرآن کے احکام سے لوگوں کو ڈرائے۔ اسی سے عوام پر فرض ٹھیرتا ہے کہ قرآن کے احکام سے واقف ہوکر دوسرون پر تبلیغ کرے۔

قرآن میں اللہ نے مومن کی یہہ تعریف کی ہے (سورہ توبہ رکوع ۱۴) توبہ کرنیوالے عبادت کرنیوالے نیک باتون کا حکم دینے والے برائیوں سے روکنے والے اور اللہ کے احکام کی حفاظت کرنیوالے ہی مومن ہیں۔ سورہ آل عمران رکوع (۱۲) جتنی امتیں لوگون کے رہنمائی کے لئے پیدا ہوئیں۔ تم ان سب سے بہتر ہو اچھی باتون کا حکم دیتے ہو اور بری باتون سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ برادران اسلام اگر مومن کہلانیکا شوق رکھتے ہو اور حقیقت میں مومن رہنا چاہتے ہو تو اس حکم خداوندی کے تعمیل مین تساہل نہ کرو۔ مسلمانان سابق ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ جس کی وجہ قوم مین اسلامی روح پھیلی ہوئی تھی۔ یہی باعث انکا دین و دنیاوی کاموں میں فلاح حاصل کرنے کا تھا۔

خدا نے مذہب اسلام کو عین فطرت انسانی پر بنایا ہے۔ خدا کہتا ہے اے رسول تو ایک کا ہوکر دین حق کے طرف اپنا رخ کرے یہہ دین اللہ کے اُس بنائے فطرت کے مطابق ہے۔ جس پر اللہ کریم نے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اللہ کے خلقت میں تبدل و تغیر نہیں ہوتا۔

یہہ دین مستحکم ہے۔ اس کو اکثر آدمی نہیں سمجھتے۔ ان آیات کا مفہوم یہہ ہے کہ انسان کی فطرت اور اسلام کی فطرت ایک ہے۔ یعنی فطرت انسانی کا مقتضا اور دین اسلام کا مقتضا ایک ہے۔

فطرت کیا چیز ہے اسکو معلوم کرنا بھی ضروری ہے۔ ہر شئے یا خلقت جو اپنی خاصیت یا طبیعت کے تقاضا کی وجہہ ایک خاص حالت یا کیفیت میں رہنے کے لئے مجبور ہوتی ہے اسی کا نام فطرت ہے۔ اللہ تعالے نے ان آیات میں یہہ ظاہر کر دیا ہے۔ اور اوس کا یہہ ٹھیرایا ہوا یا مقرر کیا ہوا قاعدہ ہے کہ اوس نے کسی مخلوق کو اوس نے جس فطرت پر پیدا کیا ہے اوس میں تبدل و تغیر ہونے نہیں پاتا۔ یعنی ہر شئے اپنی فطرت پر کام کرتے رہینگی۔ اس لحاظ سے اسلام اور انسانی فطرت میں بھی تبدل و تغیر پیدا نہوگا۔ یہہ دونوں اللہ کے مقرر کردہ قاعدہ پر کام کرتے جا رہیں گے۔ اللہ کے اس مقرر کردہ قاعدہ کے لحاظ سے اسلام اور انسان کی فطرت اللہ نے ایک جیسی بنائی ہے۔ ان کے خلقت میں تغیر و تبدل نہوگا۔ وہی چیز مستحکم ہوتی ہے۔ جس میں تغیر و تبدل ہونے کا مادہ نہ ہو۔ پس اللہ نے ان آیات میں اسلام کو دین مستحکم بتلایا ہے۔ وہ خدا کے اس ٹھیرائے ہوئے قاعدہ کے موجب ہو انسانی فطرت کے دو مقتضا ہیں۔ (ایک) مادی یا جسمانی (۲) مادی یا جسمانی۔ دوسرے الفاظ میں انسان دو حصوں میں تقسیم ہوا ہے ایک روحانیات دوسرا مادیات و مادیات کا تعلق جسم سے ہے۔ جبتک انسان اپنے جسم کی پرداخت نہ کرے گا عبادت ادا نہ کرسکیگا۔ جسم کی پرورش کے سامان انسان مادیات سے فراہم کرتا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ بہت سی چیزیں جو تمہارے فائدہ کی خاطر روئے زمین پیدا کی گئیں ہیں۔ جن کی مختلف رنگتیں ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں۔ ان میں قدرت خدا کی بہت سی نشانیاں موجود ہیں۔ اس مضمون قرآنی کے لحاظ سے انسان کے زندگی کے دو شعبہ ہو جاتے ہیں۔ ایک معاشی دوسرا معادی۔ قرآن میں انسان کے ان دونوں زندگیوں کے رہنمائی کے لیے جابجا ہدایات موجود ہیں۔ ایسا کونسا انسان ہوگا جو زندگی کے منزل مقصود کو آسان اور سیدھے راستہ سے چل کر پہونچنے کی خواہش نہ رکھتا ہو قرآن صراط مستقیم ہے دینی دنیاوی زندگی کے مرحلوں کو آسانی سے طے کرکے فلاح و بہبودی حاصل کرنے کے لئے انسان

کو قرآن سے تمسک کرنا چاہیے خدا فرماتا ہے زمین کے سلطنت کے وارث میرے نیک بندے ہونگے۔ اس میں عابد کے لئے ایک بشارت ہے۔ خدا دوسری جگہہ فرماتا ہے کہ اے بنی آدم ہم نے تم کو زمین پر رہنے اور اس سے کام لینے کی جگہ اور قدرت دی اور اسی میں تمہارے واسطے تمہاری زندگی کے سامان بھی مہیا کیے سو تم بہت ہی کم شکر گزار ہو۔ اور ایک جگہ یوں فرماتا ہے کہ ہم نے اموال سے تمہاری امداد کی۔ اور پھر فرماتا ہے کہ جب نماز ہو چکے تو معاش کی تلاش میں لگ جاؤ۔ مندرجہ بالا مضامین معاش کے طریقوں کا نمونہ ہے جو قرآن میں بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن کی تلاوت سے مسلمان معاش کے طریقوں سے اچھی واقف ہو جا سکتے ہیں۔ اللہ تعالے نے انسان میں اعتدال کا مادہ پیدا کر دیا ہے۔ انسان کے نفس امارہ کو قوت اعتدال عقل کے تابع رکھنے کی کوشش کرتی ہے اس کے ثبوت میں قرآنی آیت کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔ نفس انسان کو برائی کی طرف ابھارتا ہے نفس امارہ کو قوت اعتدال ہی عقل کیطرف رہنمائی کرتی ہے۔ جس کی وجہ وہ خواہشات کی پیروی کرنے سے باز آتا ہے۔ حاصل کلام یہہ کہ انسان دنیاوی زندگی میں جب مصروف رہتا ہے تو اس کے خواہشات نفسانی کو عقل اعتدال پر لانے کی کوشش کرتی رہتی ہے عقل کے لئے قرآن کے احکام سے وقفیت (کہ برے اخلاق کیا ہیں اور اچھے اخلاق کیا ہیں) حاصل کرنا ضروری ہے۔

خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ جو انسان دنیا طلب کرتا ہے ہم اس کو دنیا ہی میں فائدہ پہونچاتے رہتے ہیں۔ اور جو عقبیٰ طلب کرتا ہے اس کو عقبیٰ دیتے ہیں۔ بمصداق حدیث قدسی دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ انسان عقبیٰ کے درجات دنیاوی زندگی کے ذریعہ حاصل کرتا ہے پس انسان کو لازم آیا کہ دنیوی زندگی کے طے کرنے کے وقت وہ کل معاملات پر عمل پیرا ہو جن سے عقبیٰ حاصل ہو سکتی ہو۔ انسان اس طریقے کو کیوں اختیار نہ کرے۔ جس سے ایک کرشمہ سے دونوں کام نکل نہ آویں یہہ بات دنیا کو اعتدال سے کام میں لائے جانے سے حاصل ہوتی ہے۔ قرآن کافہ انام کیلئے دستور العمل ہے انسانی ضروریات عقبیٰ زندگی کے کل ضوابط قرآن میں تفصیل سے بتلائے گئے ہیں اب ہم برادران اسلام کو ان اقوام کیطرف متوجہ کرتے ہیں۔ جو دنیا میں اسوقت ترقی کر رہے ہیں۔ گو انکے مذہبی عقائد کیسے ہی ناقص ہوں

دنیا حاصل کرنے کے طریقوں پر نظر غائر ڈالکر دیکھہ لیا جائے۔ اور قرآن مین معاشس
حاصل کرنے کے جو طریقے بتلائے گئے ہین۔ ان پر بھی نظر غائر ڈال کر دیکھہ لیا جائے تو
ان مین مطابقت نظر آئیگی۔ قرآن صراط مستقیم ہے۔ معاشی طریقون کا بھی راستہ سیدہا
ہوگا۔ اور معادی طریقون کا راستہ بھی سیدہا ہوگا۔ خدا رب العالمین ہے۔ سورہ رکوع
(۲) میں اللہ پاک فرماتا ہے۔ اے محمدؐ تو پوچہہ آسمانون اور زمین میں جو کچہہ ہے وہ کس کا
ہے تو خودہی بتادے کہ یہہ سب اللہ کا ہے۔ اس نے مہربانی کرنا اپنے ذمہ لیا ہے۔
جو انسان دنیا طلب کرتے ہیں۔ اگر دنیا کے حصول کے طریقے جو اللہ نے بتلایا ہے ان کی پابندی
کریں تو اللہ ان پر اپنی مہربانی سے دنیا میں فلاح دیتا ہے۔ مسلمانان بہی دنیا حاصل
کرنیکی کوشش کرتے ہیں۔ مگر جو طریقے وہ دنیا حاصل کرنے کے اختیار کئے ہین ٹھنڈے
دل سے ان پر غور سے نظر ڈال کر دیکھہ لیں اور اون طریقون سے جو قرآن میں معاش
حاصل کرنے کے بتلائے گئے ہیں۔ مقابلہ کر کے دیکھہ لین تو ان کو اعتراف کرنا پڑے گا کہ
اس میں بھی وہ پکے نہیں اترتے یہی وجہہ ہے کہ دوسرے اقوام دنیاوی معاملات میں
ترقی کر رہے ہیں۔ اور مسلمان گہاٹے میں ہیں۔ از ماست کہ بر ماست کے نقطہ پر مسلمان جب تک
توجہہ نہ کرینگے۔ دستور العمل قرآنی کے طرف توجہہ نہ کرینگے۔ اور سنت نبویؐ کی پیروی کے طرف
مائل ہونگے۔ ان کو دین دنیا کے ترقی کے گرون سے وقفیت اُس وقت پیدا ہوگی جب یہہ
اسلامی زندگی بسر کرنے لگیں گے۔ سورہ مائدہ کے رکوع (۹) کے احکام کا مقابلہ مسلمانان
موجودہ زمانہ اپنے افعال سے کر کے اطمینان کر لین۔ ہمارے افعال اسلام کے احکام کے موافق
نظر نہیں آوینگے۔ اکثر ایسے عقائد ہمارے دلوں میں جم گئے ہیں جو خالص وحدانیت کے
بگاڑنے کے لئے زہریلا اثر پیدا کر چکے ہیں۔ یہہ خرابی محض دین اسلام کے اصول و احکام سے
غافل رہنے کیوجہ ہے۔

میرا دلی منشا یہہ ہے کہ برادران اسلام اپنے روزآنہ زندگی کو احکام قرآن کے
مطابق کرنے میں کوشش شروع کر دین۔ برادران اسلام جب اس بات سے واقف ہوجائینگے
کہ دیگر اقوام و مذہب کے لوگ دین اسلام کے چہان بین میں اپنی عمرین صرف کر رہے ہین

اور محنت اٹھانے کے بعد انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ دنیا میں سچا اور آسان مذہب ہے تو صرف اسلام تو ہمارے دینی بھائیوں میں بھی تحریص و ترغیب کا مادہ پیدا ہو جائے گا اور خود اسلامی احکام سے واقف ہونے کی طرف مائل ہو جائینگے۔ اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو جلد سے جلد حاصل کرنے کی طرف رجوع ہو جائینگے۔ ڈاکٹر لیبان جو ایک جرمنی کے عیسائی ہیں۔ ان کے مصنفہ کتاب تمدن عرب جس کا ترجمہ شہرۂ آفاق مولوی سید علی صاحب بلگرامی مرحوم نے کیا ہے۔ اس کتاب کے باب ہفتم کے فصل چہارم متعلقہ فلسفہ قرآن اور اشاعت قرآن پیش کر کے بتلانا چاہتا ہوں کہ غیر قوم اور غیر مذہب والے قرآن اور مذہب اسلام کے متعلق کیسی اعلیٰ رائے رکھتے ہیں۔ اور مذہب اسلام اور قرآن مجید کے نکات سے کس درجہ واقفیت رکھتے ہیں۔ اور تاریخ اسلام میں وہ کہاں تک دسترس ہیں۔ مولوی سید علی صاحب بلگرامی مرحوم کے دیباچہ کتاب مذکور سے اسقدر حصہ بھی نقل کر دیا جاتا ہے۔ جس سے برادران اسلام کو معلوم ہو جائے کہ غیر اقوام میں ایسے کئی افراد موجود ہیں۔ جو مسلمانوں کی تاریخ مذہب اور علوم کی تحقیقات میں عمریں صرف کر دئے۔ اور کر رہے ہیں۔ اور ایک ہماری قوم ہے کہ خود کو فراموش کئے ہوئے خواب غفلت میں پڑے خراٹے لے رہے ہے۔ بیدار کرنے سے بھی ہوشیار ہونے کی نوبت نہیں آتی۔

انتخاب از دیباچہ مترجم تمدن عرب

غرض تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ قدیم اقوام مین کوئی قوم ایسی نہین گزری جس کے تمدن کے کل اجزا نے مساوی طور پر ترقی کی ہو۔ کسی قوم نے کوئی حصّہ لیا اور کسی نے کوئی اور اگر انصاف سے دیکھا جائے تو وہ عرب ہی تھے۔ جس کا تمدن کئی متوازی خطوط پر ترقی کرتا رہا۔ اور جو بجز ایک فن تصویر کشی کے تمدن انسانی کے ہر ایک شعبہ مین کچھ نہ کچھ کر گئے۔ اور اکثر شعبون مین تو انہون نے وہ اعلیٰ درجہ حاصل کیا کہ اون کی یادگار ابد تک رہیگی۔ برخلاف اس کے اور ایشائی اقوام نے جو عربون کے جانشین ہوئیں۔ اور جنہون نے عربوں کا مذہب اور اون کے نظامات کو اختیار کیا۔ تمدن قائم کرنے مین اونکی گرد کو بھی نہ پہنچین۔

موجودہ اقوام کی بھی یہی حالت ہے۔ ہر ایک کا ایک خاص رجحان اور ایک خاص مذاق ہے۔ اور یہہ رجحان اور مذاق کچھہ تو اثر قومیت اور وراثت کے ذریعہ سے پیدا ہوا ہے۔ اور کچھہ مرز بوم اور ضروریات کی وجہ سے۔ فرق اسی قدر ہے کہ ہمارے اس زمانہ مین ہر قسم کے معلومات کی اشاعت کے ذرایع اس کثرت سے ہو گئے ہین۔ اور ہر ایک ایجاد اور اکتشاف کی اطلاع تمام عالم مین سرعت کیساتھ پہونچ جاتی ہے کہ تقلید بہت ہی آسان ہو گئی۔ اور ایک قوم کے طرز عمل اور اوس کی کوششون کے نتائج بہت جلد دوسرے اقوام مین پھیل جاتے ہین۔ اور اون پر اپنا اثر ڈالتے ہین۔ اس وجہ سے زمانہ حال کی کل متمدن اقوام کے نظامات مین روز بروز مناسبت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ طرز حکومت طرز تعلیم طرز معاشرت طرز فوجی انتظامات پر ہر ایک چیز مین ایک مساوات نظر آتی ہے۔ اور اگر کوئی مشرقی سیاح یورپ کے ملکون کو نظر سرسری دیکھے تو اوسے معلوم ہوگا کہ یہہ سب ایک ہین۔ لیکن بغور [illegible] کہ اثر قومی کا معاشرت اور نظامات اور خیالات پر پڑتا ہے

اوس کو تقلید روز بروز مٹا رہی ہے۔ اور کیا عجب ہے کہ یہہ روز افزون مساوات کسی دن اس درجہ کو پہنچ جائے کہ فی الواقع کوئی فرق باقی نرہے۔

الغرض اون اسباب سے جن کا ذکر اوپر ہوا۔ انگریزون کو اسوقت تک نظری تحقیقات کیطرف سے ایک بیتوجہی رہی ہے۔ اور بمقابل اور سربرآوردہ اقوام یورپ کے انکی تصانیف مشرقی اقوام اور مشرقی علوم اور مشرقی السنہ میں بہت ہی کم ہیں۔ اور جسقدر اون کی تحقیقات سطحی اور ناکمل ہیں۔ اوسی قدر اونکی تحقیقات سے جو نتایج نکالے گئے ہیں۔ وہ بھی درجہ صحت سے دور ہیں۔ لیکن یہہ بیتوجہی ہر روز کم ہوتی جاتی ہے۔ اور کچھہ تو دوسرے اقوام کی تقلید اور کچھہ ملک گیری اور ملک داری کی ضرورتین اس کو روز بروز مٹاتی جاتی ہیں۔ ملک میں کئی جدید دار العلوم قائم ہوگئے ہیں۔ اور سب میں کم وبیش مشرقی السنہ کے معلم موجود ہیں۔ خود لندن مین ایک خاص قیصری دار العلوم قائم ہوا ہے جسکا نام امپیریل انسٹی ٹیوٹ ہے۔ اور جس کا ایک بہت بڑا حصہ مشرقی تحقیقات سے متعلق ہے۔ علاوہ برین مشرق کے متعلق جو معتبر تصنیفات یا تالیفات دوسرے ممالک مین شایع ہوتی ہیں۔ اُن کی امداد دولت کیطرف سے کیجاتی ہے

لیکن اس نئی توجہ اس نئی اُمنگ کو بارآور ہونے کے لئے ایک زمانہ چاہئے۔ اور سردست اگر ہم اہل یورپ کی مشرقی تحقیقات سے بہرہ مند ہونا چاہیں تو بجز اس کے چارہ نہیں کہ ہم فرانسیسی یا جرمنی زبانین سیکھین اور اپنی اصلی زبانون میں پڑہیں یا اون کے ترجمے اردو میں کراکے اون سے مستفید ہون۔

جن فرانسسی اور جرمنی مصنفین نے اپنی عمر کو مسلمانون کی تاریخ اور علوم کی تحقیقات میں صرف کردیا ہے۔ اونکی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اور اس وقت بھی پیارس اور سینٹ پیٹرس بزرگ مین۔ اور جرمنی کے ہر ایک دار العلوم میں اور کسی قدر انگلستان میں بھی (اگرچہ یہان یہہ اشخاص عموماً جرمنی قوم کے ہیں) ایسے معلم اور طلاب موجود ہیں جو انہیں تحقیقات میں مصروف ہیں۔ اور اون کی تحقیقات کے نتایج ہر روز ماہانہ رسالوں علمی مجالس کی رودادون اور کتابون کی شکل میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ وہ نہ فقط ہمارے تمدن کے ہر چیز کی نسبت تحقیقات کرتے ہیں۔ بلکہ ہماری نایاب عربی تصانیف کو بھی نہایت اہتمام اور دیدہ ریزی اور

اور صحت کیساتھہ چھاپتے ہین۔ ان تحقیقات اور ان کتابون کی تعداد کا ایک گونہ اندازہ اوس فہرست سے ہو سکتا ہے جو ضمیمہ چہارم مین درج کی گئی ہے۔ لیکن اولاً یہہ فہرست بہت ہی منتخب ہے اور ثانیاً اسکو طبع ہوئے چودہ سال کا زمانہ گذر گیا۔ اور اس عرصہ مین بے انتہا اور تصانیف شائع ہو چکی ہین۔ جن کا پتہ تک اس فہرست مین نہیں ہے۔ یورپ کی تعلیمی ترقی ہر سال المضاعف ہے۔ اور چودہ سال کی مدت مین بڑا فرق ہو گیا ہے۔

منجملہ اون مصنفین کے ڈاکٹر لی بان بھی ہین۔ جن کی کتاب کے ترجمہ کا یہہ دیباچہ ہے ڈاکٹر لیبان کی پیدائش ۱۸۴۱ء کی ہے۔ اور یہہ اسوقت زندہ اور سلامت ہین۔ فی الواقع ڈاکٹر لیبان ایک طبیب ہین۔ جنہون نے اوس جدید فلسفہ کے اصول سے جانچا ہے جو ڈاروِن کے نام سے مشہور ہے۔ اور جس کا لب لباب یہہ ہے کہ عالم کائینات مین انسان سے لیکر ادنی حیوان اور ادنی نباتات اور آفتاب جہان تاب سے لیکر ادنی ستارہ تک کوئی چیز اپنی موجودہ حالت مین خلق نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ ایک نہایت ہی بسیط اور سادہ حالت سے قرن ہاے دراز مین اور ایک مضبوط قانون قدرت کے بموجب اپنے موجودہ حالت پر پہنچی ہے۔ ڈاکٹر لیبان نے تمدن انسانی کو اونہیں اصول سے مطابق کیا ہے۔ اور نہایت ہی مفید اور دلچسپ نتائج نکالے ہین۔ اونکی تصنیفات اس خاص بحث مین نہ صرف کثرت سے ہین۔ بلکہ اون مین ایک جدت اور ایک عمق نظر ہے۔ جو عموماً فرانسیسی تصانیف مین نہیں پایا جاتا۔ اس سلسلہ مین ڈاکٹر لیبان کی پہلی تصنیف وہ ہے جس سے انسان کی حالت انفرادی سے تمدنی تک پہنچتا ہے اور ہر قسم کے نظامات قائم کرتا ہے اور زبان اور علوم و فنون و صنعت و حرفت کی اختراع کرتا ہے۔ دوسری کتاب تمدن عرب ہے (۱۸۸۴ء) تیسری کتاب ہندوستان کے مختلف تمدن (۱۸۸۷ء) اور چوتھی کتاب زمانہ قدیم کے تمدن (۱۸۸۹ء) یعنی اسیریا بابل و مصر قدیم کی تاریخین اور اون کے تمدن۔ پانچوین کتاب ہندوستان کی عمارتی یادگارین (۱۸۹۲ء) علاوہ ان تصانیف کے مصنف کثرت سے تحریرات علمی رسائل مین شائع کی ہین جن مین تمدن انسانی کی مختلف اجزا سے نہایت عالمانہ اور محققانہ بحث کی گئی ہے۔

تمدن عرب کے لکھنے بین بھی ڈاکٹر موصوف نے بڑا اہتمام کیا ہے۔ اوہون نے اُن تمام مشرقی ممالک بین جو یورپ سے قریب ہیں۔ اور نیز اندلس مین سفر کیا ہے اور مسلمانون کے حالات اونکی معاشرت اون کی عمارات اور آثار قدیمہ کو براء العین دیکھا ہے۔ علاوہ اس کے کل وہ کتابین جو مسلمانون کے متعلق یورپ کی زبانون میں لکھی گئی ہیں۔ یا مشرقی السنہ سے ترجمہ ہوئے ہین۔ ڈاکٹر موصوف نے غور سے مطالعہ کی ہین۔ اور کل اہم واقعات تاریخی اور معاشرتی کی بابت انہون نے ایک بہت ہی بے تعصبانہ رائے قائم کی ہے اور نہایت منصفانہ فیصلہ کیا ہے۔ چونکہ ڈاکٹر موصوف علاوہ مورخ ہونے کے علوم طبیعات کے ہی ایک بہت بڑے عالم ہیں۔ اونہون نے واقعات تاریخی کی جانچ علوم طبیعہ کے اصول پر کی ہے۔ اور علل و معلومات پر اس قسم کی پُرمعنی اور بہ پُر مطالب بحث لکھی ہیں۔ جو اسوقت تک کسی تاریخ مین نہیں پائی جاتین۔

اس کتاب بین ڈاکٹر لیبان نے ملکی اور جنگی تاریخ اسلام سے زیادہ بحث نہیں کی ہے۔ واقعات کا اونہون نے محض سرسری طور پر ذکر کیا ہے۔ اونکی اصلی غرض مسلمانون کے تمدن سے ہے۔ اور انہون نے اول سے آخر تک اس تمدنی تسلط کو نہایت تفصیل کے ساتھہ اون مختلف ممالک کی تواریخ میں دیکھایا ہے۔ جن پر عرب وقتاً فوقتاً بزور شمشیر قابض ہوتے رہے۔

عربون کے فتوحات کے بابتہ ڈاکٹر لی بان نے ایک بہت ہی باریک بات لکھی ہے۔ جس پر بظاہر کسی مورخ کی نظر نہیں پڑی۔ یعنی اونہون نے دکھایا ہے کہ عربون کا سلوک مفتوحہ اقوام کے ساتھہ دو قسم کا ہوا کرتا تہا۔ ایک تو اون ممالک بین جہان وہ ٹہیر جاتے تھے۔ اور اپنی حکومت مستقل طور پر کر لیتے تھے۔ اور دوسرے اون ممالک بین جہان وہ محض غنیمت حاصل کرنے کی غرض سے اپنی فوج لیکر گذر جاتے تھے اور دہاوا کرکے اپنے اصلی مقام پر واپس چلے آتے تھے۔ صورت اول بین تو یہہ مفتوحہ اقوام اون کی رعایا ہو جاتی تھی۔ اور اون کے ساتھہ ہر قسم کی مدارات کی جاتی تہی۔ اور اون کے ہر قسم کے حقوق محفوظ رکہے جاتے تھے۔ بر خلاف اس کے دوسری صورت

اقوام مغلوبہ کے حقوق کا کچہہ خیال نہ کیا جاتا تہا۔ محض جلب منفعت اور لوٹ سے غرض ہوا کرتی تہی۔ ان دونون قسم کے فتوحات کی مثالین بکثرت موجود ہیں۔ مثلاً شام و مصر و اندلس و افریقہ کے شمال مین عربون نے اپنی مستقل حکومت قائم کی اور وہان کی رعایا کو ہر قسم کے چین و آرام میں رکہا۔ یہان تک کہ ان کل اقوام نے اونہی کی زبان اور اونہی کے مذہب کو اخذ کرلیا۔ برخلاف اس کے جنوبی فرانس اور اطالیہ کے ملک پر عربون نے محض غنیمت کے غرض سے چڑہائی کی۔ اور بظاہر یہان کے باشندون کے ساتہہ وہ ایسی سختی سے پیش آئے جو بمقابلہ اون کے عام تحمل اور بردباری کے بہت ہی حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے۔ اور جس نے یورپ کے مورخین سے یہہ کہلوادیا کہ اگر ٹورز کی لڑائی مین عرب پسپا نہ ہو جاتے تو سارے یورپ کی تاریخ بدل جاتی۔ اور یورپ کے موجودہ ترقی کا ستیاناس ہو جاتا۔ ان مورخین کا خیال محض غلط فہمی پر مبنی ہے۔ عربون کی غرض ہرگز ان ممالک مین قیام کرنے کی نہ تہی۔ کیونکہ یہان کی آب و ہوا بہت سرد تہی۔ اور اگر بالفرض انہون نے مستقل قیام کا ارادہ کرلیا ہوتا تو وہ ضرور فرانس کو فتح کر لیتے۔ اور ہم یہہ بہی کہینگے کہ اوس ملک کو بہی وہ ایسا ہی آباد اور سرسبز اور مہذب اور نامور بنا دیتے۔ جیسا کہ انہون نے اندلس کو آباد اور سرسبز اور مہذب اور نامآور بنایا۔ اور اون کے اس قیام کے بدولت یورپ ازمنہ مظلمہ کی کل دردناک مصائب اور مذہبی جنگون اور متعصبانہ خون ریزیون سے محفوظ رہتا۔ یہہ اس قسم کا باریک فرق ہے کہ اس کے مدنظر رکہنے سے عربون کی تاریخ بالکل سمجہہ مین آجاتی ہے۔ اور جتنے عقدے اور معمے بظاہر لاینحل معلوم ہوتے تہے فوراً کہل جاتے ہین۔ یہہ گویا عینک ہے۔ جس کے لگاتے ہی دہندلاپن رفع ہو جاتا ہے۔ اور سارا منظر صاف صاف نظر آنے لگتا ہے۔

ڈاکٹر لی بان نے نہ فقط یہی فرق بتایا ہے۔ بلکہ انہون نے کل رسوم و عادات و نظامات عرب کی بہت ہی معقول توجیہین کی ہین۔ اور

اور ثابت کیا ہے کہ مشرقی طرز معیشت اور اختلاف مرز بوم کے لحاظ سے ان سے بہتر رسوم و عادات و نظامات خیال مین نہیں آسکتے۔ خود مذہب اسلام کی بابت اس محقق مصنف نے ایسی پرجوش تحریر کی ہے کہ کوئی راسخ الاعتقاد مسلمان بھی اوس سے زیادہ لکھہ نہیں سکتا۔ اس عزیز نے کل اون اعتراضات کو جو ہمارے مذہب اور ہمارے پیغمبر اور ہماری قرآن شریف پر وقتاً فوقتاً کئے گئے ہیں۔ مدلل طور پر رفع کیا ہے۔ بلکہ اوس نے ثابت کیا ہے کہ یہہ معترضین شدت سے متعصب اور غیر منصف اور بے علم و بے سواد ہیں۔ غرض تمدن اسلام کے متعلق اسوقت تک ایسی عظیم الشان اور ایسی بے تعصب کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ اور انگریزی زبان مین تو اس قسم کی تحریرون کا وجود ہی نہیں ہے۔

فصل دوم

از تمدن عرب فصل دوم فلسفہ قرآن اور اشاعت قرآن

اگر اسلام کے اصلی اعتقادات کو دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلام گویا ایک قسم کا مذہب عیسائی ہے۔ جن میں سے مشکلات اور پیچیدگیاں نکال ڈالی گئی ہیں۔ البتہ اسلام میں اور عیسائی مذہب میں فروعات کے فرق بہت سے ہیں۔ اور ایک بہت بڑا فرق اصولی بھی ہے۔ یعنی اسلام خالص اور پاک وحدانیت باری تعالےٰ ہے۔ یہہ خدائے واحد مطلق سب چیزوں سے برتر ہے۔ اور اوس کے اردگرد نہ ملائکہ ہیں۔ اور نہ اولیا اور نہ ایسے اشخاص جو واجب التعظیم ہوں۔ اور فی الواقع تمام مذاہب عالم میں یہہ فخر اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے پہلے پہل واحدانیت خالص و محض کی اشاعت دنیا میں کی۔

اسی خالص وحدانیت کی وجہ سے اسلام کی ساری سادگی اور ساری شان ہے۔ اور یہی سادگی باعث ہوئی ہے۔ اسلام کی قوت اور اسلام کی مضبوطی کی یہہ وحدانیت محض ایسی آسانی سے سمجھہ مین آجاتی ہے کہ اس میں کسی قسم کا کوئی بھید یا معمّا نہیں ہے اور نہ اس میں اون متضاد چیزوں کے ماننے کی ضرورت ہے۔ جو دوسرے مذاہب میں واقع ہوئی ہیں۔ اور جنہیں عقل سلیم قبول نہیں کرتی۔ ایک خدائے واحد مطلق

معبود۔ تمام بندے اوس کی نظروں میں برابر بہت تھوڑے سے ارکان دین جن کا بجا لانا واجب ہے۔ اور اون کے بجا لانے کی جزا بہشت ہے۔ اور اون کے بجا نہ لانے کی سزا جہنم۔ اس سے زیادہ صاف و سادہ اور غیر مبہم کونسا مذہب ہو سکتا ہے۔ ایک ادنی مسلم بہی وہ کسی فرقہ کا کیوں نہ ہو بخوبی اپنے اعتقادات مذہبی سے واقف ہے۔ اور اون کو چند لفظوں مین صراحت کے ساتھہ بیان کرسکتا ہے۔ برخلاف اس کے اگر کسی عیسائی سے مسئلہ تثلیث یا مسئلہ تبدیل جنس یا مثل ذلک اعتقادی مضمون کے بابت پوچھا جائے تو جب تک وہ علم کلام کا ماہر نہ ہو اور منطق کی تمام باریکیوں پر عبور نہ رکھتا ہو ہرگز جواب دے سکیگا۔

اسلام کی وضاحت اعتقادات اور اوس کے ساتھ دوسروں کے مقابل میں نیکی انصاف جس کی مہر اس مذہب پر کی گئی ہے۔ اس کی عالمگیر اشاعت کا بہت بڑا باعث ہوا۔ یہی خاصیت اسلام کی تہی۔ جس نے اون تمام قوموں کو مصریوں کے طرح جو شاہنشاہان قسطنطنیہ کے وقت سے عیسائی چلی آتی تہیں۔ دعوت نبوی ہونے کے ساتھہ ہی مسلمان ہوجانے پر آمادہ کردیا۔ حالانکہ ایسی کوئی مثال کسی قوم معلم کی خواہ وہ فاتح ہو یا مفتوح موجود نہیں ہے جس نے کبھی دین عیسوی کو قبول کیا ہو۔

کسی مذہبی کتاب کے فوائد عامہ کا اندازہ کرنے وقت یہہ نہیں دیکھنا چاہیے کہ اوس میں فلسفی خیالات کیسے ہیں۔ (کیونکہ یہہ عموماً بہت ہی کمزور ہوا کرتے ہیں) بلکہ یہہ دیکھنا چاہیئے کہ جن اعتقادات دینی کی تعلیم اوس کتاب مین کی گئی ہے۔ اونہوں نے دنیا میں کیا اثر پیدا کیا اور جس وقت اسلام کو اس نظر سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ دنیا کے اون مذاہب میں جنہوں نے قلوب پر حکومت کی ہے۔ یہہ بہی ایک نہایت عالیشان مذہب ہے۔ البتہ اسلام میں بہی نیکی انصاف۔ عبادت وغیرہ وغیرہ

کی ویسی ہی تعلیم ہے۔ جیسے کل اور ادیان میں ہے لیکن تعلیم ایسی سادگی اور وضاحت کے ساتھہ کی گئی ہے کہ ہر شخص کی سمجھہ مین آتی ہے۔ اسلام قلوب میں اس قسم کا زندہ اور پُرزور جوش ایمان پیدا کر دیتا ہے کہ پہر اوس مین مطلقاً شک اور تذبذب کی گنجایش نہیں رہتی۔

اسلام کا ملکی اور تمدنی اثر فی الواقع بیحد و بے پایان ہے۔ زمانہ جاہلیت مین عربستان کا ملک چھوٹے چھوٹے خود مختار صوبون اور قبیلوں مین منقسم تہا جو ہمیشہ ایک دوسرے سے لڑا کرتے تھے۔ ظہور پیغمبر اسلام سے ایک صدی کے اندر عربون کا ملک دریائے سندھ سے اندلس تک پہنچ گیا تہا۔ اور ان تمام شہرون مین جہان اسلامی پرچم جلوہ فگن تہا ایک حیرت انگیز ترقی نظر آتی تہی۔ اس کی وجہ یہہ ہے کہ اسلام وہ مذہب ہے جس کے اعتقادات کو مسائل علوم طبعی کے ساتہہ پورا توافق ہے۔ اور ان اعتقادات کا خاصہ یہہ ہے کہ ہمارے اخلاق کو نرم کردین اور ہم مین نیکی اور انصاف اور دوسرے مذاہب کی رواداری پیدا کرین۔ اس مین شک نہیں ہے کہ فلسفانہ خیال سے مذہب بدھ کے اعتقادات کو تمام سمیا طیقی مذاہب کے اعتقادات پر ترجیح ہے۔ لیکن اوس کے ساتہہ ہی جب مذہب بدھ کو عوام الناس کے سمجھہ کے مطابق بنانے کی ضرورت پڑی تو اوس مین ایک انقلاب عظیم کرنا پڑا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ ترمیم شدہ مذہب اسلام سے بہت گہٹ گیا ہے۔

جس تمدن کو خلفاء اسلام نے قایم کیا اوسکی وہی سرگذشت ہے جو تمام اون تمدنون کی وقتاً فوقتاً دنیا مین آنے مین ہوا کرتی ہے یعنی وہ پیدا ہوا۔ بلوغ کو پہنچا۔ اوس مین انحطاط آیا اور وہ مر گیا وہ بہی اوس گرد روزگار مین جا ملا جسمین پرانے تمدن پڑے ہوئے ہین۔ لیکن مذہب اسلام کے اعتقادات کو زمانہ نہ مٹا سکا۔ اور آج بہی ان کا اثر دنیا ہی پر زور ہے جیسا پہلے تہا۔ ہمار اس زمانہ مین جبکہ اسلام سے کہین پرانے مذاہب کی حکومتین قلوب پر سے کم ہوتی جاتی ہین۔ قانون اسلام کی وہی پہلی حکومت اسوقت تک قایم ہے دنیا مین اسوقت مسلمانون کی تعداد دس کروڑ نفوس سے زیادہ ہے۔ عربستان۔ مصر۔ شام۔ فلسطین۔ ایشیائے کوچک ان سب ملکوں مین تقریباً یہی مذہب ہے۔ ہندوستان کے ایک بڑے حصہ مین اور چین مین اور افریقہ مین کے اوس کل حصہ مین جو خط استوا کے شمال کی جانب واقع ہوا ہے مسلمان موجود ہین

ان مختلف اقوام عالم میں جو اسلامی قانون کے پابند ہیں دو چیزوں نے باہم اتفاق پیدا کر دیا ہے۔ اوّلاً زبان عربی ثانیاً حج بیت اللہ جہاں تمام عالم کے مسلمانوں کو اکٹھا ہونا پڑتا ہے ہر ایک مسلمان کو وہ کسی فرقہ کا کیوں نہ ہو ضرور ہے کہ قرآن کو عربی میں پڑھ سکے اور اسی وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ زبان عربی تمام عالم میں مروج ہے اگرچہ پیروان اسلام اسوقت بہت ہی مختلف اقوام اور اخیال کے اشخاص میں لیکن ان سب میں ایک قسم کا اندرونی تعلق ہے کہ اگر ضرورت پڑے تو یہ سب آسانی کے ساتھ ایک پرچم کے نیچے جمع ہو سکتے ہیں۔

اشاعت قرآن اور دین اسلام کی حیرت انگیز سرعت نے مورخین مخالف کو نہایت تعجب میں ڈالا ہے اور بجز اسکے کوئی توجیہ اُن سے بن نہ پڑی کہ اس مذہب میں شہوات نفسانی کی باگ ڈھیلی کر دی گئی ہے جس کی وجہ عوام کی رغبت اس کیطرف ہوئی اور علاوہ اس کے مذہب بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے لیکن یہ امر نہایت آسانی کے ساتھ ثابت ہو سکتا ہے کہ اُن کا خیال بالکل بے بنیاد ہے۔

محض قرآن کے پڑھنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اُس کی اخلاقی تعلیم ہرگز اور کتب دینیہ کی تعلیم سے سختی میں کسی طرح کم نہیں۔ البتہ قرآن نے تعداد ازدواج کو قبول کر لیا ہے لیکن یہ وہ رسم جو قبل از اسلام کل مشرقی اقوام میں موجود تھی اور قرآن کا جائز رکھنا کوئی جدید فائدہ کی بات نہ تھی۔ اخلاقی آزادی کی بابت جو کچھ اعتراض اسلام پر ہوا ہے اس کا جواب ایک مدت ہوئی دیا جا چکا ہے۔ علی الخصوص اس مشہور فلسفی اور عالم مِل نے اس پر ایک عمدہ بحث کی ہے۔ اس امر کو ثابت کرنیکے بعد کہ اسلام میں روزہ ترک مسکرات اور دیگر افعال اخلاقی کے متعلق احکام بمقابل دوسرے مذاہب کے بہت زیادہ سخت ہیں مِل لکھتا ہے:—

"فی زمانہ یہ خیال کرنا کہ اسلام نے جس سرعت اور جس وسعت کے ساتھ ترقی کی وہ محض اس وجہ سے تھی کہ اس مذہب نے انسان کو مطلق العنان کر دیا اور افعال نیک و بد کی پابندی اٹھا دی اور اپنے پیروں کو برے کام کرنے کیلئے آزاد کر دیا اپنے کو بالکل دھوکے میں ڈالنا ہے۔

صاحبنگر نے ہمیں ایک لمبی چوڑی فہرست ان اخلاقی احکام کی دی ہے جو مسلمانوں میں بطور منقولوں کے رائج ہیں اور بلاخوشامد مذہب اسلام کہا جا سکتا ہے کہ ان منقولات سے بہتر کوئی دستور العمل انسان کو عملاً نیکی کی طرف راغب اور بدی سے محترز کرنے کے لئے نہیں ہو سکتا۔

اسی سلسلہ میں یہ کہوں گا کہ وہ نعمتیں جس کا وعدہ پیغمبر اسلام اپنے پیروؤں کیلئے جنت میں کیا ہے ہرگز اُن سے کم نہیں جس کا وعدہ انجیل میں عیسائیوں کے لئے کیا ہے وہ (یعنی جنتی) ایک ایسی حالت میں ہوں گے جس کی لذتیں کل اُن چیزوں سے فائق ہوں گی جن کا مشاہدہ انسانی آنکھ نے کیا ہو۔

جس وقت ہم فتوحات عرب پر نظر ڈالیں گے اور اُن کے کامیابی کا اسباب کچھ اُبھار کر دکھائیں گے تو معلوم ہوگا کہ اشاعت مذہب میں تلوار سے مطلق کام نہیں لیا گیا کیونکہ مسلمان ہمیشہ مفتوح اقوام کو اپنے مذاہب کی پابندی میں آزاد چھوڑ دیتے ہیں۔ اگر اقوام عیسوی نے اپنے فاتحین کے دین کو قبول کر لیا ہے اور بالآخر اُن کی زبان کو بھی اختیار کیا تو یہ محض اس وجہ سے تھا کہ انہوں نے اپنے جدید حاکموں کو اُن قدیم حاکموں سے جس کی حکومت میں وہ اُس وقت تک تھے بہت زیادہ منصف پایا۔ اور نیز اُن کے مذاہب کو اپنے مذہب سے بہت زیادہ سچا اور سادہ پایا۔ یہ امر تاریخ سے ثابت ہو چکا ہے کہ کوئی مذہب بزورِ شمشیر نہیں پھیل سکتا جس وقت عیسائیوں نے اندلس کو عربوں سے فتح کر لیا اس وقت اس مفتوح قوم نے جان دینا قبول کیا لیکن مذہب کا بدلنا قبول نہیں کیا۔

فی الواقع دین اسلام بعوض اسکے کہ بزورِ شمشیر پھیلایا گیا ہو محض ترغیب اور بزورِ تقریر شایع کیا گیا ہے۔ اور یہی ترغیب تھی جس نے اقوام ترک و مغل کو بھی جنہوں نے آگے چل کر عربوں کو مغلوب کیا دین اسلام قبول کرنے پر آمادہ کر دیا۔ ہندوستان میں جہاں عربوں کا محض گذر ہوا تھا اسلام نے اس قدر ترقی کی ہے کہ اس وقت پانچ کروڑ سے زیادہ (اس وقت ہندوستان سات کروڑ کی آبادی ہے) مسلمان اس وقت میں موجود ہیں اور ان کی تعداد روز بروز بڑھتی جاتی ہے۔ اگرچہ انگریز اس وقت ملک پر حکومت کرتے ہیں اور ان کے ساتھ پادریوں کی ایک فوج موجود ہے جس کا کام مسلمانوں کو عیسائی بنانا ہے۔ تاہم اس کی کوئی بھی مثال پائی نہیں جاتی کہ پادری اپنے ارادہ میں کامیاب ہوئے ہیں جس سے بھی اشاعت اسلام میں کچھ کمی نہیں ہوئی۔

تقدیر کے اعتقاد کا الزام جو اسلام پر لگایا گیا ہے وہ بھی اور الزامات کی طرح جس کا جواب دیا جا چکا ہے بہت ہی خفیف الزام ہے۔ ہم نے قضا و قدر کے متعلق جو آیات قرآنی جمع کی ہیں

اُن میں ہرگز اس سے زیادہ نہیں ہے جتنا کتاب مقدس میں موجود ہے۔ کیا نقید فلسفی (علے الخصوص لوتھر) اس امر کے قائل ہیں کہ دنیا میں سلسلہ واقعات معین ہیں اور اُس میں کوئی تغیر نہیں ہو سکتا۔ خود لوتھر جو بانی ہے اصلاح مذہب عیسوی کا لکھتا ہے کہ :—

"کتاب مقدس (انجیل) کی ساری شہادتیں مسئلہ اختیار کے بالکل خلاف واقع ہوئے ہیں۔ ایسی شہادتیں بے انتہا مقامات پر موجود ہیں بلکہ ساری کتاب اُن سے مملو ہے"

تمام اقوام عالم کے مذہبی کتابوں میں تقدیر کا مسئلہ موجود ہے۔ قدمائے روم و یونان نے اُس کا نام قسمت رکھا تھا۔ اور اُسے ایک ایسی قوت فرض کر لیا تھا جو تمام چیزوں کی سرتاج تھی۔ اور جس کی اطاعت انسانوں اور دیوتاؤں دونوں پر لازم تھی۔ جن واقعات کو قسمت نے مقرر کر دی تھی وہ ہمیشہ وقوع میں آتے تھے۔

"اوڈیپس کو جس وقت صدائے غیبی نے بتایا کہ وہ خود اپنے باپ کو قتل کریگا اور اپنی ماں سے شادی کریگا تو پھر اس کا نالہ و فریاد کرنا لاحاصل تھا۔ بہرحال قسمت نے جو کچھ ٹھہرا دیا تھا اُس سے کوئی مفر نہ تھا۔"

تقدیر کو مذہب اسلام میں کچھ اُس سے زیادہ وقعت نہیں دی گئی ہے جو اُس نے اور مذاہب میں پائی ہے بلکہ میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نے اتنی بھی وقعت نہیں دی جتنی آجکل کے علماء نے دی ہے جن کا قول تعجب انگیز اس ولایت میں یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا عقل مند شخص فرض کر لیا جائے جو کبھی آن واحد میں کل اُن قوتوں کا علم حاصل کر سکے جو کائنات میں موجود ہیں اور نیز کل اُن اجسام کے مواقع سے واقف ہوں جن پر یہ قوتیں عمل کر رہی ہیں۔ اور اسکے ساتھ اُس میں صلاحیت بھی ہو کہ ان کل قوتوں اور اجسام کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر کے دیکھ سکے تو ایسا شخص عاقل اس قسم کا ایک ہی قاعدہ بنا سکتا ہے جو بڑے سے بڑے اجرام سماوی اور نیز باریک سے باریک ذرہ کی حرکت پر حاوی ہو سکے۔ ایسے شخص کے سامنے کوئی چیز مشکوک حالت میں نہیں رہ سکتی اور ماضی و مستقبل دونوں اُس کی آنکھوں کے سامنے ہوں گے۔

مشرق کے مسئلہ تقدیر پر جو فلسفہ عرب اور [illegible] سے اُن فلسفیوں کی بنیاد جن کے مصنفین نے حقایق اشیاء پر غور کی ہے فی الواقع ایک قسم کی تسلیم و رضا ہے جس سے غرض

یہ ہے کہ انسان اپنی موجودہ حالت پر بے جا شور و غل نہ مچائے۔ فی الواقع یہ ایک مسئلہ اخلاقی ہے نہ اعتقادی۔ زمانہ جاہلیت میں بھی عرب تقدیر کے قائل تھے اور اس مسئلہ کا اثر نہ تو عربوں کی ترقی پر تھا اور نہ ان کے تنزل پر ہونا چاہیئے۔

مقالۂ ہفتم

سورۂ آل عمران کے رکوع (۱۱) میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "تم آگ کے گڑھے کے کنارہ پر تھے (جس کام سے آگ میں جلنا پڑے اُسکو آگ کا کنارہ کہتے ہیں) اُس نے تم کو بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تم پر احکام ظاہر کرتا ہے کہ تم راہ راست پر آجاؤ۔ تم ایک گروہ (ایک ایسی جماعت) ہونی چاہیئے جو بھلائی کی طرف بلائے۔ اچھی بات کا حکم دے (اچھی بات سے معروف و منکر مراد ہے قرآن و سنت کے موافق جو بات ہو اُس کو معروف کہتے ہیں اور جو انکی ضد ہو وہ منکر ہے) اور بُری بات سے منع کرے۔ اسی میں لوگوں کی فلاح ہے"

زمانہ موجودہ میں مسلمانان اپنے مذہب کی طرف بہت کم رجوع پائے جاتے ہیں یہ غفلت آگے چل کر مذہب اسلام کو بہت کمزور کر دے گی۔ مسلمانوں کو احکام خداوندی و سنت نبوی سے واقف کرانے کے لئے مسلمانوں کے علمار کو اس وقت سب سے زیادہ مستعدی سے کام کرنا چاہیئے کہ ان عام مسلمانوں کو احکام شریعت سے واقف کرا کے اس کی پیروی کی طرف مجبور کریں۔ اگر علما اس طرف رجوع ہو گئے تو انشاء اللہ تعالیٰ عوام میں اسلامی روح جلد پھیل جائیگی ابتدائے زمانہ اسلام میں واحدانیت کا تخیل ہی تھا جو جاہل سے جاہل قوم عرب کو راہ راست پر لایا حضرت سرور عالم صلعم نے اس تخیل کو عوام میں پھیلانے کے لئے کوئی کسر باقی نہیں رکھا تھا چونکہ علما وارث پیغمبر ہیں اگر یہ ہاتھ پر ہاتھ دیکر بیٹھے رہیں تو عوام اُس سے زیادہ غافل ہو جاوینگے مذہب جتنی غفلت برتی جائے گی اُتنی ہی مسلمانوں کی حالت ابتر ہوتی جائیگی اس وقت زمانہ انحطاط میں مسلمان پڑ چکے ہیں آیندہ قوم کا نام مٹ جائے گا۔ اگر مسلمانوں کو ترقی کے راستہ پر لانا منظور ہو تو علمار کو چاہیئے کہ سب سے پہلے کمر ہمت باندھ کر میدان میں کود پڑیں۔ اور زمانہ کی ضرورتوں کے لحاظ سے ایسی تدابیر اختیار کریں جس سے عام مسلمانان

احکام قرآن سے واقف ہوکر سنّت نبوی کی پیروی کرنے لگینگے۔ صرف وعظ نصیحت سے کام نہیں نہیں نکلے گا عملی تدابیر اختیار کرنے چاہیئے جیسے یہی ہے مسلمانان کو قرآن اور سنت سے واقف کرادیں۔ ادائے فرائض پنجگانہ کی طرف اگر علماء مسلمانوں کو رجوع کریں گے۔ اور انکو اکل حلال اور صدق مقال سے مانوس کرادینگے تو انشاء اللہ تعالیٰ مسلمانوں میں اسلامی روح بجلی کیطرح کام کریگی۔ دیکھتے دیکھتے مسلمانان ترقی کے راستہ پر تیزی کے ساتھ چلنے لگجاوینگے۔ علماء صرف معرفت خداوندی کا راستہ مسلمانوں کو بتلادیں پھر وہ آپ ہی آپ اس میں ترقی کرینگے

معرفت خداوندی کے تین اقسام ہیں ایک عقلی دوسری نظری تیسری شہودی۔

ہر ایک انسان میں اللہ کے وجود کا اعتقاد موجود ہے۔ جب اس اعتقاد میں استحکام پیدا ہوجاتا ہے تو وہ جس چیز پر نظر ڈالتا ہے اس میں اس کو اللہ کا وجود نظر آتا ہے مگر چونکہ انسان میں نفس کی خواہشیں بڑی بھری ہیں وہ خواہشات نفسانی کے پورا کرنے میں رات و دن مصروف رہتا ہے جس کی وجہ وہ اللہ کے حقیقی معرفت کا علم حاصل کرنے کی طرف رجوع نہیں ہوتا یوں فطرت سے مجبور ہوکر وہ اللہ کی یاد کی طرف مائل ہوجاتا چاہتا ہے مگر خواہشات نفسانی کا غلبہ اُس پر زیادہ ہونے کی وجہ عبادت الٰہی کا جو فطری خیال ہوتا ہے وہ دبا گیا ہوجاتا ہے اس کے سدھارنے کے لئے اللہ جل شانہ نے یہ نسخہ قرآن میں تجویز کیا ہے (اور نفس اور اس ذات کی قسم جس نے اسکو ایسا درست بنایا پھر اُس کو بدکاری اور پرہیزگاری دونوں باتیں سجھادیا جس نے اپنی روح کو شرک اور اخلاق بد کی گندگی سے پاک کیا وہ ضرور ہی اپنی مراد کو پہونچا اور جس نے اسے دبا دیا وہ ضرور گھاٹے میں رہا۔ اور رسول خدا م فرماتے ہیں تو اس نفس کو اپنا دشمن جان جو تیرے دونوں پہلوؤں کے بیچ میں ہے یہ نفس ہمیشہ بری باتوں کا حکم دیتا ہے اس نفس کو اعتدال پر رکھنے کے لئے شریعت کے پابندی کی ضرورت ہوتی ہے ارکان اسلام اس نفس کے لئے کوڑے کا کام دیتے ہیں ہر ایک رکن اسلام عبادت الٰہی ہے جب ہم جب ہم اللہ کی عبادت کرینگے تو اللہ ہم پر مہربان ہوکر ہم سے بداخلاقی دور کردے گا جہاں ہم سے بداخلاقی کا ازالہ ہوگیا نفس پاک ہوجاتا ہے یہ نفس کی پاکی سے انسان دنیا میں وہ راستہ اختیار کرتا ہے جس سے اس کو اطمینان قلب ہوتا ہے۔ اطمینان

اور سمجھی سے راحت نصیب ہوتی ہے۔ جہاں انسان کو راحت ملی وہ اپنی زندگی ہیچ دی
اور فلاح کی زیبائش تلاش کرنے لگ جاتا ہے اگر انسان دنیا میں اچھے اخلاق برتا تو وہ
عقبےٰ میں بھی کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔

اسلام میں عبادات الٰہی کے دو طریقے رائج ہیں۔ ایک شریعت۔ دوسرا طریقت
یوں تو عبادات الٰہی کا مقصد ہی خدا کی معرفت حاصل کرنا ہوتا ہے۔ جو اللہ کو پہچان لیتا ہے
اُسکے اخلاق درست ہو جاتے ہیں اخلاق کی درستی انسان کے نجات کا باعث ہوتی ہے۔ دنیا میں
وہ مصائب سے بچ جاتا ہے اور اطمینان سے زندگی بسر کرنے لگتا ہے اور عاقبت میں پرشش سے
بچ جاتا ہے اور اعلیٰ درجہ کا مستحق ہو جاتا ہے اور شریعت و طریقت کے دونوں طریقے خواہشات
نفسانی کو اعتدال میں رکھتے ہیں اور بد اخلاقی کا ازالہ کرتے رہتے ہیں۔ شریعت کے
طریقے سکھلانے والے علماء ہوتے ہیں۔ اور طریقت کا راستہ بتلانے والے شیوخ یا اولیا ہوتے
ہیں علماء کی نسبت قرآن میں جو حکم ہے اُس کو ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ وہ مسلمانوں کو
پانچوں ارکان اسلام کی پابندی کی طرف رجوع کرتے رہتے ہیں سورۂ یونس رکوع (۷) میں
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

اگاہ ہو کہ اولیائے اللہ (خاص خلق) کو (روز قیامت) کچھ خوف یا غم نہ ہوگا یہ وہ ہیں جو ایمان
لائے ہیں اور پرہیزگاری کرتے ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں ان کو بشارت ہے۔ اللہ کی باتوں میں
فرق نہیں آتا یہی بڑی کامیابی ہے۔

اولیاء کا گروہ تزکیہ نفس کی طرف رجوع رہتا ہے۔ عبادت الٰہی میں بڑی بڑی ریاضتیں کرتے
رہتے ہیں۔ ریاضت سے انسانی قلب تیزی کے ساتھ راہ راست پر آتا ہے۔ ریاضت بہت جلد اخلاق کو
درست کر دیتی ہے۔ انسان دنیوی خواہشات میں منہمک رہ کر خدا کی طرف بہت کم توجہ کرتا ہے
جس کی وجہ اللہ کی یاد انسان کے دل سے کم ہو جاتی ہے۔ ریاضت سے خدا کی یاد دل میں عود
کرتی ہے اور استحکام پیدا کرتی ہے جب یاد خدا دل پر قبضہ کر لیتی ہے تو انسان کسی بھی کام میں لگا رہے
وہ یاد الٰہی سے غافل نہیں ہونے پاتا جب غفلت دور ہوگی تو راستہ خود بخود کھل جاتا ہے بد اخلاقی سے
نفرت پیدا ہو جاتی ہے۔ جہاں سے بد اخلاقی کا ازالہ ہوا انسان اپنی زندگی کو راحت سے بسر

کرنیکے ذرایع پیدا کرنے میں منہمک ہوجاتا ہے تو تزکیہ نفس کے لئے ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے
اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص گروہ اولیاء میں یہ مادہ پیدا فرمایا ہے کہ نفس کو جلد سے جلد خواہشات سے
پاک کرسکیں۔ باوجود موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبری عطا کرنے کے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا تھا کہ
وہ حضرت خضر علیہ السلام سے مل کر علم لدنی حاصل کریں۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ شیخ کا مرتبہ اپنی
قوم میں وہی ہے جو نبی کا اسکی اُمت میں۔ راہ دین کو طے کرنے اور عالم یقین میں پہنچنے کے لئے کامل
شیخ دین کی راہ پہچاننے والا رہبر صاحب ولایت اور صاحب تصرف کی اشد ضرورت ہوتی ہے
رسول خدا کا ارشاد ہے کہ میرے ولی میرے قبا کے نیچے ہیں جن کو میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا۔
اولیاء وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان رکھا گیا ہے اور اپنے رُوح سے اللہ اُن کی مدد کرتا ہے۔
اہل دل کی اگر اک نظر کسی مومن کے دل پر پڑجائے تو اس کا دل آئینہ بن جاتا ہے۔ تزکیہ نفس کیلئے
استقلال اور صبر اور ریاضت کی ضرورت ہوتی ہے۔ شیخ کامل کے فیض سے آئینۂ دل کا زنگ جو
مدتوں میں پاک ہونے کے قابل رہتا ہے آن واحد میں دُور ہوجاتا ہے۔ اسلام کی ترقی میں اولیاء
اللہ کا بھی بڑا زبردست حصہ ہے۔ مثال کے طور پر ہم ہندوستان ہی کو سامنے رکھ کر غور کریں تو
معلوم ہوجائے گا کہ سرزمین ہندوستان جو کفر و بت پرستی کی ضلالت میں مبتلا تھی وہ چند پاک نفوس کی
توجہ و فیض سے تھوڑی مدت میں اسلام کی برکت سے مالامال ہوگئی۔

خدا فرماتا ہے کہ تمہیں کیا معلوم کہ کتاب کیا چیز ہے اور ایمان کیا ہے لیکن ہم نے ہی اسے نور
بنایا ہم ہی اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں اُسے ہدایت کرتے ہیں۔ خدا کی ہدایت بغیر
پیغمبر کے انسان تک نہیں پہنچ سکتی۔ اسی لئے دنیا میں پیغمبر کے وجود کی ضرورت ہوئی۔ اللہ اپنی
خاص عنایت سے پیغمبر کو اپنے خاص علم عطا کرتا ہے جس کو علم لدنی کہتے ہیں۔ علم لدنی کا فیض
پیغمبر سے اولیاء اللہ کو پہنچا ہے۔ اہل دل اس علم کے طریقوں سے واقف رہتے ہیں۔ وہی اس
علم کی تعلیم دے سکتے ہیں۔ عوام جب تک اہل دل سے فیض حاصل نہ کریں اور ریاضت کے طریقے
نہ سیکھیں تزکیہ نفس نہیں کرسکتے شیخ کامل اچھا رہبر ہوتا ہے۔ جو فاصلہ برسوں میں طے کیا جانیکے
قابل ہوتا ہے طریقت کی راہ کا ماہر پلک مارتے اس راستہ کو خود ہی طے کرجاتا ہے۔ اور اپنے
فیض سے دوسروں کو بھی طے کراسکتا ہے۔ برسوں کے گمراہ کو آن واحد میں صراط مستقیم پر پہونچا

دنیا ہے ۔

موجودہ زمانہ میں قوم مسلمانان بجائے ترقی کے تنزل کے راستہ پر لگی ہوئی ہے ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ وہ غفلت سے گمراہی کے راستہ پر چلتے ہوئے تنزل کی طرف جا رہی ہے کہ وہ سیدھے راستہ پر گامزن ہے ۔ اغیار سے منزلیں دور ہو گئی ہیں اور دن بدن پیچھے جا رہی ہے ۔ غفلت شعاری سے یہ قوم نہ دین ہی حاصل کرے گی اور نہ دنیا ۔ شیخ اگر اس وقت اپنا فرض ادا کریں گے تو یہ قوم مٹ جائے گی ۔ اہل دل کی ادنیٰ توجہ اس قوم کو گمراہی کے راستہ سے ہٹا کر دین میں صراط مستقیم پر پہونچا کر رہے گی ۔ اسلام میں اہل طریقت کے لاتعداد سلسلے قائم ہیں ۔ ایک ایک شیخ کے حلقۂ اثر میں لاکھوں نیاز مند اور مرید اور معتقد ہیں ۔ اگر شیوخ اس وقت اپنے اثر کو کام میں لاویں تو عوام میں اسلامی جذبہ پیدا ہو جانا دشوار امر نہیں ہے ۔ شیوخ اپنے مریدین کو خواب غفلت سے جیسا بیدار کر سکتے ہیں ویسے دوسروں سے ممکن نہیں ہے ۔ شیوخ دنیا سے فارغ البال بھی ہیں ۔ وہ اس بار کو مع قوم سب سے پہلے جنگل میں ... قوم مسلمانان کو سمجھ لینا چاہیے کہ اس برباد شدہ قوم کی اصلاح کا ارادہ اللہ جل شانہ کو نہیں ہے مشیت ایزدی ہی ایسی قوم مسلمانوں کو ان کی گمراہی کی وجہ اور ذلیل و خوار کرے گی ہے

رسالہ

ظہور کعبۂ عالم

۴۹ ۱۳ ہجری

کا

حصۂ دوم

(موسوم بہ)

رفیق و رہبر حج

(مصنفۂ)

الحاج سید قاسم حسینی عفی عنہ

مطبوعہ حمایت دکن پریس عیسیٰ میان بازار رزیڈنسی حیدرآباد دکن

کتاب ظہور کعبہ عالم کا حصہ دوم موسوم بہ سر الحج

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن مجید۔ پیغمبر آخر زمان اور کعبہ

سورہ یونس رکوع (۶)۔ لوگون تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی ہے۔ جو تمہارے دلوں کے روگ کی دوا ہے اور مومنوں کے لئے باعث ہدایت و رحمت ہے۔ یہہ قرآن اللہ کا فضل اور اوس کی رحمت ہے۔ چاہیئے کہ لوگ اس سے خوش ہوتے سورہ ابراہیم رکوع (۱) الرا۔ اے محمدؐ یہہ قرآن ایک کتاب ہے۔ جس کو ہم نے تجھ پر اوتارا۔ تاکہ تو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے تاریکیوں سے روشنی میں لائے۔ یعنی جو ذات سب سے زبردست اور تعریف کے لایق ہے۔ اوس کے راستہ پر لائے۔ وہ اللہ ہے۔ آسمانون اور زمین مین جو کچھ ہے اوسی کا ہے۔ سورہ فرقان رکوع (۱)۔ بابرکت ہے وہ ذات پاک جس نے اپنے بندے پر تمام جہان کے ڈرانے کے لئے قرآن اُتارا ہے۔ سورہ زمر رکوع (۱) اس کتاب قرآن کا اُترنا غالب حکمت والے اللہ کیطرف سے ہے ہم نے یہہ کتاب تیرے پاس برحق بھیجی ہے۔ تو اللہ کے لئے دین کو خالص کرکے اسی کی عبادت کر۔ سنو خالص دین اللہ ہی کا ہے۔ سورہ آل عمران رکوع (۱۰) اللہ سچا ہے۔ تم ابراہیم کے دین کی پیروی کرو وہ

ایک اللہ کیطرف تہا مشرک نہیں تہا۔ ادمیون کے لئے جو پہلا گہر (زیارت گاہ) ٹہیرایا گیا تھا۔
وہ اسی مکہ میں ہے۔ اور تمام عالم کے لئے وہ ذریعہ برکت و ہدایت ہے۔ اس مین کہلی کہلی
نشانیان ہیں منجملہ اون کے ایک یہہ ہے کہ وہ ابراہیمؑ کے کہڑے ہونیکی جگہہ (مقام ابراہیمؑ) ہے
وہان جو پہونچا اوسے امن ملی جنہین استطاعت راہ ہو ان پر فرض ہے کہ اللہ کیواسطے
خانہ کعبہ کا حج کریں اس سے جو کوئی منکر ہوگا تو کیا؟ اللہ دنیا جہان سے بے نیاز ہے۔
ان آیات کے مضامین سے قرآن شریف۔ ذات پاک محمدؐ مصطفےٰ رسول مقبول
اور کعبہ شریف تمام دنیا کے ہدایت کے لئے مخصوص فرمایا ہے۔ حامل قرآن نبی آخر زمان
حضرت محمدؐ کو اور اون کے اُمت کو اللہ تعالےٰ سورہ ال عمران کے رکوع (۱۰) میں عبادت
کرنے کے طریقوں کی یوم تعلیم فرمایا ہے کہ ابراہیمؑ خلیل اللہ کے طریقے وحدانیت کی پیروی
کرو اس رکوع مین برادران اسلام ملاحظہ فرمائے ہونگے کہ کعبہ شریف مین حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ
مقام ابراہیم پر کہڑے ہوکر خدا کی عبادت خالص میں محو ہو جایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ خودی کا
خیال اُن کو نہین رہتا تہا۔ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کا زمانہ ہزارون سال قبل کا ہے۔
آج بھی کعبہ مین جاکر دیکھہ لیا جائے کہ حضرت خلیل اللہ کے پاؤن کے نقوش پتھر پر اُبھرے
ہوئے ہیں یا نہیں۔ یہہ اللہ کے خالص عبادت مین استغراق کے اثرات ہیں۔ خدا نے ہر مسلمان
کو یہہ حکم دیا ہے کہ بیت اللہ کے طواف کے بعد اس مقام پر دو رکعت نماز ادا کرے۔ اس سے
منشا یہہ ہے کہ خالص عبادت الہی کا نقش مقام ابراہیمؑ کو دیکھہ کر اپنے دل پر کرلے۔
اسی وجہہ سے حج اسلام میں فرض گردانہ گیا ہے۔ خالص عبادت کا نقش بعد حج کے بعد انسان
کے دل پر ایسا اثر آتا ہے کہ مٹانے سے نہیں مٹ سکتا سینکڑون ریاضتین یہہ اثر پیدا نہیں
کرسکتے۔ یہہ مقام دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ لا الہ الا اللہ کا اثر کعبہ جاکر دیکھہ لین
سورہ انعام رکوع (۹)۔ اے محمدؐ تو لوگون کو وہ وقت یاد دلا۔ جب ابراہیمؑ نے اپنے باپ
آذر سے کہا کہ کیا آپ بتون کو معبود ٹہیراتے ہین۔ مین تو آپ کو اور آپ کے قوم کو صریح
گمراہی مین دیکھتا ہون۔ اسی طرح ہم نے ابراہیمؑ کو عجائبات آسمانون اور زمین کے
دکہلائے تھے تاکہ وہ یقین والون مین ہو جائے۔ تو جب اس پر رات آئی تو اس نے

ریاضتین

ستارہ دیکھکر کہا یہہ میرا رب ہے۔ جب وہ چھپ گیا تو بولا کہ میں چھپنے والوں کو دوست نہیں رکھہ
سکتا۔ پہر جب چاند کو روشن دیکھا تو کہنے لگا یہہ میرا پروردگار ہے۔ جب وہ چھپا تو ابراہیمؑ
نے کہا اگر میرا پروردگار مجھے راہ نہ بتائے گا تو میں گمراہ ہونگا۔ پھر جب ابراہیمؑ نے سورج کو
چمکتے ہوئے دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے۔ یہہ سب سے بڑا ہے۔ جب وہ بھی غروب
ہو گیا تو کہنے لگا کہ لوگو جن چیزوں کو تم اللہ کا شریک ٹہیراتے ہو۔ میں ان سے بری ہوتا ہوں
اور اسی ذات کے طرف اپنا مہنہ کرتا ہوں۔ اور سورہ انعام کے رکوع (۱۰) میں حضرت
محمدؐ کو حکم فرمایا گیا ہے کہ ان پیغمبروں کے طریقے کی پیروی کریں۔ اور سورہ نحل کے رکوع
(۱۶) میں خاص طور پر یہہ حکم ہوا ہے کہ ملت ابراہیمی کی پیروی کریں سورہ آل عمران کے رکوع
(۷) میں ملت ابراہیمیؑ کی توضیح کی گئی ہے۔ ابراہیمؑ نہ یہودی تہا۔ نہ نصرانی بلکہ ایک حنیف (پاک)
فرمانبردار تھا۔ وہ مشرک نہ تہا۔ ابراہیمؑ سے زیادہ نزدیک اس کے تابعین تھے اور یہہ پیغمبر اور مومنین ہیں اللہ مومنوں کا دوست ہے
ملت ابراہیمی اور دلائل توحید ابراہیمی کا خلاصہ خالص توحید خداوندی ہے۔
اسلام نے اس خلاصہ کو ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔ لا الہ الا اللہ (خدا کے سوائے کوئی
معبود نہیں) خدا قادر مطلق ہے۔ دنیا میں جو واقعات سرزد ہوے یا اب جو سرزد ہوتے
ہیں۔ یا آئندہ زمانہ میں سرزد ہونگے۔ ان کا سرزد کرنیوالا خدائے قادر ہے تمام اسباب کا
مرجع خدا ہے اس کا کوئی ممد۔ معاون۔ شریک یا ہمسر ہو نہیں سکتا۔ اس کلمہ کی بلاغت
جامعیت اور استدلال منطقی خود آپ اپنی نظیر ہے۔ توحید رب باری کے اظہار میں
اس سے زیادہ موزوں الفاظ کا استعمال ہونا محالات سے ہے۔ بلکہ غیر ممکن ہے۔
خدا خود فرماتا ہے کہ میں ایک مخفی خزانہ تہا۔ انسان کو محض اپنے اظہار کے لئے
پیدا کیا اور طریقہ اظہار کی تعلیم دینے کے لئے کتب آسمانی دیکر پیغمبروں کو مبعوث کیا اس
لحاظ سے پیغمبر کی ہستی بھی بڑی اہم ہو جاتی ہے۔ چونکہ خدا کے ذات کا اظہار پیغمبر کے ذریعہ
انسانوں پر ہوتا ہے۔ اس لئے خدا نے اپنے ساتھ پیغمبر پر بھی ایمان لانا فرض کیا۔
اسی وجہہ سے اسلام کے کلمہ طیبہ میں لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کا اضافہ
ہے۔ رسولؐ کی رسالت پر بایقین ایمان لانا فرض ہے۔ اور قرآن میں خدا نے پیغمبرؐ

اطاعت کرنے کے لئے متعدد مقامات پر حکم دیکر اس کی تشریح کر دی ہے کہ رسولؐ کی اطاعت کرنا ایسا ہے۔ جیسا خدا کی اطاعت کرنا۔ قرآن پاک مین اللہ تعالے نے کلمہ کی تشریح سورہ ابراہیم کے رکوع (۴) مین حسب ذیل کی ہے۔

اے محمدؐ کیا تو نے نظر نہیں کی کہ اللہ نے اچھی بات (کلمہ طیب) کی مثال ایسے اچھے درخت سے دی ہے کہ جس کی جڑ مضبوط ہو۔ اور شاخین آسمان سے ملی ہون۔ اور اللہ کے حکم سے وہ ہر وقت بار آور رہے۔ مثالین بیان کرکے اللہ آدمیون کو سمجھاتا ہے کہ وہ نصیحت پکڑین۔ کلمہ بد (کلمہ شرک) اس برے درخت کا سا ہے جو اکھڑا ہو از مین پر ہو ٹھیر نہ سکتا ہو۔ مومنوں کی زندگانی دنیا مین اور آخرت مین یکی بات کلمہ توحید سے ثابت قدم رکھیگا۔ اور ظالمون کو اللہ گمراہی مین چھوڑ دیتا ہے۔ اور اللہ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اسلام کا درخت دنیا اور آخرت میں مضبوطی سے قائم رہیگا۔ چونکہ مسلمان کا دل خدا کے خالص توحید کے اعتقاد سے کسی حالت اور موقعہ پر کبھی خالی نہیں رہتا۔ پس اس اعتقاد وحدانیت کے طفیل مین اللہ ہمیشہ اپنے برکات آسمان سے مسلمانون پر نچھاور کرتا رہیگا ان برکات عالیہ کا دنیا مین یہہ اثر ہوگا کہ مسلمانان ہمیشہ برتری کے ساتھہ اطمینان کی زندگی بسر کرتے رہنگے عقبیٰ مین خدا کے پاس لوٹ کر جا دین گے تو وہان بھی ان کو ہمیشہ کے لئے اطمینان کی زندگی نصیب ہوگی۔ یہہ سب کچھہ اسوقت ہوگا کہ جب وہ کلمہ طیبہ پر مذہب اسلام کے احکام کے بموجب حق الیقین رکھکر اس پر عمل پیرا رہین۔ یعنی خدا پر واحد مطلق کا ایمان رکھیں۔ اور محمدؐ صلعم کو اللہ کا برگزیدہ رسول مانین۔ اور بلا واسطہ اس ذات پاک کے اپنے نجات کا رتی برابر خیال نہ رکھیں۔ سورہ آل عمران کے رکوع (۱۰) مندرجہ بالا کے عبارت کے ہر ایک لفظ پر بغور توجہ کرنی چاہئے۔ ان مین سے کوئی ایک لفظ بھی بے مطلب اور عبارت آرائی کے لئے یا کلام کے بلاغت کو بڑہانے اور زینت کا کام دینے کے لئے مستعمل نہیں ہوا ہے۔ غور کرنے والا دین اسلام کے اسرار و رموز کے تہ کو پہونچ جاتا ہے۔ رب العالمین فرماتا ہے کہ دنیا کے ہدایت کے لئے پہلے پہل جو گھر مقرر کیا گیا۔ وہ مکہ میں ہے۔ اس گھر کی صفت یہہ ہے کہ دنیائے عالم کے ہر گوشہ

وسمت کے لئے وہ گہر باعث برکت ہوگا۔ اور نیز اسی گہر سے تمام دنیا کے انسانون کو ہدایت حاصل ہوگی۔ قرآن کے علاوہ جملہ کتب آسمانی میں اس گہر کا استدلال بیت اللہ سے کیا گیا ہے۔ کعبہ۔ خانہ کعبہ۔ بیت العتیق۔ بیت الحرام۔ کے نام سے یہہ گہر مشہور ہے۔ دنیائے عالم میں جب اس گہر سے برکت نازل ہونا اور ہدایت کا چشمہ جاری ہونا خدا کے جانب سے ٹھیرایا گیا ہے تو دوسرے الفاظ میں مکہ اور کعبہ دنیا کا مرکز قرار پاتا ہے مرکز ایک ایسے مقام پر واقع ہوتا ہے۔ جہان سے کل اسمات کا فاصلہ مساوی ہوتا ہے جب خدا کو یہہ منظور ہے کہ بیت اللہ سے تمام دنیا کو فیض پہونچے تو دنیا کا مرکز مکہ ہے۔ علم جغرافیہ سے بھی کرہٴ عرض کا گول ہونا ثابت ہوتا ہے تو مکہ گویا دنیا کا مرکز ہے۔ اس مرکز سے ہر سمت مین برکت اور ہدایت مساویانہ طریقے پر پہونچائی جاسکتی ہے۔

دنیا کے ہر ایک حصہ کے انسان کو مکہ سے برکت ہدایت حاصل کرنے مین مساوات ہے۔ اسی وجہ سے اللہ نے اس کار عظیم کے لئے مکہ کو مرکز قرار دیکر ابو البشر آدم علیہ السلام کو پیغمبر مبعوث کرکے دنیا کے اس بیچ وبیچ والے مقام پر عبادت کے لئے ان سے گہر بنوایا واضح رہے کہ آدم علیہ السلام اور ابراہیم خلیل اللہ کے زمانون مین بڑی تفاوت ہے اس مدت میں انسان بہت کچھہ ترقی کرچکا تہا۔ تمدن معیشت مین بڑی ترقی ہوچکی تھی۔ لوگ بجائے جنگلون میں پہاڑون اور جہاڑون مین گزر بسر کرنے کے مکان کے تعمیر کے فن سے واقف ہوچکے تھے۔ انسان کے حسیات اور تخیلات میں بھی نمایان ترقی ہوچکی تھی۔ پس اس زمانہ کے ترقی اور ضروریات انسانی کے لحاظ سے اللہ تعالے نے ابراہیم علیہ السلام کو اس دنیا کے بیچ وبیچ والے مقام پر گہر کی شکل مین عمارت بناکر عبادت کرنے کا حکم دیا۔ اونہون نے خانہ کعبہ بنایا۔ اور خالص عبادت الہی مین مصروف رہے۔ مندرجہ بالا رکوع مین یہہ الفاظ ہین کہ اس میں کہلی کہلی نشانیان ہیں منجملہ ان کے ایک نشانی یہہ ہے کہ وہ ابراہیم کے کہڑے ہونے کی جگہ ہے۔ وہان جو پہونچا اسے امن ملی خدا کے وحدانیت کا اعتقاد انسان کے دل کو مضبوط کرتا ہے۔ دلجمعی رہتی ہے۔ جس سے انسان زندگی راحت سے بسر کرتا ہے۔ اس کے دنیوی زندگی مین امن نصیب ہوتا ہے۔ مقام ابراہیم

پر پہونچنے سے اس مقام کے مشاہدہ کے بعد خالص وحدانیت کا اثر انسان کے دل پر مضبوطی سے جم جاتا ہے۔ وہ ہر کام مین خدا پر تکیہ کرتا ہے۔ جس سے اسکو امن ابدی حاصل ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے اسلام مین حج فرض رکھا گیا۔ خانہ کعبہ مین وحدت خدا کے کئی نشانیان موجود ہین۔ مقام ابراہیمؑ اس پتھر کو کہتے ہین جس پر ابراہیمؑ علیہ السلام کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے تھے۔ ختم تعمیر کعبہ پر اسی پتھر پر کھڑے ہو کر خدا کی یاد مین مستغرق ہو جاتے تھے۔ محویت مین دنیا و مافیہا کی خبر انہین رہا نہین کرتی تھی۔ خدا کے یاد کے وقت ماسوائے خدا کا شمہ برابر بھی خیال نہیں رہتا تھا۔ اس محویت اور استغراق کا اثر دل سے گزر کر پتھر پر نمایاں اتر آیا یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقش پا پتھر پر نمایان ہیں۔ اور سالہا سال گزر جانے کے بعد بھی نقش نمایان ہے۔ ہوا پانی اور موسم کا اثر اس نقش پر ذرا نہیں پڑا۔ اس نقش کے متعلق سے ثابت ہے کہ یہہ نقش قدم حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کا ہے اور اسوقت تک محفوظ ہے۔ اس نقش مبارک کے دیکھنے سے جو خدا کی ایک نشانی ہے۔ انسان کے دل پر بڑا اثر ہوتا ہے۔ اور خدا کے وجود اور یاد کی عظمت دل مین جاگزین ہو جاتی ہے۔ انسان کے دل مین یہہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ جب پتھر کے سے شے مین اثر پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پتھر مین نقش نمایان ہوتا ہے تو دل جو گوشت کا لوتھڑا ہے۔ خدا کے یاد سے وہ کس درجہ موثر ہوگا۔ اور دل پر خدا کے یاد کا کیا کچھہ نقشہ نہ جمیگا۔

دلائل توحید ابراہیمؑ علیہ السلام مندرجہ سورہ انعام رکوع (۹) مین خدائے پاک فرماتا ہے کہ جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں۔ اور اپنے ایمان مین بے انصافی کی آمیزش نہین کی ہے۔ ان کے لئے امن ہے۔ اور وہی راہ راست پر ہین۔ چونکہ ابراہیم علیہ السلام خدا کے وحدانیت کے قائل تھے۔ اور ذرا دیر بھی اس سے غافل نہیں رہا کرتے تھے۔ اس ہی لئے استغراق اور محویت کے حالت مین پتھر پر اثر پڑا۔ انسان کی زندگی وہی اچھی ہوتی ہے جو امن اور برکت سے گزرے۔ اور امن خدا پر تکیہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے خدا نے وعدہ فرمایا ہے کہ جو سچے دل سے مقام ابراہیم پر پہونچیگا۔ اوس کو برکت اور امن ملیگا اس وعدہ پر جس کا اعتقاد ہو تو وہ حج کر کے برکت اور امن کی زندگی حاصل کرے۔

دنیا کی زندگی جو اچھی طرح بسر کرے گا وہ عقبیٰ مین درجات کا مستحق ہوگا۔ اسلام ایک آسان
مذہب ہے۔ جو انسان طریقہ اسلام کی پیروی کرتا ہے۔ سیدہے راستہ سے خدا تک آسانی
سے پہونچ جاتا ہے۔ اسی لیئے خدا نے اسلام کے راستہ کو صراط مستقیم کہا ہے۔ یہہ سیدہا راستہ
خدا نے ابراہیم کو بتلایا تہا۔ اور اسی وجہہ سے اُمت محمدی کو بھی ملت ابراہیمی کی پیروی
کا حکم دیا ہے۔ کسی واقعہ کے سننے اور آنکہوں سے دیکہنے مین جو فرق ہے۔ اس کے تشریح
کی ضرورت نہین۔ سننے سے دل پر کیا اثر ہوتا ہے۔ اور دیکہنے سے دل کتنا متاثر ہوتا ہے۔
اس کا اندازہ ہر شخص کو ہے۔ اسی لیئے اللہ تعالےٰ نے مقام ابراہیم کا ذکر فرما کر آنکہوں سے
اس مقام کو دیکہنے کا حکم دیا ہے۔ اور ارکان طواف مین مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز
ادا کرنے کا بھی خدا کے جانب سے حکم ہے دو رکعت نماز مسلمان جب اس مقام پر پڑہتا
ہے تو اس کے دل پر وحدانیت خالص کا اثر مضبوطی سے بڑہ جاتا ہے۔ اور ہمیشہ کے لیئے
انسان موحد ہو جاتا ہے۔ یہہ اثر اس مقام مین اللہ تعالےٰ نے خاص طور پر رکہہ چہوڑا ہے
اس کی برکت حاصل کرنے کے لیئے مسلمان کو وہان جانا فرض قرار دیا گیا ہے۔ مذہب اسلام
کا اصل اصول وحدانیت ہے۔ مقام ابراہیم کے زیارت سے اس کی تکمیل ہو جاتی ہے۔
مقام ابراہیم کو امن کا مقام قرار دیتے بعد اللہ تعالےٰ اس رکوع کے سلسلہ کلام مین یہہ
ارشاد فرماتا ہے کہ جنہین استطاعت راہ ہو ان پر اللہ تعالےٰ نے فرض کرتا ہے کہ وہ اس
گہر کا حج کرین۔ اللہ کے مہربانیون کا کہان تک کوئی احسان ادا کر سکتا ہے۔ یہان ملاحظہ
فرمایا جائے کہ مقام ابراہیم کے مشاہدہ سے دل پر کیا اثر ہے۔ اور انسان اس سے کیا سبق
حاصل کر سکتا ہے۔ اور اس سے امن کا کیا فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کی تشریح کرنے کے
بعد اس مقام کے مشاہدہ کی تحریص و ترغیب دلائی جاتی ہے۔ اور جب یہہ قرار پا جاتا ہے
کہ اس مقام پر پہونچ جانے سے انسان کو امن حاصل ہو جاتا ہے تو مزید لطیف الفاظ
مین حکم ہوتا ہے کہ اس مقام پر پہونچکر میرا (اللہ کا) حق اس مقام کی زیارت سے
ادا کرو۔ سبحان اللہ خدائے تعالےٰ اپنا حق بھی حاصل کرنا چاہتا ہے تو حق ادا کرنیوالون
کی بہبودی و فلاح اس مین مضمر رکہتا ہے۔ فلاح یہہ ہے کہ جو اس مقام مین داخل ہوگا

وہ امن مین آجائیگا۔ اور سیدھے راستہ کی تعلیم حاصل کریگا جس سے ہر دو جہان کی زندگی مین کامیابی ہوگی۔ اس حکم اور ہدایت کی تعمیل میں سختی بھی نہیں ہے کہ خواہ مخواہ ہر انسان وہان جانے پر مجبور کردیا جائے۔ سہولت اور آسانی کے ساتھہ وہان تک پہونچ سکتا ہے تو وہان تک جائے ورنہ نہیں۔ کیونکہ خدا کا قاعدہ کلیہ یہہ ہے کہ وسعت سے بڑھکر انسان پر تکلیف کا بار نہیں ڈالتا۔ جب انسان کو یہہ معلوم ہو جائے کہ فلان بات میں اسکو فائدہ پہونچیگا تو فائدہ کی مقدار کے لحاظ سے اس کے حصول پر غور کرے گا۔ اگر کچھہ موانعات سامنے آبھی جایئن تو ان کو رفع کرکے راستے کی دشوار گذاری کے اصلاح مین سعی کرے گا۔ نہ یہہ اپنے طرف سے زبردستی دشواریان حائل کرے گا۔ اگر دراصل ایسے موانعات ہین جو اس کے کوشش سے رفع نہین ہوسکتے یا ایک حدتک رفع ہو جایئں تو بھی نقائص باقی رہجاتے ہون۔ جن سے اصل معاملہ کے فائدہ کو نقصان پہونچجائے بغیر رہ نہیں سکتے تو بہ امر مجبوری ایسے فائدہ سے دست بردار ہونے پر راضی ہوگا۔ ورنہ ہرگز فائدہ سے دست بردار ہونے پر ہرگز راضی نہ ہوگا۔ اس خصوص مین اللہ تعالےٰ اپنا حق جتاتے ہوئے انسانون کو ان کے فائدہ کے لئے حج کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اور اس فریضہ کی ادائی مین راستے کی استطاعت کو مدنظر رکھنے کی شرط لگاتا ہے تو ہم جو اس کے بندے ہین اس کے مرتبہ و حق کا توازن اس کے احسان کے لحاظ سے اپنے راستے کے استطاعت و عدم استطاعت و عدم استطاعت کے متعلق کرنے مین انصاف کو ہرگز ہاتھہ سے نہ جانے دین۔ اسی نقطہ کو اللہ جل شانہ اپنے کلام کے سلسلہ مین یون ظاہر کرتا ہے کہ اس (ادائے حج) سے منکر ہوگا تو کیا۔ یعنے اگر ان عمدہ احکام کو جو انسان ہی کے فائدہ کے لئے دئے گئے ہین۔ اگر وہ بے انصافی سے فضول موانعات یا دشواریان خود عائد کرکے حج سے بری ہونے کی کوشش کرے تو اللہ چونکہ بے نیاز ہے۔ اس کو انسان کے ایسے افعال کی پرواہ نہیں۔ لاطائل عذرات سے حکم خدا کی نافرمانی کرنا مومن کے لئے باعث بربادی ہوتا ہے۔

اس سلسلہ کلام کو خدا برتر یون ختم کرتا ہے کہ اللہ دنیا کے لوگون سے بے نیاز ہے۔ یعنی اگر کوئی انسان دیدہ دانستہ گڑھے مین گرتا ہے تو اس کو ایسے انسان کی پرواہ نہین

انسان کو عبادت کا اسوجہ سے حکم دیا گیا ہے کہ وہ بندہ ہے۔ اپنے پیدا کرنیوالے کا شکرگزار رہے۔ طریقے شکرگزاری معبود برحق کے طریقے تعلیم پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ شکر کے بدلے میں اللہ انسان سے خوش ہوکر اسکی حفاظت کرتا ہے۔ اور اس کی ذمہ داری لیتا ہے۔ اس کو نقصان نہیں پہونچنے دیتا۔ بلکہ اس کی زندگی پُرامن رہتی ہے۔ اور وہ ہمیشہ فائدہ حاصل کرتے رہتا ہے۔ اس سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ انسان کے عبادت میں ایک نفع ادائی حق عبودیت جل شانہ ہے۔ دوسرے انسان کے ذاتی مفاد کا حصول جو نتیجہ ہے حق ادائی عبودیت۔ چونکہ انسان کو عبادت خدا سے دو بات حاصل ہوتے ہیں۔ اسوجہ سے انسان عبادت کو خدا کی جناب میں عجز و انکساری کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ گویا انسان اپنے کو خدا کا نیازمند ظاہر کرتا ہے۔ جب خدا دیکھتا ہے کہ عبادت کرنے سے انسان کو یہہ معلوم ہے کہ اسکو دو فائدے حاصل ہو سکتے ہیں۔ مگر پھر بھی وہ سر نیاز جھکانیکی طرف مائل نہیں ہوتا تو خدا اپنے جلیل القدری کے لحاظ سے ایسے ناشکرگزار بندے سے بے نیازی ظاہر کرتا ہے۔ دنیا ہی میں دیکھہ لیا جائے کہ اگر ایک شخص دوسرے شخص کے ساتھہ احسان کرے احسان مند اگر محسن سے نیازمندانہ پیش نہ آئے تو محسن خود ایسے ناشکرگزار سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ خدا اپنے کو اللہ غنی اور حکیم کہتا ہے اللہ بڑا تحمل والا ہے۔ وہ بڑا بُردبار بھی ہے۔ خدا کے بے نیازی و بردباری سورہ بقر کے رکوع (۳۴) میں آیت الکرسی درج ہے۔ اس سے خدا کی جلالت وغیرہ کا علم حاصل ہو سکتا ہے۔ آیت الکرسی کا ترجمہ ازیں قبل درج کر دیا گیا ہے۔ خدا اپنے شان کو تفصیل سے انسانوں پر ظاہر کرتا ہے۔ ایسے عالی شان اور بڑے مرتبہ والے کی عزت بھی بدرجہا بڑی ہونی چاہیئے۔ اس کے بے نیازی میں کسکو تامل ہو سکتا ہے۔ خدا کے وحدانیت کی کامل دلیل سورہ اخلاص میں درج ہے۔ پس جب کہ انسان ایسے اعلیٰ مرتبت و قوت کے احکام کا انکار کرتا ہے تو وہ بھی ضعیف البنیاد انسان سے بے نیازی ظاہر کرتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام پیغمبر ہودؑ سے پانچویں پشت میں ملتے ہیں۔ ان کی ولادت نمرود کے زمانے میں ہوئی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کے والد آذر نمرود کے ملازم

نمرود خدائی دعوے کرتا تھا۔ آذر اس کی پرستش کرتے تھے۔ سورہ انعام رکوع (۹) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دلائل توحید قرآن میں درج ہیں۔ اس کا ترجمہ از پیں قبل درج کر دیا گیا ہے۔ سورہ انبیاء کے رکوع (۵) میں خدا فرماتا ہے کہ ہم نے ابراہیم کو پہلے ہی سے سمجھہ عطا کی تھی۔ اور ہم اس سے واقف تھے۔ جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہہ مورتیں جن پر تم جمے ہوئے ہو کیا ہیں۔ وہ بولے ہم نے اپنے بزرگوں کو ان کی عبادت کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ابراہیم نے کہا تم اور تمہارے بزرگ صریح گمراہی میں تھے وہ کہنے لگے کیا تو ہمارے پاس سچی بات لیکر آیا ہے۔ یا دل لگی کرتا ہے۔ ابراہیم نے کہا بلکہ آسمانوں اور زمین کا رب جس نے انہیں پیدا کیا ہے وہی تمہارا رب ہے اور میں اس پر گواہی دیتا ہوں۔ ابراہیم نے چپکے سے اپنے دل میں کہا قسم ہے اللہ کی میں تمہارے بتوں سے تمہاری پیٹھ پھیرنے اور چلے جانے کے بعد ایک چال چلونگا۔ پھر ابراہیم نے بڑے بت کے سوا اور سب بتوں کو توڑ ڈالا تاکہ لوگ بڑے بت کے پاس آئیں وہ لوگ کہنے لگے کہ وہ بڑا ہی ظالم ہے۔ جس نے ہمارے معبودوں کے ساتھہ یہہ حرکت کی وہ یہہ بھی کہتے تھے کہ اس نوجوان کو جسے ابراہیم کے نام سے پکارتے ہیں ان بتوں کا ذکر کرتے ہوئے ہم نے سنا تھا۔ بالآخر لوگوں نے کہا سب آدمیوں کے سامنے ابراہیم کو لاؤ کہ یہہ لوگ اس کے بیان پر گواہ رہیں۔ لوگوں نے کہا اے ابراہیم کیا تو نے یہہ حرکت ہمارے معبودوں کے ساتھہ کی ہے۔ ابراہیم نے جواب دیا نہیں۔ بلکہ اس بڑے بت نے یہہ حرکت کی ہوگی۔ ان بتوں سے پوچھو اگر یہہ بول سکتے ہوں۔ وہ لوگ اپنے جی میں سوچنے لگے۔ اور آپس میں کہنے لگے کہ بیشک تم ہی برسر ناحق ہو کہ ایسے نکموں کو معبود بنا رکھا ہے۔ اور پھر اپنے سر اوندھے کرکے بولے کہ تو جانتا ہے کہ یہہ بول نہیں سکتے۔ ابراہیم نے کہا کیا اللہ کے سوا تم انہیں پوجتے ہو جو نہ تمہیں کچھہ نفع دے سکتے ہیں۔ اور نہ ضرر پہنچا سکتے ہیں تف ہے تم پر اور ان پر جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔ وہ باہم کہنے لگے تمہیں اگر کچھہ کرنا ہے تو ابراہیم کو آگ میں جلا کر اپنے معبودوں کی مدد کرو

ہم (خدا) نے کہا اے آگ تو ابراہیم کے لئے سرد اور موجب سلامتی ہو جا۔ لوگوں نے
اس کے ساتھہ برائی کرنا چاہا تو ہم نے انہیں ناکام کیا۔ ہم نے ابراہیمؑ اور اس کے بھتیجے لوطؑ
کو ایسے ملک میں بچا کر بھیجا دیا جس میں ہم نے لوگوں کے لئے برکتیں رکھیں ہیں۔ پھر ہم نے
ابراہیم کو اسحاق عطا کیا پھر یعقوبؑ کو ستزاد کیا۔ اور ان سب کو نیکوکار بنایا۔ ہم نے انہیں
پیشوا بنایا کہ ہمارے حکم سے وہ لوگوں کی رہنمائی کریں۔ انکی طرف ہم نے نیک کام کرنے
نماز پڑھنے اور زکواۃ دینے کا حکم بھیجا۔ یہہ سب ہماری عبادت کرنے والے تھے۔ سورہ
حج رکوع (۴) اے محمدؐ وہ وقت یاد کر جب ہم نے ابراہیمؑ کے لئے خانہ کعبہ کی جگہ مقرر کردی
اور اسے حکم دیا کہ ہمارے ساتھہ تو کسی کو شریک نہ کر اور میرے گھر کو طواف۔ قیام رکوع
سجود کرنے والوں کیلئے پاک رکھہ لوگوں میں حج کے لئے پکار دے کہ لوگ تیرے طرف
پیادہ پا اور دُبلی سواریوں پر جو راہ دور سے آتی ہیں آئینگے۔ اور اپنے فائدوں کو
بھی دیکھینگے۔ مویشی چارپائے جو ہم نے اُنھیں دے رکھے ہیں اون پر ایام معلومہ میں
اللہ کا نام لیں گے۔ لوگو قربانی کو کھاؤ۔ اور مصیبت زدہ محتاج کو کھلاؤ۔ پھر لوگوں کو چاہیے
کہ قربانی کے بعد اپنے بدن کا میل دور کریں۔ اپنی منتیں پوری کریں۔ اور بیت عتیق (خانہ کعبہ)
کا طواف کریں یہ ایک بات یہہ ہوئی) اور جو کوئی اللہ کی قابل ادب چیزوں کی تعظیم کریگا تو
وہ اوس کے رب کے پاس اوس کے لئے بہتری ہے۔ تمام چارپائے باستثناء اون کے
جو تمہیں (قرآن) میں بتائے گئے ہیں۔ تمہارے لئے حلال ہیں۔ بتوں کی گندگی سے بچتے
رہو اور جھوٹی بات بولنے سے۔ یکہ ایک اللہ کے ہو رہو۔ کسی کو اوس کا شریک نہ ٹھہراؤ۔
جو کوئی اللہ سے شرک کریگا تو گیا وہ ایسا ہے کہ آسمان سے گر پڑا۔ اور اوسے پرندے اچک
لے گئے۔ یا ہوا نے اوسے دور جگہ جا گرایا (ایک بات یہہ ہوئی) اللہ کے شعائر کا ادب کرنا
دلوں کی پرہیزگاری ہے۔ ان چارپایوں میں ایک وقت خاص تک تمہارے لئے
فائدے ہیں پھر اُن کو بیت عتیق (خانہ کعبہ) کے پاس لیجا کر قربانی کرنا چاہیے۔ سورہ
شعرا کے رکوع (۵) میں حضرت ابراہیمؑ کے بتوں سے بیزاری کا قصہ بیان کیا گیا ہے۔
سورہ صافات رکوع (۳) ابراہیمؑ نے کہا اے میرے رب مجھے اولاد صالح دے

ہم نے اسے ایک بردبار لڑکے (اسمعیل) کے پیدا ہونے کی بشارت دی۔ جب وہ لڑکا اس کے
اس کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو اس نے کہا کہ اے میرے بیٹے مین خواب دیکھا ہے کہ
مین تجھکو ذبح کرتا ہوں۔ دیکھہ۔ تیری کیا رائے ہے اس نے کہا ابا جان جو حکم آپ کو
ملا ہے۔ اس کی تعمیل کیجئے۔ انشاء اللہ آپ مجھے صابر پائینگے۔ جب دونوں تعمیل حکم پر
آمادہ ہوئے اور ابراہیمؑ نے ذبح کرنیکی غرض سے اس لڑکے کو پیشانی کے بہل لٹایا تو
ہم نے آواز دی اے ابراہیمؑ تو اپنا خواب سچا کر چکا ہم اسی طرح نیکو کارون کو بدلا
دیتے ہین۔ یہہ صریح آزمایش تھی۔ اور ایک بڑی قربانی اس لڑکے کے بدلے مین
(دنبہ) ہم نے بھیجی اور اس کا ذکر آئندہ امتون مین قائم رکھا۔ لوگ برابر ابراہیمؑ پر
سلام بھیجتے ہیں۔ سورہ بقر رکوع (۹) بیشک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیان ہین۔ خانہ کعبہ
کا حج کرنیوالا یا عمرہ کرنیوالا ان دونوں مقامات کے درمیان طواف کرے تو کوئی گناہ
نہیں ہے۔ کوئی شوق سے نیکی کرے۔ اور اللہ قدردان اور علیم ہے۔ رکوع (۲۵) حج
کے مہینے تو مشہور ہین۔ ان مہینون مین جو شخص حج کی نیت کرے تو پھر وہ حج مین
عورت سے ملاعبت نہ کرے نہ کوئی گناہ کرے اور نہ جھگڑا کرے۔ اور جو تم کام نیکی کا
کرتے ہو اللہ اسکو جانتا ہے۔ زادراہ ساتھہ لے لیا کرو کہ بہترین زادراہ (سوال کرنے
اور چوری کرنے سے) پرہیز کرتا ہے عقلمندو مجھہ سے ڈرتے رہو۔ موسم حج مین اگر تم
اللہ سے روزی مانگو تو (تجارت خرید فروخت) تو کوئی گناہ نہیں ہے۔ جب تم عرفات
سے واپس چلو تو مشعر حرام (مزدلفہ) کے نزدیک اللہ کو جیسا تم کو سکھلایا گیا ہے (تہلیل و
تلبیہ) یاد کرو اگرچہ اس کے قبل تم راہ بھولے ہوئے تھے۔ پھر تم بھی اورون کے طرح
چلو اور اللہ سے مغفرت چاہو۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ جب اپنے ارکان
حج پورے کر چکو تو جس طرح تم اپنے باپ دادا کو یاد کرتے تھے اسی طرح یا اس سے
زیادہ اللہ کا ذکر کرو۔ بعض آدمی کہتے ہین۔ اے ہمارے رب ہمکو دنیا مین خیر و برکت
دے۔ ایسون کا آخرت مین کچہہ حصہ نہین ہے۔ اور جو لوگ یہہ کہتے ہین اے
ہمارے رب دنیا مین ہمکو خیر برکت دے۔ اور آخرت مین بھی خیر و برکت دے اور

عذاب دوزخ سے ہمیں بچا۔ انہیں کو اچھی کمائی کا ثمرہ ملیگا۔ اللہ جلد حساب کرنیوالا ہے
ایام معدودہ میں اللہ کو یاد (تکبیر) کرو جو کوئی دو دن کے اندر ہی (منی) سے چلا گیا۔
اس پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور جو رہ گیا اس پر بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ رکوع (۳۵) میں
حضرت ابراہیم اور نمرود کے بحث وحدانیت کا قصہ ہے۔ سورہ آل عمران رکوع (۷)
میں ملت ابراہیمی کی تشریح ہے۔ ازیں قبل ہم نے اس رکوع کا ترجمہ درج کر دیا ہے
سورہ مایدہ رکوع (۱) ایمان والو اقراروں کو پورا کرو۔ تمہارے لئے چارپائے حیوان
بہ استثناء ان کے جو تمہیں آگے بتائے جائینگے۔ حلال کئے گئے ہیں۔ مگر حلال نہ سمجھو
شکار کو جب تم احرام میں ہو بیشک اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ ایمان والو احترام کرو اللہ
کے مناسک وارکان۔ ادب والے مہینوں۔ ہدی۔ قلائد اور خانہ کعبہ کے طرف آنیوالوں
کا کہ یہ اپنے پروردگار کا فضل اور اس کی خوشنودی ڈہونڈتے ہیں۔ اور جب احرام
سے نکلو تو شکار کر سکتے ہو۔ کوئی قوم تم کو مسجد حرام میں آنے سے روکے تو اس کی دشمنی
تم کو حد سے زیادہ تجاوز کرنے پر برانگیختہ نہ کرے۔ نیک کام میں اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے
کی مدد کرو۔ گناہ اور زیادتی میں مدد نہ کرو۔ سورۂ ابراہیم رکوع (۶) کفار مکہ وہ
وقت یاد کرو۔ جب ابراہیمؑ نے کہا تھا۔ اے پروردگار میرے اس شہر مکہ کو جائے
امن بنا دے اور مجھے اور میرے نسل کو بتوں کی پرستش سے بچا۔ اے میرے
پروردگار ان بتوں نے بہت سے آدمیوں کو بہکا دیا ہے۔ جو میری پیروی کرے
وہ میرا ہے جو میری نافرمانی کرے تو تو بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ہمارے پروردگار
میں نے بعض اولاد اپنی (اسمعیلؑ) تیرے محترم گھر کعبہ کے پاس میدان بے زراعت مکہ
میں بسائی ہے۔ اے ہمارے پروردگار تاکہ وہ نماز پڑہیں تو لوگوں کے دلوں کو ان کے
طرف پھیرا اور اون کو (دوسرے ملکوں کی) پیداوار سے روزی دے تاکہ وہ شکر کریں
سورہ نحل رکوع (۱۶) ابراہیمؑ صاحب گروہ تہا۔ اللہ کا مطیع تہا۔ اور مائل بجانب
حق تہا۔ مشرک نہ تہا۔ اللہ کی نعمتوں کا شکرگزار تھا۔ اللہ نے اسے منتخب کیا تہا۔
اور اسے راہ راست دکہائی تھی۔ دنیا میں ہم نے اس کے ساتھ بہلائی کی۔

اور آخرت میں بھی وہ ضرور نیک بندوں میں ہوگا۔ اے محمدؐ ہم نے تیری طرف وحی بھیجی کہ تو ملت ابراہیمؑ کی بحالت حق پسندی پیروی کر وہ مشرک نہ تھا۔

قرآن شریف میں مندرجہ بالا مضامین حج کے متعلق ہیں۔ ان سے واضح ہو گیا ہو گا کہ خدا نے مکہ میں حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ خانہ کعبہ حج کے لئے بنوایا اور خدائے واحد کی وہاں پرستش حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ سے جاری ہوئی۔

قرآن مجید میں اللہ پاک فرماتا ہے کہ (اِنَّ اللّٰہَ لا یغیرہ ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم) یعنی اللہ اوس قوم کی حالت کو نہیں بگاڑتا جبتک وہ خود اپنی حالت نہ بگاڑے۔ (الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد التی لم یخلق مثلھا فی البلاد) کیا تم نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ تمہارے پروردگار نے عاد وارم کے لوگوں کیساتھ کیا برتاؤ کیا۔ جو ایسے بڑے قدآور تھے کہ قوت جسمانی کے اعتبار سے دنیا کے شہروں میں کوئی مخلوق اون جیسے پیدا نہیں ہوئی۔ ملک عرب میں حضرت ہودؑ۔ حضرت صالحؑ۔ حضرت اسماعیل اور حضرت شعیب علیہ السلام کے مبارک نام ملتے ہیں۔ ان میں سے سب سے آخیر حضرت شعیب ہیں۔ حضرت نبی آخر الزمان سے (۳۱) صدی پہلے حضرت شعیب کا زمانہ بتلایا جاتا ہے۔ اقوام ثمود و عاد کے اصلاح کے لئے حضرت ہودؑ۔ حضرت صالحؑ اور شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ بالآخر یہہ اقوام غضب الٰہی سے نابود ہو گئے صرف بنو اسماعیل باقی تھے۔ جن کو بنو عدنان بھی کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام کا وطن ملک شام میں بیت المقدس تھا۔ اونکی زبان عجمی یا پارسی تھی۔ حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام اپنی زوجہ حضرت ہاجرہ اور بیٹے اسمٰعیل علیہ السلام کو ملک حجاز کے شہر مکہ میں چھوڑ گئے تھے۔ مکہ پہاڑوں سے گھرا ہوا لق و دق جنگل تھا۔ پانی کا نام و نشان نہ تھا۔ جب حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام ماں بیٹوں کو اوس مقام پر تنہا چھوڑ کر اپنے وطن بیت المقدس واپس ہو گئے تو ماں بیٹے پیاس سے بیتاب ہوئے۔ مگر قدرت نے حضرت اسمٰعیل کے قدم کے نیچے پانی کا چشمہ مہیا کر رکھا تھا۔ بچے کے ایڑیوں کے زمین پر مارنے سے وہ چشمہ برآمد ہوا۔ بچوا سی میں حضرت ہاجرہ نے پانی کو زمین سے اوبلتے ہوئے دیکھکر

زم زم کہا تھا۔ اور ریت کا منڈیر باندیا تہا۔ وہی چشمہ چاہ زم زم کہلاتا ہے۔ جب اودہر سے گذرنے والے قافلوں کو معلوم ہوا کہ مکہ میں پانی کا چشمہ ہے تو قافلے آتے جاتے اوس مقام پر مقام کرنے لگے۔ چونکہ چشمہ حضرت حاجرہ کی ملک تہی۔ لوگ اون سے سلوک کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ اوس چشمہ کی وجہ وہاں آبادی ہو گئی اور اوس آبادی کا نام مکہ یا بکہ پڑ گیا۔ مکہ کی حکمرانی حضرت اسماعیل کے اولاد میں آگئی۔ خانہ کعبہ کے تعمیر کے بعد حج کرنے کے لئے تمام عرب کے لوگ وہاں جمع ہونے لگے۔ اون سب پر اولاد اسماعیل کا اقتدار رہنے لگا۔ اور حاجیوں کے آسایش و آرام کا انتظام بنو اسماعیل کے سپرد رہا۔ اس باعث تمام طور پر ملک عرب میں بنو اسماعیل کی عظمت اور عزت ہونے لگی اسماعیل علیہ السلام قبیلۂ جرہم جو قحطان سے تھے۔ اون سے عربی زبان سیکہ کر مکہ میں آباد ہو گئے تھے۔ اب اس قبیلہ بنو اسماعیل کی زبان عربی ہو گئی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت اسماعیل کی عمر پندرہ سال کی ہوئی تو حضرت حاجرہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت اسماعیل کا ارادہ اپنے آبائی ملک شام کو چلے جانیکا ہوا۔ مگر قبیلۂ جرہم نے اس ارادہ سے اونکو باز رکہا۔ بالآخر اسماعیل کی شادی قبیلہ جرہم میں فضاص بن عمرو کے دختر نیک اختر حضرت سیدہ سے ہوئی۔ اس کے بعد بحکم خدا حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیل نے کعبہ کی تعمیر کی۔ حضرت ابراہیمؑ چنائی کا کام کرتے تھے۔ اور حضرت اسماعیل گارہ اور پتھر اٹہا کر دیا کرتے تھے۔ اثناء تعمیر میں یہ دونوں بزرگ خدا سے یہہ دعا کرتے تھے۔ (ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم) یعنے اے ہمارے رب ہماری دعا منظور فرما۔ یقیناً تو سننے والا جاننے والا ہے۔ جب دیواریں کسی قدر بلند ہوئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک پتھر پر کہڑے ہو کر تعمیر کا کام کرتے تھے۔ اس پتھر کا نام مقام ابراہیم ہے۔ جب خانہ کعبہ کی تعمیر ختم ہو چکی تو حضرت اسماعیل کو حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ کسی اچھے پتھر کا ٹکڑا اٹہا لا تاکہ طواف خانہ کعبہ کا جہاں سے شروع کیا جائے۔ وہاں رکن قائم کر کے وہ پتھر نصب کر دیا جائے۔ چنانچہ حضرت اسماعیل مکہ کے حوالی کے پہاڑ جسکو جبل بوقیس کہتے ہیں۔ وہاں سے ایک پتھر کا ٹکڑا اٹہا لائے۔ اس پتھر کا نام حجر اسود ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام

نے اوس حجر اسود کو عمارت کعبہ جو مربع شکل کی ہے۔ اوس کے سمت شرقی کے کونہ پر نصب کر دیا۔ سطح زمین سے تخمیناً (۵) فٹ کے بلندی پر یہ پتھر نصب ہے۔ یہہ پتھر ایک بالشت چوڑا اور ایک بالشت سے کچھ زیادہ لمبا ہے۔ رنگ سیاہ ہے مگر غور سے دیکھنے پر چند سرخ نکتے اور سرخ دہاریاں لمبی چمکتی ہوئی معلوم ہوتی ہیں۔ خانہ کعبہ کا طواف اس رکن اسود سے شروع کیا جانا قرار پایا۔ یاد کیلئے طواف شروع کرتے وقت پہلے حجر اسود کو بوسہ دیکر خانہ کعبہ کے گرد چکر لگاتے ہوئے پھر اسی مقام حجر اسود پر پہونچنے سے ایک چکر پورا ہوتا ہے۔ پھر بوسہ دیکر اسی طریقہ پر سات چکر خانہ کعبہ کے پورے کئے جاتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیلؑ بعد ختم کار تعمیر خانہ کعبہ اپنے اپنے پیروں کو لیکر مقامات منیٰ وعرفات کے طرف گئے قربانی ادا کی۔ اور پھر مکہ واپس ہوکر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ ان ارکان حج کے ادا کرنے کے بعد حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام اپنے وطن بیت المقدس کو چلا گئے۔ اور حضرت اسمٰعیل مکہ میں بود وباش اختیار کئے۔ مگر ابراہیم علیہ السلام تاحیات ہر سال بیت المقدس سے خانہ کعبہ کی طواف اور حج کے لئے مکہ آتے رہے۔ خانہ کعبہ کے تعمیر کے بعد ہی خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا تھا کہ اپنے بیٹے اسمٰعیل کو خدا کے خوشنودی کے لئے ذبح کریں۔ چنانچہ اوس کی تعمیل میں بیچون وچرا دونوں باپ بیٹوں نے کی۔ یہ تو صرف اللہ کے جانب سے آزمایش کیلئے ذبح کا حکم دیا گیا تھا۔ اس کا نتیجہ ہم نے سورہ صافات کے رکوع (۳) میں درج کر دیا ہے

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی وفات مکہ معظمہ میں ہوئی۔ آپ کو بارہ بیٹے تھے اون کی نسل اسقدر بڑہی کہ تمام ملک حجاز میں پہیل گئی مگر خانہ کعبہ کی تولیت اور مکہ کی سیادت بنو اسمٰعیل میں ہی رہی۔ حضرت اسمٰعیل کے نسل میں اون کے بیٹے قیدار کی اولاد میں ایک شخص عدنان نامی ہوے۔ اس عدنان کے نام سے قبایل عدنان مشہور رہیں اولاد عدنان میں ایک شخص فہر یا قریش گذرے ہیں۔ قریش کے اولاد میں بہت قبایل گذرے ہیں۔ جن میں بنی عبد المناف زیادہ مشہور ہیں۔ عبد المناف کے چار بیٹے تھے۔ عبد شمس۔ نوفل۔ مطلب اور ہاشم۔ ہاشم کے اولاد میں عبد المطلب

عبدالمطلب کو (۱) ابو لہب (۲) عبد الکعبہ (۳) ضرار (۴) حمزہ (۵) زبیر (۶) حارث (۷) عبداللہ (۸) حجل (۹) مقوم (۱۰) ابو طالب (۱۱) عبدالعزیٰ (۱۲) قشم (۱۳) عباس پیدا ہوئے۔ حضرت عبداللہ سب سے چھوٹے لڑکے تھے۔ حضرت ابو طالب اور حضرت عبداللہ ایک ہی ماں سے تھے۔ حضرت عبداللہ سے آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

ہاشم نے مدینہ کے ایک سردار کی لڑکی سے شادی کی اون کے بطن سے شیبہ پیدا ہوئے ابھی شیبہ چھوٹے ہی تھے کہ اون کے والد ہاشم کا انتقال ہوگیا۔ ہاشم کو خانہ کعبہ اور مکہ معظمہ کا اختیار تھا۔ ہاشم کے مرتے ہی اون کے بھائی مطلب امارت مکہ اور خانہ کعبہ پر قابض ہوگئے شیبہ مدینہ میں پرورش پاتے رہے جب بہت جوان ہو گئے تو مطلب نے مدینہ جاکر اون کو مکہ لایا۔ اور اپنے حیات میں اونکو مالک و مختار بنادیا۔ چونکہ یہ مطلب کے جانشین ہوئے عوام میں بجائے شیبہ کے ان کا نام عبدالمطلب ہی مشہور رہا۔ چونکہ تولیت کعبہ ان سے متعلق تھی عرب کے کل قبائل ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ کل ملک عرب کا زیارت گاہ خانہ کعبہ تھا۔ موسم حج میں تمام عرب کے لوگ مکہ میں جمع ہوا کرتے تھے۔ اور حضرت عبدالمطلب حاجیوں کے آرایش آرام کا انتظام نہایت عمدگی سے کرتے تھے۔ صوبہ یمن اسوقت بادشاہ حبش کے زیر اقتدار تھا۔ یمن کا صوبیدار ابرہہ خانہ کعبہ کی عظمت کا حسد کرنے لگا۔ دارالسلطنت یمن میں ایک معبد تعمیر کرکے ملک عرب کو اوس معبد کے حج کی طرف مائل کیا۔ مگر اوس کو کامیابی نہیں ہوئی۔ بڑی بھاری فوج جسمیں ہاتھی تھے لیکر مکہ کا رخ کیا۔ اور خانہ کعبہ پر چڑھائی کی تیاری کی۔ مکہ والے اوس کا مقابلہ کرنے سے عاجزی ظاہر کئے۔ ہاتھیوں کی فوج لیکر ابرہہ خانہ کعبہ کو مسمار کرنے کے ارادہ سے جب آگے بڑھا تو اللہ نے اوس زبردست ہاتھیوں کی فوج کو ابابیل کے سے چھوٹے پرندوں سے تباہ کر ڈالا۔ چنانچہ قرآن میں اس واقعہ کو سورہ فیل میں یوں ظاہر فرمایا ہے۔

"اے محمد تو نے دیکھا نہیں کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا۔ کیا اوس نے اون کے داؤں غلط نہیں کر دئے۔ اس لئے اون پر غول کے غول پرند بھیجے۔ جنہوں نے اون

پتھر کی کنکریاں پھینککر اوسکو کہائے ہوئے بہوسہ کیطرح کردیا۔ یہہ واقعہ عام الفیصل کے نام سے مشہور ہے۔ آنحضرت کے ولادت کے چند روز قبل ہی یہ واقعہ وقوع پذیر ہوا تھا۔ حضرت حاجرہ کا چشمہ زمزم مرورِ زمانہ کی وجہ مٹی سے اٹ گیا۔ رفتہ رفتہ لوگوں کے ذہن سے چاہ زم زم کا مقام بھی لوگوں کی یاد سے اُتر گیا۔ حج کے زمانہ مین ملک عرب زایرین اور حاجی مکہ مین جمع ہوا کرتے تھے۔ پانی کا انتظام حضرت عبدالمطلب کو بحیثیت ولی خانہ کعبہ کرنا پڑتا تھا جب مکہ مین پانی کی قلت ہونے لگی تو حضرت عبدالمطلب کے دل مین یہ خیال آیا کہ چاہ زم زم کا پتہ لگایا جائے۔ چنانچہ حضرت عبدالمطلب اور اون کے بیٹے چاہ زم زم کی تلاش مین مصروف ہوئے۔ اور حضرت عبدالمطلب خدا سے منت مانگے کہ اگر زمزم نکل آدے تو اوس زمانہ کے رسم ورواج کے لحاظ سے اپنے بیٹوں سے ایک کو خدا پر قربان کرینگے بڑی جستجو کے بعد چاہ زمزم کا پتہ چل گیا۔ اور تمام ملک عرب مین حضرت عبدالمطلب کی اور بھی زیادہ عظمت قائم ہوگئی۔ ادائی منت کے لئے حضرت عبدالمطلب نے اپنے کل بیٹوں کو لیکر بڑے بت ہبل کے پاس آئے۔ اور قربانی کے لئے تمام بیٹون کے نام قرعہ ڈالا گیا۔ سب سے چھوٹے بیٹے عبداللہ کے نام قرعہ نکلا۔ حضرت عبدالمطلب اپنے چھوٹے بیٹے حضرت عبداللہ کو بیحد پیار کرتے تھے۔ تاہم قرعہ اون کے نام پر نکلنے اون کو اللہ پر قربان کرنے کے لئے تیار ہوگئے۔ عبدالمطلب کے بقیہ لڑکون نے گوارہ کہ عبداللہ کو قربان کیا جائے۔ ہر ایکنے عبداللہ کے معاوضہ مین اپنے کو پیش کیا۔ مگر حضرت عبدالمطلب راضی نہیں ہوئے۔ اکابر قوم نے مزاحمت کی۔ عوام کاہنون کے بڑے معتقد تھے۔ ایک کاہنہ مسماۃ سجاع سے رجوع ہوئے۔ اوس زمانہ کے رسوم کے لحاظ سے ایک آدمی کا خون بہا دش اونٹ ہوا کرتے تھے۔ کاہنہ نے کہا کہ ایک طرف دش اونٹ اور ایک طرف عبداللہ کو رکھکر قرعہ ڈالدیا جائے۔ اگر قرعہ اونٹوں کے نام پر نکلے تو بجائے عبداللہ کے اونٹ قربان کردئے جائیں۔ حسب تجویز کاہنہ اسس طریقہ پر قرعہ اندازی کیگئی۔ پھر بھی عبداللہ ہی کے نام سے قرعہ نکلا۔ کاہنہ نے کہا کہ جبتک عبداللہ کے نام کے بجائے اونٹون کے نام قرعہ نہ نکلے دش دش اونٹ بڑہاتے جائیں۔ کئی مرتبہ کے قرعہ اندازی کے بعد بالآخر

اونہوں کے نام قرعہ نکلا۔ مگر تسکین خاطر کے لئے حضرت عبدالمطلب اس کے بعد بھی دو مرتبہ قرعہ اندازی کر کے مطمئین ہوئے۔ اور بجائے عبداللہ کے اونٹ قربان کیے گئے۔ اس لحاظ سے نسل اسمٰعیل علیہ السلام میں حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب ذبیح ثانی قرار پائے۔ ان ہی ذبیح ثانی کے فرزند حضرت محمد مصطفٰےؐ ہیں۔ اس واقعہ سے بھی مکہ خانہ کعبہ اور چاہ زمزم کی عظمت قابل غور ٹہیرتی ہے۔ وہ مسلمان خوش قسمت ہے جو ان یادگار مقامات کو جا کر بچشم خود دیکھکر استفادہ کی سعادت حاصل کرے۔

ملک فارس کے عرب جو بت پرست تھے اپنا اپنا بت حج کے موسم میں خانہ کعبہ میں لاکر حج ادا کیا کرتے تھے۔ صابئی فرقہ کے لوگ خانہ کعبہ کو شرف گاہ کیوان خیال کرتے تھے اور مجوسیوں کا یہ اعتقاد تہا کہ اون کے خدا ہرمز کی روح خانہ کعبہ میں ہے۔ مذہب یہود کے بڑے بڑے پیشوا خانہ کعبہ میں معتکف ہو کر ملت ابراہیمیؑ کے مطابق مناسک عبادت ادا کرتے تھے عیسائی فرقہ کے لوگ بھی حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بتوں کی تصویر خانہ کعبہ کے دیوار پر بنایا کرتے تھے۔ عرب کے فال گیر۔ رمال اور وسواسی لوگ خانہ کعبہ میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسمٰعیلؑ کے رنگین تصاویر بنا کر اون سے شگون لیا کرتے تھے۔ الغرض کعبہ کل دنیا کے مذاہب میں واجب الاحترام تہا۔ حرمت کعبہ کی وجہ کعبے والے اور خصوصاً قریش کی قوم کی تمام عرب میں بڑی عظمت تھی۔ چنانچہ خدا قرآن میں سورہ (الایلاف) میں فرماتا ہے کہ (قریش جاڑے اور گرمیوں میں سفر کرنے کے خوگر بنائے گئے ہیں۔ اب انکو اس کے شکر میں چاہیے کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں کہ وہی انکو بہوک میں کھانا کھلاتا ہے۔ اور (لوٹ مار کے خوف سے) ان کو امن سے رکھتا ہے) زمانہ جاہلیت میں قافلوں کے ذریعہ تجارت ہوا کرتی تھی۔ راستہ پُرخطر رہا کرتا تہا۔ لوٹ مار راہزنی کا بڑا دور دورہ تہا۔ مگر جب کبھی یہہ معلوم ہو جائے کہ مکہ کے قریشوں کا یہہ قافلہ ہے تو کسی کی مجال نہیں ہوتی تھی کہ اوس کے طرف آنکھ اٹھا دیکھے۔ قریش کے تاجروں کی ہر مقام میں بڑی عزت ہوا کرتی تھی۔ اون کے اسباب تجارت کی ہر شخص حفاظت کرتا تہا۔ اور تجار کو اپنے گھر ٹہیرانے اور اون کی خدمت

کرنے کو باعث افتخار خیال کرتا تھا۔ یہہ سب محض خانہ کعبہ کی عظمت اور حرمت کی وجہ تھا ظہور اسلام کے قبل عمارت المسجد الحرام کا ایک عہدہ بڑی ذمہ داری کا تھا۔ اوس کے فرائض مین یہہ بات خاص طور پر تھی صحن کعبہ مین داخل ہو جانے بعد کسی شخص کو لغو فعل یا فحش کلام یا شرم و عفت و حیا کے مخالف حرکات نہ کرنے دے۔ اس سے خانہ کعبہ کی عظمت زمانہ قدیم سے چلے آنے کا پتہ چل رہا ہے۔

عام الفیل کے چند روز پیشتر حضرت عبد المطلب نے اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ کی شادی قریش کے معزز گھرانے بنی وہب کی لڑکی حضرت آمنہ سے کر دی۔ شادی کے چند روز بعد حضرت عبد اللہ ایک تجارتی قافلہ کے ساتھہ ملک شام کو روانہ ہوئے۔ واپسی مین بیمار ہو کر مدینہ مین اپنے رشتہ داروں کے گھر ٹھہر گئے۔ اور وہین انتقال کئے۔ اور نبیہ نجار کے قبرستان مین مدفون ہوئے۔ اسوقت حضرت آمنہ حاملہ تھین۔ واقعہ عام الفیل کے دوسرے ماہ کے آخر ہفتہ مین آنحضرت محمد مصطفےٰ بمقام مکہ تولد ہوئے۔ حضرت آمنہ کو خواب مین فرشتہ نے کہا تھا کہ بچہ کا نام احمد رکھا جائے۔ چنانچہ حضرت آمنہ نے آنحضرت کا نام احمد رکھا۔ مگر حضرت کے دادا حضرت عبد المطلب اپنے پوتے کا نام بدل کر محمد رکھا

مضمون بالا کے سلسلہ وار پڑھنے والوں پر یہہ واضح ہو گیا ہوگا کہ حضرت ابراہیم بحکم خدا مکہ مین خانہ کعبہ کی تعمیر کر کے خدائے واحد کے خالص عبادت کا طریقہ ڈالا تھا اور ان کے بعد اون کے فرزند اسماعیلؑ کی نسل مکہ میں آباد ہوئی۔ اور ملک عرب مین اونکی وجہ سے خدائے قادر کے واحدانیت کا شہرہ ہوا۔ اور خدا کا عام حکم ہوا کہ لوگ کعبہ کی زیارت کرین۔ اور مناسک حج ادا کرین۔ اس طریقہ عبادت کا جزاعظم صرف خدا کی خالص عبادت ہے۔ مگر مرور زمانہ کی وجہ اقوام کے عقائد بگڑ گئے۔ خدا کو بیتا خیال کرکے اوس کی عبادت ادا کرنے کی جگہ شرک اور بت پرستی کا رواج پڑا۔ جس خدا کے گھر مین صرف اللہ واحد کی پرستش ہوتی تھی۔ وہان (۳۶۰) بت پجنے لگے۔ مگر مشیت ایزدی مین ازل سے یہہ قرار پایا تھا کہ پھر اوس خالص عبادت کے گھر کو شرک اور بت پرستی کے نجاست اور گندگی سے پاک کرے۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے خاص برگزیدہ بندہ کو بحیثیت

نبی آخر الزمان خاتم المرسلین خاک مکہ سے پیدا کرکے اضلال کے اصلاح کے لئے مبعوث کیا

حضرت محمد صلعم مصطفےٰ بچپن ہی سے بتون سے ناراضی ظاہر کیا کرتے تھے۔ اور خدا کے نسبت ایکتا واحد قادر مطلق ہونے کا خیال فطرتاً لیکر پیدا ہوے تھے۔ رسم ورواج خاندان کے لحاظ سے آنحضرتؐ بھی خانہ کعبہ کی دل سے عظمت کرتے تھے۔ مگر اون میں جو بت تھے اون سے ہمیشہ نفرت ظاہر فرماتے رہے۔ طواف کعبہ کیوقت خدا کو یکتا اور قدوس خیال کیا کرتے تھے۔ حضرتؐ کے ایام طفولیت کے زمانہ میں سیلاب کی وجہ خانہ کعبہ منہدم ہوگیا تھا۔ جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر مین مصروف ہوئے تو آنحضرت بھی پتھر اوٹھا کر معمارون کو دیا کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد ایک دفعہ خانہ کعبہ کو آگ لگ گئی۔ قریش نے پھر اوس کی تعمیر کی۔ مگر اس موقعہ پر اکابر قوم میں حجر اسود کے نصب کرنے کا جھگڑا پیدا ہوا تو نوبت جنگ و جدال کی آگئی تھی۔ آخر کار اس بات پہ فیصلہ ہوا کہ آنحضرتؐ جو قوم مین امین کے نام سے مشہور اور معتبر تھے۔ وہ حکم بنائے جائیں۔ اس واقعہ سے آنحضرت کے فراست اور قوت فیصلہ کا پتہ چلتا ہے کہ حضرت نے ایک چادر منگا کر حجر اسود کو خود اپنے دست مبارک سے اوس چادر پر رکھدیا۔ اور ہر ایک قبیلہ کے سردار سے کہا کہ چادر کے کنارہ پکڑو۔ سب نے ایسا ہی کیا۔ دیوار کعبہ کے پاس جب کل سردارون نے اوس پتھر کو لایا آنحضرت صلعم نے پھر اپنے دست مبارک سے اوس پتھر کو چادر میں سے اوٹھا کر دیوار کعبہ مین نصب فرمادیا۔ اوسوقت حضرتؐ کی عمر مبارک (۳۵) سال کی تھی

یون تو حضرت ابتدا سے خدائے قدوس کے خیال مین لگے رہا کرتے تھے۔ مگر جب عمر مبارک (۳۸) سال کو پہونچی تو خلوت مین بیٹھکر خدا کی یاد کا شوق پیدا ہوا۔ مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑ ہے۔ جس کا نام حرا ہے۔ اوس کے غار مین دنون بیٹھکر یاد خدا میں مصروف رہا کرنے لگے۔ جب عمر شریف (۴۰) سال کو پہونچی تو غار حرا مین خدا تعالےٰ نے بذریعہ اپنے مقرب فرشتہ حضرت جبرائیلؑ کے حضرتؐ پر وحی نازل کرکے تمام دنیا کے اصلاح کی ہدایت ویکر نبی مبعوث فرمایا۔ اور آنحضرت صلعم نے تبلیغ اسلام کا کام شروع فرمایا۔ جس کا جزاعظم توحید خداوندی تھا۔ چونکہ عوام اس نئے خیال سے واقف نہین تھے

اور اپنے باپ دادؤں کے بتوں کے نسبت نفرت کے خیال سنکر گھبرا اُٹھے۔ اور حضرت کے مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ مگر حضرت کی سعی جاری رہی اسلام کے حلقہ مین چند نفوس داخل ہو گئے۔ جو لوگ مسلمان ہو چکے تھے اون پر عام طور پر لوگ سختیاں کرنے لگے۔ اور اس کوشش مین لگے رہے کہ آنحضرت صلعم اس نئے خیال سے باز آجاوین۔ مگر دیکھا کہ آنحضرت صلعم اپنے عزم مین ثابت قدم ہین تو حضرت صلعم کے خاندان سے عدم تعاون کیا۔ تین سال تک حضرت کے خاندان کو ایک چھوٹی سی پہاڑی جو شعب ابو طالب کے نام سے مشہور ہے اوس مین محصور کر دیا۔ اور خانہ کعبہ پر اس بارے کے حلف نامہ آویزان کر دیا۔ تین سال تک حضرت کے خاندان کو بڑی مصیبتوں کا سامنا رہا۔ خدا بزرگ و برتر نے آنحضرت کو واقف کرایا کہ مخالفین نے جو عہد نامہ خانہ کعبہ پر آویزان کیا ہے اوس کے تحریر کو کیڑوں نے کھا لیا ہے مگر اون تحریرات مین جہان جہان اللہ کا نام تھا وہ بدستور قائم ہے۔ آنحضرت صلعم مخالفین کو اس کی خبر دی۔ قریش خانہ کعبہ مین جاکر عہد نامہ کو دیکھا۔ اور آنحضرت صلعم کی خبر کی صحت کو تسلیم کیا۔ اور مقاطعہ اوٹھا دیا گیا۔ اس طریقہ پر حضرت دس سال تک مکہ مین تبلیغ اسلام مین کوشش کرتے رہے۔ مگر کفار قریش مکہ ایسی مخالفت کرتے رہے کہ حضرت کو خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی۔ شعب ابو طالب کے مقاطعہ کے اُٹھ جانے کے بعد سے آنحضرت نے نواحی مکہ کے طرف رجوع ہوئے۔ اور ایام حج مین جو لوگ باہر سے آیا کرتے تھے اون مین تبلیغ کے کام کو شروع کیا۔ نبوت کے گیارھوین سال مین چند لوگ مدینہ کے رہنے والے حج کیلئے مکہ آئے تھے۔ حضرت نے اون مین سے چھ آدمیوں کو مسلمان کیا۔ دوسرے سال مدینہ والے جب حج کے لئے مکہ آئے تو مقام منیٰ آنحضرت صلعم اون سے مل کر اون مین سے بارہ آدمیوں کو مسلمان کیا۔ اور اون کے ساتھ تبلیغ اسلام کے لئے حضرت مصعب رضی بن عمیر کو مدینہ روانہ کیا۔ حضرت مصعب کو مدینہ مین بڑی کامیابی ہوئی۔ مکہ کے کفار قریش مدینہ جاکر خلل اندازی کرنے مین کوتاہی نہیں کیا۔ مگر اون کو کامیابی نہیں ہوئی۔ ۱۳ سنہ نبوی مین مدینہ کے لوگ کثرت سے مکہ آکر آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر بیعت کیا۔ اور آنحضرت کو اپنے ساتھ مدینہ چلکر اطمینان کی زندگی بسر کرنے کا مشورہ دیا۔ آنحضرت نے کفار قریش کے

مظالم کو بڑھتے دیکھکر مکہ میں جو مسلمان تھے۔ ان کو مدینہ ہجرت کرنے کا عام حکم دیا۔ لوگ یہ حکم پاتے ہی مصیبت سے بچنے کے لئے مکہ چھوڑکر مدینہ چلا گئے سنہ ۱۳ نبوی میں مسلمانون مین سے صرف آنحضرت صلعم حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت علیؓ مکہ مین باقی رہ گئے تھے۔ اور آنحضرت ہجرت مدینہ کے نسبت خدا کے وحی کا انتظار فرماتے تھے کہ کفار قریش کے اکابر مکہ مکہ مین مشورہ اور انتظام کے لئے جو مکان دارالندوہ کے نام سے مقرر تھا۔ وہان جمع ہوکر آنحضرت کے قتل کر دینے کا فیصلہ کیا۔ اودہر اللہ تعالے نے آنحضرت کو وحی کے ذریعہ اوس سے باخبر کرکے مدینہ کیطرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا۔ غرض کہ آنحضرت صلعم معہ ابوبکر صدیق رض راتون رات مکہ سے روانہ ہوکر حوالی مکہ کے ایک پہاڑی غار موسومہ غار میں تین دن تک پناہ گزین رہے۔ اور آٹھ روز سفر کرکے مدینہ منورہ مین پہونچ گئے۔ غار سور سے روانہ ہونے کے وقت آنحضرتؐ مکہ کیطرف حسرت سے دیکھکر فرماتے تھے کہ اے مکہ۔ تو مجھے تمام شہرون سے زیادہ عزیز ہے۔ مگر تیرے اندر رہنے والون نے مجھے یہان رہنے دیا۔ برادران اسلام۔ و مکہ کے پیغمبر خدا کو مکہ کی کسقدر محبت تھی۔ جب جان پر بن آئی اور خدا کا حکم ہوا تو آنحضرت مشیت ایزدی کی تعمیل مین مکہ کو چھوڑا۔ مسلمانون کو جسقدر مکہ عزیز ہو وہ کم ہے۔ آئندہ ملاحظہ فرمائینگے کہ گو آنحضرت کو مدینہ میں ہر قسم کی راحت نصیب تھی۔ مگر پھر بھی ایسے پُرخطر مقام مکہ کا خیال اسوقت تک آنحضرت دل سے نہیں لگائے جبتک مکہ فتح نہ کرلیا۔ ہر مسلمانون کا فرض ہے کہ اس راز پر غور کرے۔ آنحضرت کو مدینہ مین رہ کر تبلیغ اسلام کے لئے بڑی بڑی سہولتین حاصل ہوئی تھیں۔ مدینہ کے رہایش کے زمانہ مین آنحضرت خود دور دراز کے شہرون پر قبضہ فرما چکے تھے۔ ہزارون کی تعداد مین لوگ مسلمان ہوگئے تھے۔ اسلام کا سکہ ہرطرف جم گیا تھا۔ پھر بھی آنحضرت صلعم مکہ کو اسلام کے اغراض کے لحاظ سے اپنے قبضہ مین رکھنا بہت ہی ضروری خیال فرماتے تھے حالانکہ کل مسلمان مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرگئے تھے۔ مگر کفار قریش مکہ کو یہ گوارہ نہین ہوا کہ مسلمانان مکہ مدینہ مین آسایش سے زندگی بسر کرین و نیز حلقہ اسلام مین ہو۔ پس ریشہ دوانیان شروع کیئن ۲ ہجری مین مکہ کے کفار مدینہ پر بڑے

انتظام کے ساتھ چڑھائی کی۔ بمقام بدر آنحضرت مسلمانوں کی مختصر فوج کو لیکر مقابلہ فرمایا۔ کہا جاتا ہے کہ مقابلہ میں تعداد کے لحاظ سے تین کافر اور ایک مسلمان تھا۔ کافروں کے پاس سامان جنگ بہت اعلیٰ تھا۔ مسلمانوں کے پاس اگر سچ پوچھو تو سامان حرب کچھ بھی نہ تھا۔ مگر خدا کی شان ملاحظہ فرمائے کہ مسلمان فتح یاب ہوئے یہ کیا تھا کہ صرف خدا پر بھروسہ کرنے کا نتیجہ تھا۔ سنہ ۳ ہجری میں کفار قریش مکہ جنگ بدر کی ہزیمت اٹھا کر ایک یہ چال چلے کہ مدینہ کے یہودیوں کو مسلمانوں کے خلاف بہت ابھارا۔ اور بڑی بھاری فوج جسمیں کئی قبائل شریک تھے۔ ماہ شوال میں مکہ سے کفار روانہ ہوئے۔ ۱۴ شوال کو آنحضرت ہتیاروں سے سج کر ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ بعد ادائی نماز جمعہ مدینہ سے روانہ ہوئے۔ پانچ ہزار کفار سے مقابلہ تھا۔ بمقام اُحد جو مدینہ سے تین میل پر واقع ہے۔ دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ بڑا سخت معرکہ رہا۔ طرفین کو نقصان پہنچا۔ آنحضرت صلعم زخمی ہوئے۔ بالآخر کفار بدحواس ہوکر مکہ کی طرف بھاگ نکلے۔ سنہ ۴ ہجری میں کفار مکہ اپنے ریشہ دوانیاں جاری رکھے۔ مختلف موقعوں پر معرکہ آرائیاں ہوتی رہیں۔ یہودی آنحضرت کو قتل کرنے کا انتظام کئے۔ اس کی خبر پاکر آنحضرت نے یہودیوں پر حملہ فرمایا۔ اس غزوہ کا نام بنو نضیر ہے۔ اس میں یہودی شکست پاکر جلا وطن ہوگئے۔ کفار مکہ تیاری کرکے مقام بدر پر پہونچے۔ آنحضرت صلعم بھی وہاں مسلمانوں کی فوج کے ساتھ تشریف لے گئے مگر مقابلہ کی نوبت نہیں آئی۔ کفار مکہ واپس ہوگئے۔ اس غزوہ کو غزوہ بدر ثانی کہا جاتا ہے۔ سنہ ۵ ہجری میں اکیدر ابن الملک عیسائی نے لشکر مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے جمع کیا۔ بمقام دومۃ الجندل آنحضرت نے اوسکو ہزیمت دی۔ وہ سراسیما ہو کر فرار ہوگیا۔ سنہ ۵ ہجری میں کفار مکہ نے چشمہ مریسیع پر مسلمانوں سے جنگ آزمائی کی۔ اور شکست پاکر بھاگ گئے۔ یہودیان بنو نضیر جلا وطن ہوکر خیبر اور شام کی طرف چلے گئے تھے۔ وہاں سے وہ مسلمانوں کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے رہے۔ اور شام کے سرحد میں عیسائیوں کو بھی ابھارتے رہے۔ مگر آنحضرت صلعم ہر موقع پر ان کو شکست دیکر دبائے رہے۔ بنو نضیر کے یہودی مکہ جاکر کفار قریش کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ خانہ کعبہ میں سب نے جمع ہوکر حلف اٹھایا۔ کئی ہزار کا جرار

لشکر مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے مدینہ کے طرف بڑہا۔ آنحضرت صلعم نے مسلمانون کو جمع کر کے مشورہ کیا۔ حضرت سلمان فارسی نے یہ مشورہ دیا کہ مدینہ مین رہ کر کفار کی مدافعت کرنا چاہیئے۔ مدینہ کے اطراف خندق کہود لینی چاہیئے۔ چنانچہ دشمن کا حملہ جسطرف سے ہونیکا احتمال تہا۔ اوس طرف پانچ گز چوڑی اور پانچ گز گہیری خندق کہودی گئی۔ دشمنون نے مدینہ کا محاصرہ کیا۔ بالآخر کفار شکست کہا کر فرار ہوئے۔ اس واقعہ کو غزوہ خندق کہتے ہیں ۵ھ مین یہودیوں کے ساتھہ معرکہ آرائیاں ہوتی رہین۔ شوال مین آنحضرت صلعم نے خواب مین دیکہا کہ صحابہ کرام کیساتھہ خانہ کعبہ مین داخل ہو رہے ہین آنحضرت اور صحابہ کو زیارت کعبہ کی آرزو تھی پس آنحضرت نے زیارت کعبہ کیلیئے ماہ ذیقعدہ مین احرام باندہ کر ایک ہزار چار سو صحابہ کرام کے ساتھہ مدینہ سے زیارت کعبہ اور طواف کے لئے روانہ ہوئے۔ زیارت کعبہ کو عمرہ کہا جاتا تہا۔ اسوقت کے رواج کے لحاظ سے عمرہ کرنے والے احرام باندہا کرتے تھے اور قربانی کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ساتھہ مین آنحضرت نے قربانی کے لئے ستر اونٹ بھی ساتھہ لے لئے۔ مقام ذی الحلیفہ مین پہونچکر آپ نے ایک شخص کو مکہ بہیجا تاکہ وہان سے خبر لائے۔ وہ شخص واپس ہوکر عرض کیا کہ قریش کو آنجناب کے آنے کی خبر ہو چکی ہے اور وہ مقابلہ کے لئے بڑی جمعیت فراہم کر رہے ہین۔ مگر آنحضرت نے بعد مشورہ آگے بڑہنے کا حکم فرمایا۔ کفار قریش مسلمانوں کی جماعت کو روکنے کے لئے راستہ مین حایل ہوے۔ پھر حضرت حدیبیہ کے کنوین پر پہونچکر قیام فرمایا۔ اور حضرت عثمان رض کو کفار قریش مکہ کے پاس روانہ کر کے کہلایا کہ ہمارا ارادہ صرف زیارت و طواف کعبہ ہے۔ ہم لڑنے کے لئے نہیں آئے ہیں۔ مگر کفار اجازت نہیں دے۔ بالآخر طرفین مین اس بات پر صلح ہوئی کہ اس سال مسلمان واپس چلے جاوین۔ اور آئندہ سال آکر عمرہ کرین۔ کفار اور مسلمانون مین اس موقعہ پر جو عہدنامہ مرتب ہوا تہا اس کو صلح حدیبیہ کہا جاتا ہے۔ بعد تکمیل صلحنامہ آنحضرت صلعم اور مسلمانون نے حدیبیہ کے مقام ہی پر احرام اتار کر قربانی کی۔ اور حجامتین بنائیں۔ اور مدینہ واپس ہوئے۔ ۶ہجری مین خیبر کے یہود مسلمانون کے بیخکنی کی تیاریان کرنے لگے۔ آنحضرت صلعم ماہ محرم مین

پندرہ سو مسلمانون کا لشکر لیکر یہودیون سے معرکہ آرائی کی۔ بالآخر قلعہ خیبری مین یہودیوں کو آخری شکست ہوئی۔ اور وہ بطور فدک یہ عاید رہنے کا اقرار کرکے اطاعت قبول کیا۔ اس غزوہ کو غزوہ خیبری کہتے ہیں۔ واپسی مں فدک کے مقام پر بھی بغیر لڑائی کے مسلمانون کا قبضہ ہوگیا۔ اور قوم یہود کا زور ٹوٹ گیا۔ چونکہ صلح حدیبیہ سے کفار مکہ کے طرف سے اطمینان ہوگیا تہا۔ اور یہودی بھی اطاعت قبول کر چکے تھے۔ بس آنحضرتؐ نے اطراف کے بادشاہوں کے پاس مسلمان ہونے کے لئے ترغیبی خطوط روانہ فرمایا ۷ ہجری کے ماہ ذیقعدہ مین دو ہزار مسلمانون کے ساتھ کعبہ کے عمرہ کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے۔ اور مکہ پہنچکر تمام ہتیار اوتار ڈالے۔ صرف تلوارین حمایل رکھیں بیت اللہ شریف مین داخل ہوکر آنحضرت نے مسلمانون کو حکم دیا کہ کندھون کو برہنہ کرلو اور احرام کا کپڑا بغل کے نیچے سے نکال کر گردن کے گرد لپیٹ لینے کے بعد مستعدی سے دوڑتے ہوئے سرگرمی کے ساتھ کعبہ کا طواف کرو۔ اس سے صرف یہ مقصد تہا کہ کفار جو تماشہ بینی کر رہے تہے اون پر مسلمانون کی جفاکشی اور قوت اور شوکت کا اظہار ہو۔ مگر اکثر کفار مکہ اس وقت پہاڑون مین چلے گئے تھے۔ تین روز تک مسلمان مکہ مین قیام کئے۔ چوتھے روز مکہ سے روانہ ہوکر حدود حرم سے باہر وادی سرف کے اندرونی میدانی حصّہ مین قیام فرمایا۔ اور وہان سے مدینہ واپس تشریف لائے۔

۸ سنہ ہجری مین اسلام کی قوت بڑھ گئی تھی۔ اور مقابلہ کی کوئی تاب نہ لاسکتا تہا۔ مگر قریش مکہ۔ یہودی اور منافقین مدینہ ملک عرب کے مختلف قبائل کو مسلمانون کے خلاف مین ابھارتے ہی رہے۔ اور بیرونی ممالک کے بادشاہون سے بھی سازشین جاری رکھا۔ آنحضرت صلعم بھی تبلیغی و دعوتی خطوط دیگر ممالک کے بادشاہون کے نام روانہ کرنا شروع کیا۔ اس سے ایک حد تک مخالفین کے کارسازیون مین سردی پڑھ گئی۔ آنحضرت نے ایک دعوتی خط بذریعہ حضرت حارثؓ حاکم بصری کے کے پاس روانہ کیا تہا۔ سرحد شام پر بمقام موتہ وہان کا حاکم جو قیصر کیطرف سے

صوبہ دار تھا۔ حضرت حارثؓ کو گرفتار کر کے شہید کر ڈالا۔ جب یہہ خبر مدینہ میں پہونچی تو آنحضرتؐ مسلمانون کی ایک جماعت کو اوس کے انتقام کے لئے روانہ کیا۔ یہہ لشکر معان میں پہونچا۔ عیسائیوں کی تعداد کئی گونہ بڑی تھی تاہم مسلمانون نے میدان موتہ میں دشمن کی فوج سے مقابلہ کیا۔ برادران اسلام غور کرین کہ مسلمان صرف تین ہزار کی تعداد مین ہیں۔ اور دشمن کی فوج میں ایک لاکھ جرار سپاہی ہتیارون سے سجے ہوئے ہیں۔ مگر چونکہ مسلمانون کا بھروسہ اللہ پر تھا۔ حضرت خالدؓ بن ولید کے سرکردگی میں مسلمانون کی یہہ چھوٹی سی جماعت ایک لاکھہ عیسائیون کو بھگا دیا۔ جب مسلمانون کا لشکر فتح مند واپس مدینہ ہوا تو آنحضرت صلعم نے مدینہ سے باہر نکل کر استقبال کیا۔ اور حضرت خالدؓ کو سیف اللہ کا خطاب عطا فرمایا۔ اس کے ایک ماہ بعد سرحد شام کے قریب عیسائیون نے مدینہ پر حملہ کی تیاری کی۔ لشکر اسلام اون کے مقام پر پہونچکر حملہ آور ہوا۔ اور شکست دیکر دشمن کو بھگا دیا۔ ۸ہجری میں قریش مکہ نے صلحنامہ مدینہ کے خلاف عہد شکنی کی۔ ۱۱ رمضان المبارک ۸ہجری کو آنحضرتؐ دس ہزار صحابہ کے لشکر کے ساتھہ مدینہ سے طرف روانہ ہوئے۔ کفار مکہ مقابلہ کی تاب نہیں رکہتے تھے۔ لشکر اسلام بلا مزاحمت مکہ میں داخل ہو گیا۔ آنحضرت سواری پر بیت اللہ کا سات بار طواف کیا۔ اور وہان جتنے بت تھے اون کو پھکوا دیا۔ اور عثمانؓ بن طلحہ سے خانہ کعبہ کی کنجی لیکر خانہ کعبہ میں داخل ہوئے نماز چاشت ادا کیا۔ اور خانہ کعبہ کے دروازہ پر کھڑے ہو کر کفار مکہ کے سامنے حسب ذیل خطبہ دیا۔

اللہ ایک ہے۔ جس کا کوئی شریک نہیں
اوس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا۔
اپنے بندے کی مدد کی۔ اور سارے
گروہون کو شکست دی۔ کسی شخص کو

جو خدا اور رسول پر ایمان لایا ہے
جائز نہیں کہ وہ مکہ میں خونریزی
کرے۔ کسی سرسبز درخت کا کانٹا بھی اسمیں
جائز نہیں ہے۔ میں نے زمانہ جاہلیت
کی تمام رسموں کو پاؤں میں مسل دیا ہے۔
مگر مجاورت مکہ اور حاجیوں کو آب زمزم
پلانے کا انتظام باقی رکھا جائے گا۔
اے گروہ قریش تم کو اللہ نے
جاہلیت کے تکبر اور آبا پر فخر کرنے
سے منع فرمایا ہے۔ کل آدمی آدم
سے اور آدم مٹی سے پیدا ہوئے تھے۔
خدا تعالے فرماتا ہے۔
(یا ایہا الناس انا خلقتکم من
ذکر و انثیٰ وجعلنا کم شعوبا
و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم
عند اللہ اتقاکم)
اے گروہ قریش تم کو معلوم ہے کہ میں
تمہارے ساتھ کیا سلوک کرونگا۔

اس سوالیہ فقرے کو سنکر قریش اہل مکہ نے کہا کہ ہم آپ سے بھلائی کی توقع رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ ہمارے بزرگ بھائی اور بزرگ بھائی کے بیٹے ہیں۔ آپ نے یہہ جواب سنکر فرمایا کہ

اچھا میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ آج تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔"

اس خطبہ سے فارغ ہوکر آپ کوہ صفا پر جا بیٹھے۔ اور لوگوں سے خدا اور رسول کے اطاعت کی بیعت لی مردوں کی بیعت سے فراغت پاکر آپ نے حضرت عمرؓ بن الخطابؓ کو عورتوں سے بیعت لینے پر مامور فرمایا۔ اور خود بہ نفس نفیس اون کے لئے استغفار کرتے رہے۔ فتح مکہ سے فارغ ہوکر آپ نے منادی کرادی جو لوگ مسلمان ہوگئے ہیں۔ اون کے گہروں میں کوئی بت باقی نہ رہنے دیں۔ اوس کے بعد مکہ اور نواحی مکہ کے کل بتوں کو تڑوا دیا۔

اس کام سے فارغ ہوکر آنحضرتؐ یکم شوال سنہ ۸ ہجری کو لشکر اسلام کو ہمراہ لیکر مکہ سے روانہ ہوئے۔ اور بمقام حنین کفار سے مقابلہ ہوا۔ دشمن کو شکست دی گئی۔ وہاں سے طائف فتح کرکے اسلام کا سکہ جماتے ہوئے ۲۴ ذیقعدہ سنہ ۸ ہجری کو معہ صحابہ کرام مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ سنہ ۹ ہجری کے شروع ہوتے ہی ملک عرب کے دور دراز علاقوں کے قبیلوں اور قوموں نے اطاعت قبول کیا۔ اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے۔ سنہ ۹ ہجری اسلام میں عام الوفود کے نام سے مشہور رہے۔ کیونکہ اس سال قبایل کے وفود آنحضرتؐ کے خدمت اقدس میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے۔ سرحد شام پر عیسائی فوج مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے جمع ہونے لگی۔ غرہ رجب سنہ ۹ ہجری کو آنحضرت تیس ہزار کا لشکر اسلام ساتھ لیکر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ کے انتظام کے لئے چھوڑ دیا۔ لشکر اسلام جب بمقام تبوک پہونچا تو عیسائیوں کی فوج منتشر ہوگئی۔ اور سرحد شام پر بھی اسلام کا سکہ جم گیا۔ غزوہ تبوک سے فارغ ہوکر ماہ رمضان میں آنحضرتؐ مدینہ واپس تشریف لے گئے۔ سنہ ۹ ہجری میں بذریعہ وحی اسلام میں حج فرض گردانا گیا۔ ملاحظہ ہو سورہ آل عمران رکوع (۱۰) اس کا ترجمہ ہم نے قبل ازیں درج کر دیا ہے۔ چونکہ وفود کا تواتر ایسا تھا کہ آپ مدینہ سے جدا نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے آپ موسم حج آنے پر مجبوراً حضرتؓ ابابکر صدیقؓ

کو قافلہ سالار مقرر فرماکر مسلمانون کو حج کے لئے مکہ روانہ فرمایا۔
یہاں یہہ نکتہ قابل ذہن نشین کرنے کے ہے کہ اسلام کے
رکن پنجم حج کے ارکان کے ادائی کے تعلیم کے لئے آنحضرت اپنی جگہ
جس کو تقرر فرماتے ہیں۔ یہہ وہی بزرگ ہیں۔ جو مسلمان مردون
میں سے سب سے پہلے ہیں۔ جنھون نے اسلام لایا۔ یہہ وہی بزرگ
ہیں۔ جو نازک موقع پر غار حرہ میں حضرت کا ساتھہ دے ہیں۔
یہہ وہی بزرگ ہیں۔ جنھون نے اپنا کل مال اسلام کے لئے
صرف کیا۔ اس کا معاوضہ اللہ تعالےٰ ان بزرگ یعنے حضرت
ابابکر صدیقؓ کو یون دیتا ہے کہ مسلمانون کا قافلہ حج کے فرض
گر دانے جانے بعد ادائی حج کے لئے جاتا ہے۔ اوس کی
قافلہ ساری ان بزرگ کو نصیب ہوتی ہے۔ گویا یہ پیغمبر
اللہ کے جانشین کے حیثیت سے خانہ کعبہ کا طواف اور مناسک
حج ادا کرتے ہیں۔ خانہ کعبہ کیا ہے جس شان قرآن میں
خود اللہ یوں فرماتا ہے کہ تمام عالم کے لئے وہ ذریعہ برکت اور
ہدایت ہے۔ اس واقعہ سے حضرت ابابکر صدیقؓ کی فضیلت آفتاب
کی طرح نمایان ہو جاتی ہے۔ حضرت صدیق اکبر قافلہ حجاج کو لیکر
مدینہ سے روانہ ہوئے بعد سورہ توبہ (برات کی چالیس آئتین
نازل ہوئین۔ جن میں یہہ حکم تہا کہ اس سال کے بعد مشرکین
مسجد حرام کے قریب نہ جائیں۔ اور بیت اللہ کا طواف برہنہ
ہوکر نہ کریں۔ اور جن سے رسول اللہ صلعم نے کوئی عہد کیا ہے
وہ اُس مدت تک پورا کر دیا جائے۔ آنحضرتؐ نے اس اعلان خداوندی
کے اشاعت کے لئے حضرت علیؓ کو پیچہے سے روانہ فرمایا۔ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ مکہ پہونچکر بذریعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ عام طور پر

ان آیتون کا اعلان فرمایا۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے مسلمانون کو مناسک حج کی تعلیم دیکر اپنی نگرانی میں فریضہ حج ادا کرایا۔ اور چار ماہ کی مہلت کفار کو دی گئی۔ ختم سنہ ۹ ہجری تک باقی کفار وغیرہ بھی دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ سنہ ۱۰ ہجری بھی وفود کا سلسلہ جاری رہا۔ ۲۵ ذیعقدہ سنہ ۱۰ ہجری کو مدینہ منورہ سے آنحضرتؐ حج بیت اللہ کے لئے روانہ ہوئے۔

نبی صلی اللہ والہ وسلم

کے

حج کے بیان میں

مدینہ سے چل کر ذی الحلیفہ مین قیام فرمایا۔ یہ مقام مدینہ سے ۶۔ میل پر واقع ہے۔ نماز ظہر سے پیشتر غسل فرمایا۔ خوشبو لگائی۔ نازنین مانگ مین حضور کی حبیبہ عائشہ رض صدیقہ نے مشک اذفر بھر دی۔ نماز پڑہی اور وہین سے با آواز بلند لبیک پڑہا۔

(لبیك اللھم لبیك لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمۃ لك والملك لا شریك لك)

(مین خدمت مین حاضر ہوں الہی مین تیرے خدمت مین حاضر ہون۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔ مین خدمت مین حاضر ہون۔ بیشک سب تعریف تیری ہی لئے ہے۔ اور ساری نعمتین تیرے ہی ہیں۔ اور ساری بادشاہی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی بھی شریک و ساتھی نہیں)

اسی جگہ نبی نے اپنے ناقہ کا اشعار بھی فرمایا۔ (کوہان شتر میں ذرا سا زخم لگایا۔ آنحضرت کا یہ فعل حدیث سے ثابت ہے) راہ میں ہر بلند و پست مقام پر لبیک و تکبیر فرماتے تھے، اور جگہ جگہ کے قبائل حضور کے رکاب سعادت میں حاضر ہو کر شامل ہو جاتے تھے، مکہ معظمہ کے قریب پہنچکر حضور نے ذی طوی میں قیام فرمایا۔ یہ مقام تنعیم کے برابر ہے۔ اب حاجی تنعیم کو عمرہ لانے کے لئے جایا کرتے ہیں۔ پنجم ذی الحجہ کو سوار ہو کر بوقت صبح بالائے مکہ کی جانب سے داخل شہر ہوئے اور باب عبد مناف سے جس کو باب بنو شیبہ بھی کہتے ہیں داخل حرم ہوئے۔ اور جب نظر مبارک بیت اللہ شریف پر پڑی تو یہ دعا پڑھی۔ (اللھم زد ھذا البیت تشریفا و تعظیما و مھابتہ و برا۔ (الٰہی اس اپنے گھر کی بزرگی اور بڑائی اور اس کی تکریم و ہیبت کو اور زیادہ کر۔

پھر حجر اسود پر گئے اور اسے استلام فرمانے کے قبل بسم اللہ اللہ اکبر پڑھا۔ دیر تک لب مبارک کو حجر پر رکھا۔ پھر طواف شروع فرمایا۔ (طواف میں سات پھیرے ہوتے ہیں۔) پہلے تین پھیروں میں رمل فرمایا۔ یعنی چادر کے پلو بائیں مونڈھے پر اس طرح ڈالا کہ دایاں ہاتھ چادر سے باہر اور برہنہ تھا (اس کو اضطباع کہتے ہیں) یہ شکل بنا کر ذرا اینٹھ کر چھاتی نکالے ہوئے تیزی سے (۳) پھیرے فرمایا۔ اور باقی چار پھیروں میں چادر کو اصلی حالت پر لا کر آہستہ آہستہ چلے۔ ہر ایک پھیر میں جب حجر اسود کے برابر تشریف لاتے تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر حجر اسود کو بوسہ دیتے۔ اگر بوسہ دیتے تو صرف ہاتھ کا اشارہ ہی فرما دیتے۔ رکن یمانی کو چھوا اور رکن یمانی اور رکن حجر اسود کے درمیان چلتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے، ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار (خدایا ہمارا دنیا میں بھی بھلا کر اور آخرت میں بھی بھلا۔ اور اے اللہ ہم کو عذاب دوزخ سے بچا۔ طواف کے بعد حضور مقام ابراہیم کے جانب تشریف لائے اور زبان مبارک سے یہ آیت پڑھا۔ واتخذو امن مقام ابراہیم مصلی (مقام ابراہیم کو نماز جگہ بناؤ) اور دو رکعت نماز ادا کی اس وقت بیت اللہ شریف اور حضور کے درمیان مقام ابراہیم حایل تھا۔ پہلی رکعت میں سورہ قل یا ایھا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ قل ھو اللہ پڑھا۔ نماز کے بعد پھر حجر اسود پر تشریف فرما ہوئے اور حجر کو چوما۔ پھر باب الصفا کے راہ سے حرم کے باہر تشریف لائے۔ اور کوہ صفا کے پاس پہنچکر یہ آیت پڑھا۔ ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ (بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں) پھر فرمایا۔ آیت میں صفا

نام پہلے ہے میں بھی صفا ہی سے پہل کرتا ہوں۔ پھر صفا پر چڑھ گئے، جب بیت اللہ نظر آنے لگا تو قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اور زبان مبارک سے فرمایا لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئ قدیر۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ۔ انجز وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ (نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی کے واسطے ملک ہے اور اسی کے واسطے تعریف ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے، کوئی معبود نہیں، ملکہ اللہ اکیلا ہے اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے (محمد) کو فتح و نصرت عطا کی اور کافروں کو شکست دی۔) اس کے بعد دعا مانگی پھر کلمات بالا پڑھے اور دعا مانگی۔ تین بار ایسا ہی کیا پھر صفا سے اتر کر جانب کوہ مروہ تشریف لے گئے۔ جب ہموار سطح پر پہونچے تو دوڑ کر چلے، جب مروہ کی چڑھائی شروع ہوئی تو آہستہ ہو گئے۔ کوہ مروہ پر چڑھکر قبلہ رخ ہو کر وہی کلمات پڑھے جو کوہ صفا پر پڑھے تھے اور اسی طرح دعا کی اس طرح سات چکر پورے فرمائے (اس کو سعی کہتے ہیں۔ اب چونکہ دونوں پہاڑیوں کے بیچ میں بازار بن گیا ہے۔ اور راستہ میں نشیب و فراز باقی نہیں رہا۔ حاجیوں کے معلومات کے لئے دو سبز ستون بنا دئے گئے ہیں۔ ان دونوں ستونوں کے درمیان سعی کے وقت حاجی دوڑتے ہیں)

سعی سے فارغ ہو کر حضور نے فرمایا کہ جس کسی کے ساتھ قربانی ہو وہ احرام کھول دے اور اسے عمرہ سمجھے۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میری عادت یہ ہے کہ میں ایک دفعہ ارادہ کر کے پھر اسے تبدیل نہیں کرتا، ورنہ میں بھی احرام کھول دیتا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ حکم صرف اسی سال کے لئے ہے فرمایا نہیں بلکہ ابد تک کے لئے یہ حکم ہے۔ اس سے فارغ ہو کر مکہ کے محلہ معلہ کے باہر ارض بطحا میں قیام فرمایا۔

یوم الترویہ (۸ ذی الحجہ) کو حضور سوار ہوئے جن جن صحابہ نے احرام کھول دیا تھا۔ وہ بھی احرام میں ہو گئے۔ اور جائے قیام سے سیدھے منیٰ کو روانہ ہو گئے۔ ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز منیٰ میں ادا فرمایا۔ ۹ ذی الحجہ کے صبح کی نماز منیٰ میں ادا فرمایا جب سورج نکل آیا تو حضور سوار ہوئے اور وادی النمرہ میں جا اترے۔ جب سورج ذرا ڈھل گیا تو سوار ہو کر بطن وادی میں پہونچے۔ راستہ میں تکبیر، تہلیل اور تلبیہ کی آوازیں برابر بلند ہو رہی تھیں۔ یہاں پہونچکر خطبہ پڑھا۔ بعد از فراغت خطبہ اذان دی گئی۔ ظہر و عصر کی دونوں نمازیں ایک اذان و دو اقامت ملا کر پڑھی گئیں۔ پھر یہاں سے سوار ہو کر موقف (میدان عرفات) میں پہونچے اور قبلہ رخ ہو کر غروب شمس تک مصروف تحمید و تمجید رہے جب سورج چھپ گیا

اور زردی جاتی رہی تب سوار ہوئے اور مزدلفہ کے مقام پر واپس ہٹ آئے اور اس وقت اس مقام پر ایک اذان و دو اقامت مغرب اور عشا کی نماز ادا فرمائی۔ اور تھوڑی دیر کے لئے لیٹ گئے نماز فجر مزدلفہ ہی میں ادا فرمائی اور مشعر الحرام پہونچے۔ اور قبلہ رخ ہو کر دیر تک دعا و تسبیح و تہلیل و تحمید میں مصروف رہے۔ دسویں کو سورج نکلنے کے قبل بجانب منیٰ روانہ ہو گئے۔ راستہ میں وادی محسر آیا۔ (یہ وہی میدان ہے جہاں اصحاب فیل کا لشکر تباہ ہو گیا تھا) یہاں سواری کو حضور نے تیز فرمایا۔ وادی محسر سے کنکریاں اٹھائی گئیں۔ وہاں سے حضور منیٰ میں داخل ہو کر جمرۃ العقبہ پر سواری سے اترے کعبہ کو داہنی جانب اور منیٰ کو بائیں جانب کر کے جمرہ پر سات کنکریاں پھینکی۔ ہر ایک کنکری پر حضور اللہ اکبر فرماتے تھے، اس مقام سے حضور انور منحر (قربان گاہ جہاں حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے قربانی کی تھی) کی طرف تشریف لے گئے۔ اور ۶۳ شتر جن کو ہمراہ مدینہ سے لائے تھے۔ بدست خود ذبح فرمایا۔ اور ۳۷ شتر حضور کے لئے جن کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ یمن سے اپنے ساتھ لائے تھے۔ ان کو حضرت علی نے حضور انور کی جانب سے ذبح فرمایا۔ ہر ایک قربانی میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت لیا گیا۔ اور ایک جگہ پکایا گیا۔ حضور اقدس نے شوربا پیا۔ اور کچھ گوشت کھایا۔ پھر سوار ہوئے۔ مکہ تشریف لا کر طواف افاضہ فرمایا۔ پھر نماز ظہر بیت اللہ میں ادا فرمایا آب زمزم خوب سیر ہو کر پیا۔ پھر منیٰ میں واپس ہو کر قیام فرمایا۔ گیارہویں اور بارہویں کو بھی حضور اقدس منیٰ ہی میں قیام فرمایا۔ ان دونوں دنوں میں ہر سہ عقبات (شیطانوں کے ٹھکانوں) پر رمی جمار (کنکریاں پھینکنا) فرمایا لیکن زوال کے بعد ابتدا اُس عقبہ سے کی جو عرفات کی طرف کا ہے۔ عقبہ صغریٰ۔ اور عقبیٰ وسطیٰ پر کنکریاں پھینکنے کے بعد چند قدم آگے بڑھ کر قبلہ رخ ہو کر دیر تک دعا میں مصروف رہے لیکن عقبیٰ کبریٰ پر رمی کے بعد دعا نہیں کی۔ منیٰ سے تیرھویں تاریخ کو حضور اقدس بعد از زوال سوار ہوئے اور بطحیٰ (جسے وادی محصب بھی کہتے ہیں یہ وادی منیٰ اور مکہ کے درمیان واقع ہے) میں آکر ٹھیرے اور نماز ظہر ادا فرمایا۔ (بطحیٰ میں صرف آرام لینے کی غرض سے سرکار دو عالم قیام فرما تھے، یہاں کا ٹھیرنا مناسک حج میں داخل نہیں ہے) وادی محصب سے روانہ ہو کر خانہ کعبہ میں تشریف فرما ہوئے۔ طواف وداع فرمایا۔ اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

آنحضرت صلعم کے اس حج کو حجۃ البلاغ کہا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ اس حج میں آنحضرت صلعم کے ساتھ تھے، حضور انور نے بنفس نفیس مسلمانوں کو مناسک حج کی تعلیم فرمائی۔ عرفات میں حضور انور نے جو خطبہ دیا تھا۔ اوس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے،

لوگو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اور تم اس جگہ پر کبھی جمع نہوں گے۔ لوگو تمہارے خون تمہارے مال اور تمہارے عزتیں ایک دوسرے پر ایسی ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن عرفہ کی حرمت اس شہر مکہ کی حرمت۔ اور اس مہینہ ذی الحجہ کی حرمت کو مسلمہ سمجھتے ہو۔ لوگو اس بات کو یاد رکھنا کہ تم کو عنقریب اپنے رب کے سامنے حاضر ہونا ہے اور تم سے تمہارے اعمال کا ضرور سوال ہوگا لوگو یاد رکھنا میری وفات کے بعد گمراہ نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگ جاؤ لوگو جاہلیت کی ہر ایک بات میں اپنے قدموں کے تلے پامال کرتا ہوں۔ سنو جاہلیت کے زمانہ کے قتلوں کے تمام جھگڑے ملیامیٹ بناتا ہوں۔ پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے یعنی ربیعہ بن حارث کے بیٹے کا خون میں ترک کرتا ہوں۔ یہہ بچہ بنو سعد میں دودھ پیا تھا۔ اور بنی ہذیل نے اسے مار ڈالا تھا سنو جاہلیت کے زمانہ کا سود ملیامیٹ کر ڈالا گیا۔ سب سے پہلا سود جو میں مٹاتا ہوں۔ وہ ہمارے خاندان کا ہے۔ یعنی عباس بن مطلب کا سود۔ وہ سب کا سب چھوڑ دیا گیا۔ لوگو اپنے بیبیوں کے متعلق اللہ سے ڈرو۔ خدا کے نام کی ذمہ داری سے تم نے اس کو بیوی بنایا۔ اور خدا کے کلام سے تم نے ان کا جسم اپنے لئے حلال کیا ہے۔ دیکھو تمہارا حق عورتوں پر یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر مرد کو نہ آنے دیں کہ اس کا آنا تم کو ناگوار ہے۔ لیکن وہ اگر ایسا کریں تو اون کو ایسی مار مارو جو نمایاں نہو۔ دیکھو عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو دستور کے مطابق کھلاؤ اور پہناؤ۔ لوگو میں نے تمہارے درمیان ایسی چیز چھوڑی ہے کہ اگر اُسے مظبوط پکڑ لوگے تو گمراہ نہ ہوگے۔ وہ کیا ہے۔ اللہ کی کتاب قران مجید۔ لوگو اس بات کو یاد رکھنا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے، عبادت صرف اپنے رب کی کرو۔ پانچوں نمازیں پڑھ لیا کرو، رمضان کے روزہ رکھا کرو۔ اپنے ناموں کی زکوۃ خوش دلی کیساتھ دیتے رہو۔ خانہ خدا کا حج بجا لاؤ۔ اپنے اولیائے امور (حکام) کی اطاعت کیا کرو۔ ان باتوں کا نتیجہ ہوگا کہ تم فردوس بریں میں داخل ہو جاؤگے لوگو قیامت کے روز تم سے میری نسبت بھی

سوال کیا جائیگا۔ مجھے ذرا بتاؤ کہ تم اس کا کیا جواب دوگے۔ (سب نے کہا کہ ہماری شہادت یہ ہے کہ آپ نے اللہ کے احکام ہم کو پہنچا دیے۔ آپ نے اپنی رسالت کا حق ادا کر دیا آپ نے ہم کو کھوٹے کھرے کی بات اچھی طرح سمجھادی)

اس وقت نبی صلعم نے انگشت شہادت کو اٹھایا۔ آسمان کی طرف انگلی بلند کرتے اور پھر لوگوں کے جانب اسے جھکاتے تھے، اور زبان مبارک سے فرماتے تھے،

اے خدا سن لے (جو شہادت یہ دے رہے ہیں) اے خدا گواہ رہنا۔ جس طرح میرے تبلیغ کا یہ اقرار کرتے ہیں۔ اے خدا شاہد رہ یہ جس طرح حق و باطل کی تمیز سیکھ جانے کو تسلیم کرتے ہیں۔ (تین بار فرمایا) اس کے بعد فرمایا۔ سنو جو لوگ آج یہاں موجود ہیں۔ ان کو لازم ہے کہ وہ ان لوگوں کو جا سنا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ تاکہ اس سلسلہ سے قیامت تک یہ پیغام آخری جاری رہے۔)

منیٰ سے عرفہ کے روز آنحضرت مکہ تشریف لاکر جب طواف اضافہ ادا فرمایا تو خطبہ بالا جو میدان عرفات میں آنحضرت صلعم نے دیا تھا۔ اس کے جواب میں اللہ جل شانہ نے بذریعہ وحی ذیل کی آیت نازل فرمائی۔

"آج ہم نے تمھارے وحی کو کامل کر دیا۔ آج ہم نے تم سب پر اپنی نعمت کا اتمام کر دیا۔ آج ہماری خوشنودی تمھارے لئے اس امر میں ہے کہ یہی آج کا اسلام تمھارا دین ہو (سورۂ مائدہ رکوع ۱) واپسی از مدینہ کے وقت راستہ میں چند لوگوں نے حضرت علیؑ کی نسبت آنحضرت صلعم سے کچھ شکایت بیان کیں جو اہل یمن کی بعض غلط فہمیوں کی وجہ پیدا ہوئیں تھیں۔ آنحضرت صلعم نے بمقام غدیر خم ایک تقریر فرمائی اور حضرت علیؑ کی تعریف فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ جو میرا دوست ہے وہ علیؑ کا دوست ہے۔ جو علیؑ کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے۔

بعد واپسی مدینہ یکم محرم ۱۱ھ کو آنحضرت صلعم کو بخار آیا۔ اور بڑھتا گیا۔ حالت علالت میں آنحضرت کو خبر ملی کہ شام اور فلسطین کے سرحد پر دشمنان اسلام جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں حضرت اسامہ بن زید کو سالار لشکر بنا کر جھنڈا خود آنحضرت نے ان کے ہاتھ میں دیا۔

اور ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تم کو فتح حاصل ہوگی۔ ۲۶ صفر ۱۱ھ کو یہ لشکر جانب روم روانہ ہوا۔ ۲۸ صفر کو بیماری میں شدت ہوئی۔ روز بروز بیماری میں زیادتی ہوئی آپ نے ازواج مطہرات سے حضرت عائشہ صدیقہ کے کمرہ میں قیام کرنے کی اجازت طلب کی۔ سب نے بخوشی اجازت دی۔ آپ حضرت عائشہ کے کمرہ میں تشریف لائے۔ پھر باہر نکل کر آپ نے مسلمانوں کے مجمع میں ایک تقریر فرمائی کہ میں تم کو اللہ سے ڈرنے کی ہدایت کرتا ہوں میں تم کو دوزخ سے ڈرانے والا ہوں۔ اور جنت کی بشارت دینے والا ہوں۔ اللہ کے بندوں اور ملکوں میں تکبر اختیار نہ کرو جنت ان لوگوں کے لئے ہے جو تکبر اور فساد نہیں کرتے آخرت کی بھلائی متقیوں کے لئے اور غرور کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم ہے۔ مجھ کو میرے قریبی رشتہ دار غسل دیں۔ میرا جنازہ میری قبر کے کنارہ رکھکر ایک ساعت کے لئے الگ ہو جانا۔ تاکہ ملائکہ مجھ پر نماز پڑھ لیں۔ بعد ازاں گروہ گروہ مجھ پر نماز پڑھنا۔ پہلے میرے خاندان کے مرد نماز پڑھیں بعد ازاں ان کی عورتیں۔ مرض میں زیادتی ہونے لگی۔ اثناء علالت میں آنحضرت نے مسلمانوں کو طلب فرماکر تاکید فرمایا کہ مشرکین کو جزیرۃ العرب سے بالکل خارج کر دینے کی کوشش کرو۔ حضرت عائشہ صدیقہ کو گھر میں جو پانچ یا چھ دینار ہیں ان کو صدقہ کر دینے کا حکم فرمایا تاکہ کوئی چیز دنیا میں نہ چھوڑی جائے اور حضرت علیؓ کو وصیت کی کہ نماز اور متعلقین سے غافل نہ رہنا۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بروز دوشنبہ نماز فجر کے وقت سر مبارک میں پٹی باندھے ہوئے مسجد نبوی میں تشریف لائے۔ اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کے داہنے جانب بیٹھ کر نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کی۔ اور بعد نماز لوگوں کو وعظ فرمایا۔ دوپہر میں علالت میں بہت شدت ہوئی آپ کے پاس ایک پیالہ میں پانی بھرا ہوا رکھا تھا۔ اپنا دست مبارک اس میں تر فرماکر چہرہ مبارک پر پھیرتے تھے۔ اور فرماتے تھے اللّٰھم اعنی علیٰ سکرات الموت ط (اے اللہ سکرات موت میں میری مدد کر) یکایک آپ کی آنکھ پتھرا گئیں۔ آپ کے زبان مبارک پر اس وقت الرفیق الاعلیٰ من الجنۃ جاری تھا۔ دوپہر کے قریب بروز دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ کو آنحضرت صلعم اس دار فانی سے ملک بقاء کو رحلت فرمائے۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ اگلے دن سہ شنبہ کو دوپہر میں اسی کمرہ مبارک عائشہ صدیقہ میں مدفون ہوئے۔

آنحضرت صلعم کے عمرۃ

عمرہ (اول) مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے کے بعد آنحضرت صلعم نے سنہ ۶ ہجری کے ماہ شوال میں خواب دیکھا کہ حضور معہ جانثاران احرام باندھے ہوئے بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے ہیں پس زیارت کعبہ وطواف کے لئے مدینہ سے روانہ ہوئے۔ اور مکہ سے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر مقام حدیبیہ قیام کیا۔ مگر کفار مکہ نے عمرہ کرنے نہیں دیا۔ بلکہ (۱۹) دن کے قیام بعد آنحضرت معہ ہمراہیان صلح حدیبیہ کے تکمیل کے بعد واپس مدینہ ہوئے جس کا ذکر ازیں قبل تفصیل سے کر دیا گیا ہے۔

عمرہ دوم سنہ ہجری کے ماہ ذی قعدہ میں نبیؐ حسب معاہدہ حدیبیہ ایک سال بعد داخل مکہ ہو کر بیت اللہ شریف کی زیارت فرمائے اور طواف کیا۔

عمرہ سوم سنہ ہجری میں جبکہ کفار مکہ نے صلح حدیبیہ سے عہد شکنی کی تھی اور آنحضرت ۱۱ رمضان سنہ کو دس ہزار صحابہ کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہو کر مکہ میں داخل ہوئے اور کفار کے قبضہ سے مکہ اور کعبۃ اللہ شریف کو اپنے قبضہ میں لایا۔ بعد فتح مکہ آنحضرت مقام حنین کو تشریف لیگئے وہاں سے فارغ ہو کر ماہ ذی قعدہ میں مکہ آکر مناسک عمرہ ادا فرمایا۔

عمرہ چہارم۔ سنہ ۱ ہجری میں آنحضرت صلعم نے حج کا فریضہ ادا کرتے وقت جو عمرہ ادا کیا تھا۔ وہ عمرہ چہارم ہے۔

آنحضرت صلعم کے عمراۃ اور حج کی تفصیل اوپر بیان کر دی گئی ہے چونکہ حضرت صلعم کے افعال کی پیروی مسلمانوں پر ویسی ہی فرض ہے۔ جیسے کہ احکام خدا کی بس آنحضرت کے حج و عمرہ کے مندرجہ بالا ارکان کو غور سے پڑھ کر ذہن نشین کر لیا جائے تو ارکان حج و عمرہ کے ادا کرنے میں سیدھی راہ مل جائیگی مندرجہ بالا مضمون سے واضح ہو گیا ہوگا کہ دین اسلام کی تکمیل اس فریضہ پنجم حج کے بعد ہوئی ہے۔ اور حج کی ادائی ہر مومن کے لئے بہت ضروری ہے مسجد الحرام میں ہر مسلمان کو حاضر ہونا لازم آتا ہے۔ خالص توحید خدا کا نقشہ دل پر وہاں پہونچنے کے بعد نمایاں ہوتا ہے۔ برکت وامن اور ہدایت مسلمانوں کو وہیں سے حاصل ہوئی ہے۔ آنحضرت صلعم نے مکہ کو کفار سے فتح کرنے میں

جو جو کوششیں فرمائیں۔ ان پر ہر مسلمان کو غور کرنا چاہیئے یہ سب کیوں تھا۔ اس کا راز صرف اس میں ہے کہ خدا کے واحدانیت کی تجلی کا عکس مسلمانوں کے دل میں اگر جاں گزین ہوتا ہے تو صرف کعبہ میں داخل ہونے سے۔ اس لیئے اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مکہ کو تمام عالم کے ہدایت کا مرکز قائم کیا ہے۔ ہمارے رسول مقبول مکہ کو کفار کے قبضہ سے حاصل کرنے میں اتنی جانفشانیاں اور مسلسل تدابیر جو اختیار کئے تھے وہ محض اس لیئے کہ خانہ کعبہ مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے اور دنیائے عالم کے مسلمان وہاں پہونچکر خدائے وحدہ لاشریک کا جلوہ دیکھیں۔ میں تو یہ کہونگا کہ ہزار ہا ریاضتیں ایک طرف اور مکہ کی ایک وقت کی حاضری مسلمان کو خالص موحد بنانے کے لیئے بہت کافی ہوتی ہے بشرطیکہ اغراض حج سے مسلمان واقف ہوکر مسجد الحرام میں حاضر ہو اور بیت اللہ شریف پر ایک نظر ڈالے کعبۃ اللہ میں مقناطیسی اثر ہے۔ اگر مسلمانوں کے لئے آئینہ کعبتی ہے تو صرف بیت اللہ شریف ہے۔

قرآن مجید کے سورہ فتح میں اور سورہ ال عمران میں لفظ مکہ اور بکہ آیا ہے۔ اور توریت زبور اور انجیل میں بھی مکہ کا ذکر آیا ہے اس شہر کی بنا دابراہیم علیہ السلام سے ہوتی ہے۔ یہ وہ شہر ہے جس کو اللہ نے قرآن میں بلد الامین (امن والا شہر) فرمایا ہے۔ یہ وہی شہر ہے جس کی قسم اللہ تعالیٰ کہا تا ہے۔ (لا اقسم بھذا البلد)۔ یہ وہی شہر ہے جس کے نسبت رسول مقبول نے کہا تھا۔ اے خدا تو خدا کی زمین پر بہتر ہے۔ اور ساری زمین سے خدا کو زیبا ہے۔ اگر مجھے یہاں سے نہ نکالا جاتا تو میں کبھی نہ جاتا۔ یہ وہی شہر ہے جہاں ہر مسلمان کو آنا اسلام نے فرض گردانا ہے۔ یہ وہی شہر ہے جہاں کے عرصات اور دردی مسلمانوں کے لئے شناسا ہیں۔ یہ وہی شہر ہے جہاں حاجی کو لباس احرام کے سوائے داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے یہ وہی شہر ہے جس کے حدود میں کسی جانور کا شکار کیا نہیں جاسکتا۔ یہ وہی شہر ہے جس کے بیرونی حدود تک کوئی درخت وغیرہ کاٹا نہیں جاسکتا۔ یہ وہی شہر ہے جس کے اندر خدا کا پہلا گھر موجود ہے۔ جس کے زیارت کے لئے ہر مسلمان کا دل بیتاب رہتا ہے۔ اور جس کے زیارت ہر ایک مومن مال و اولاد۔ ازدواج خویش و اقارب کو چھوڑ کر آرام و آسائش سے منہ موڑ کر اپنے آپ جملہ آفات و مصائب کا نشانہ اور مہلکات کا آماجگاہ بنا کر اس تک پہونچنے کو اپنا بہترین سعادت شمار کرتا ہے یہ سب اس لئے کہ یہاں پہونچکر امن میں داخل ہو جائے۔ اور برکت حاصل کرے چونکہ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو فطرت انسانی پر پیدا کیا ہے اس لئے مسلمان کا دل

یہاں آنے پر فطرتہً مائل رہتا ہے، انسانی فطرت اللہ کو یکتا و قادر مطلق خیال کرتی ہے پس اس مقام پر پہونچنے کے بعد خالص موحد بن جاتا ہے برکات اور افضال الٰہی سے مالا مال ہو کر با امن بن جاتا ہے، امن کیا ہے دل کی تسکین، دل کا اطمینان اور خاطر جمعی ہے۔ خاطر جمعی سے انسان اپنی زندگی راحت سے بسر کرتا ہے۔ راحت کی زندگی سے دین و دنیا میں درجات حاصل ہوتے ہیں۔ بس یہی ایک نکتہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر حج فرض گردانا ہے۔

چونکہ دنیا میں مختلف عقائد اور مختلف المذاہب انسان آباد ہیں مسلمانوں کا ہمیشہ اُن سے میل جول رہتا ہے مراسم اور رسم و رواج اور تقلید کا بھی انسان پر گہرا اثر ہوتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ سورہ برات (توبہ) وحی نازل کی کہ مسجد الحرام میں صرف مسلمان عبادت کریں کیونکہ مسلمان ہی دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت کرنے والے ہیں شرک وغیرہ کی گندگی سے بیت اللہ شریف کو پاک رکھنے کے عوض سے اللہ تعالیٰ احکم دیدیا ہے کہ

اے ایمان والو۔ وہ جو خدا کا شریک ٹھیراتے ہیں وہ نجس و گندہ ہیں۔ تو وہ اب کے سال کے بعد اس حرمت والی مسجد کے قریب نہ آنے پائیں۔ اور اگر تم ان کی آمد و رفت کے رک جانے کے باعث فقر و فاقہ سے ڈرتے ہیں تو ایسا خیال نہ کرو۔ خدا چاہا تو وہ تم کو اپنے فضل و کرم سے غنی کر دیگا۔ بیشک خدا (اپنے حکم کی مصلحتوں کو) جاننے والا اور حکمت والا ہے تم اون سے لڑو جن کو کتاب الٰہی دی جا چکی تھی۔ اون سے جو خدا پر اور قیامت پر یقین نہیں رکھتے اور نہ اس کو حرام کرتے ہیں جس کو خدا اور اس کے رسول نے احرام کیا۔ اور نہ وہ سچے مذہب کی پیروی کرتے ہیں۔ اور یہ لڑائی ان سے اس وقت تک جاری رکھو جب تک وہ مطیع ہو کر جزیہ (خراج اطاعت) نہ ادا کریں۔ ان آیات قرانی کے نازل ہوتے ہی ۹ھ میں آنحضرت صلعم نے حج کے موقع پر اعلان کرا دیا کہ آئندہ سال کعبہ کا حج صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص رہیگا۔ مشرکین کو اجازت نہ ہوگی۔ اور شدید بیماری کی حالت میں مسلمانوں کو تاکید فرمایا کہ جزیرۃ العرب مشرکین سے پاک کرنے میں سعی بلیغ کی جائے۔ آنحضرت صلعم کے الفاظ مبارک ان آیات کی تشریح میں یہ تھے۔ (مشرکوں کو جزیرۃ العرب سے نکال دو۔ جزیرہ عرب میں دو دین (ایک حق اور ایک باطل) باقی نہ رہیں۔ دو قبلے دینی عبادت کے دو مرکز باقی نہ رہیں۔

اسلام نے اپنے اس حکم میں اس مصلحت کو نظرانداز نہیں کیا ہے کہ ایک جماعتی دن ہے۔ اس کی عمارت کی پانچ بنیادیں، توحید، نماز، روزہ، زکواۃ اور حج اس کی اسی وحدت اور اجتماع کے پہلو کو نمایاں کرتی ہیں۔ توحید کیا ہے۔ صرف ایک قادر ہستی کا اعتراف کیا جائے۔ نماز ان کی جماعت اور اوقات معین بھی اس لئے شروع ہیں کہ مسلمانان سینکڑوں ہزاروں اور لاکھوں کی کثرت کے باوجود ایک ہوکر منظر عام پر آئیں۔ اور ایک ہی معین وقت میں تمام روئے زمین کے اہل ایمان خدا کے سامنے جھکتے نظر آئیں۔ روزہ کے اوقات و ایام کا یقین اور ماہ رمضان کی تخصیص بھی اسی لئے ہے کہ زمین کے جس گوشہ میں بھی مسلمان ہوں۔ وہ سب ایک ہی وقت ایک ہی حالت اور ایک کیفیت میں جلوہ گر ہوں۔ زکواۃ کی ایک خاص مقدار معین کی گئی اور اس کی شروع صورت یہ رکھی گئی کہ وہ ایک ہی جگہ (بیت المال میں) جمع ہوکر مقررہ مصارف میں خرچ ہو۔ مسلمانوں میں اوس سے راحت کے سامان پیدا ہوں۔ قوم میں کوئی نادار نہ رہنے پائے۔ حج کے خاص مہینہ۔ خاص طریقہ، خاص لباس۔ خاص مقام بھی اسی لئے تعین کیا گیا کہ اس سطح عرض کے تمام کلمہ گو ایک ہی رنگ روپ ایک ہی شکل وصورت۔ ایک ہی طریق و انداز سے ایک مرکز ربانی کے گرد جمع ہوکر وحدت اسلامی کے مجسم پیکر بن جائیں۔

احادیث صحیح میں مسلمانوں کے وحدت اور اجتماع کے جو احکام ہیں وہ بھی اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں۔ (ترمذی) خدا کا ہاتھ مسلمانوں کی اجتماعی وحیثیت (جماعت) پر ہے، جو اس سے علیحدہ ہوا، دوزخ میں علیحدہ ہوا۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے دیوار کی طرح ہے جسکی اینٹ دوسری اینٹ سے ملکر اس کو مضبوط کرتی ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ بیشک اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر اس طرح لڑتے ہیں کہ گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں

کانھم بنیان مرصوص

(سورۃ صف)

خدا سورہ بقر میں فرماتا ہے کہ (مسلمانوں) تم اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر دو اور اے مسلمانوں جہاں ہی تم ہو اسی کی طرف اپنا چہرہ پھیر دو۔ اسی مرکزی جہت کا نام قبلہ ہے یہ مرکزی جہت اور قبلہ وہ بیت الہی قرار پایا جو دنیا میں خدا کا پہلا گھر تھا۔ سورہ بقر میں ارشاد الہی یہ بھی

ہے کہ یاد کرو کہ ہم نے خانۂ کعبہ لوگوں کا مرجع اور امن بنایا۔ سورہ مائدہ میں ارشاد بھی ہے کہ خانۂ کعبہ یعنی اس مقدس گھر کو لوگوں کے لئے ٹھہراؤ بنایا۔

سورہ توبہ میں مشرکین کو مسجد الحرام کے نزدیک جانے سے جو ممانعت کر دی گئی ہے اس کی وجہ خاص یہ ظاہر ہوتی ہے کہ کسی خاص گوشہ اراضی کو بیگانہ خیالات وعقائد اور ادب ورسوم کے شر وفساد اور تاریکی وگمراہی سے محفوظ رکھنے کی اس کے سوائے کوئی صورت نہیں تھی کہ اس گوشہ کو خاص خیالات وعقائد اور آداب ورسوم کی جماعت کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔ اور دوسری جماعتوں کو وہاں کے قریب واتصال آمد ورفت اور قیام وسکونت سے روک دیا جائے کہ بیگانہ خیال وعقائد اور اجنبی آداب ورسوم کے سرایت ونفوذ صرف اجنبی قوموں۔ اور بیگانہ اشخاص کے میل جول۔ امتزاج اور صحبت ہی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اس لئے دنیا کے دائمی مذہب کے لئے جس کے بعد کوئی نیا مذہب اس کو دیا نہ جائیگا۔ یہ ضرور تھا کہ اس کے قیام وبقا اور تحفظ کے لئے ایک ایسا خطۂ اقدس مخصوص کر دیا جائے جہاں وہ تنہا حکمراں اور آباد ہو تاکہ اگر کبھی وہ دنیا میں بے وطن ہو جائے تو اس سرزمین میں اس کا وطن رہے اگر کبھی اوس کی مشعلیں زمین کے دوسرے خطوں میں بجھی جائیں تو روشنی کا ایک منارہ کم از کم ایک گوشہ خاکی میں قائم رہے۔ جہاں سے اس کی بجھی ہوئی مشعلوں کو دوبارہ روشنی مل سکے یا اگر کبھی اس کی ہدایت کی بیرونی نہریں خشک وگدر ہو جائیں۔ تو اس کا ایک سرچشمہ باقی رہے جہاں سے دوبارہ اوس کو حیات مل سکے۔ اسلام اور بانی اسلام نے بہت دور اندیشی سے کام لیکر جزیرۃ العرب کے خطہ کو غیر از مسلم سے پاک رکھا۔

زمین حرم اسلام کا دینی اور مذہبی مرکز ہے۔ اس کا گوشہ گوشہ اسلام کا معبد اور مسلمانوں کا مشہد ہے۔ خدا ابراہیمؑ اور اسمٰعیل کو فرماتا ہے تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں۔ اعتکاف کرنے والوں، رکوع کرنے والوں اور سجود کرنے والوں کے لئے پاک کرو اس سے خدا کا صرف یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ مسجد حرام میں صرف خدا کے خاص عبادت کے سوائے اور کوئی عمل نہو۔

سورۃ ابراہیم۔ اور جب ابراہیم نے کہا میرے پروردگار اس شہر کو امن دینے والا بنا اور مجھ کو اور میری نسل کو اس سے بچا کہ ہم بتوں کو پوجیں۔ میرے پروردگار ان بتوں نے گمراہ کیا ہے

تو جو میری پیروی کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو بخشنے والا مہربان ہے ہمارے پروردگار میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے مقدس گھر کے پاس بن کھیتی کے میدان میں اس لئے لاکر بسایا ہے کہ ہمارے پروردگار تاکہ وہ نماز قائم کیا کریں (یعنی تیری عبادت کریں۔

اس آیت میں دو بات قابل ذہن نشین معلوم ہوتی ہیں ایک یہ کہ ارض حرم کے بادشاہی کا تاجدار صرف خدائے قدوس ہے۔ دوسرا ارض حرم قدوسیوں کا مسکن، حق جوئیوں کا مامن اور سچے فرزندان ابراہیمؑ کا وطن ہے، حضرت ابراہیمؑ نے یہ جو کہا کہ جو میری پیروی کرے۔ وہی مجھ سے ہے یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ جس نے خلوص سے کلمہ توحید ادا کیا وہ ارض حرم کو اپنا بنانے کا مستحق ہے اسکی تائید میں قران کے سورہ حج میں اللہ تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے (بیشک وہ جو کافر ہیں اور جو راہ الہٰی سے اور اس کے مسجد الحرام سے روکتے ہیں جس کو ہم نے تمام انسانوں کے لئے بنایا ہے اور جس میں وہاں کے رہنے والے اور باہر کے دونوں کے حق برابر ہیں)

اس اعلان الہٰی کے بعد ارض حرم کل مسلمانوں کے لئے یکساں وقف ہو جاتی ہے۔ وہاں شخصی تصرف شریعت محمدی کے خلاف ہو جاتا ہے۔ سورہ بقر۔ ابراہیم علیہ السلام نے خدائے پاک سے جب یہ دعا کی کہ (میرے پروردگار اس شہر کو امن دینے والا بنا۔ تو اللہ پاک کا ارشاد اس دعا کے جواب میں یہ ہوتا ہے کہ (اور جب ہم نے خانہ کعبہ کو لوگوں کا مرجع اور امن بنایا) اس کے دارالامن بنانے کے بارہ میں بارگاہ خداوندی سے حسب ذیل منشور نافذ ہوتا ہے۔

ومن دخلہ کان آمنا (جس نے اس کے اندر قدم رکھا وہ مامون ہو گیا)۔ سورہ حج میں ارشاد خداوندی یوں ہوتا ہے (جو اس میں منحرف ہو کر ظلم کا ارادہ کریگا ہم اس کو دردناک عذاب چکھائیں گے۔

مندرجہ بالا مضمون سے واضح ہو جائیگا کہ ارض حرم صرف عبادت گزاری کا گھر ہے۔ وہ تمام دنیائے اسلام کی ملکیت ہے۔ وہ دارالامن ہے۔ یہاں ظالم سزایاب ہوگا۔ اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ یہ سرزمین بادشاہوں اور فوج کشیوں کے لئے نہیں ہے۔ یہ انبیاؤں اور صوفیوں کا

مقام نہیں ہے۔ یہ سازشوں اور چال بازیوں کی کمینگاہ نہیں ہے۔ آنحضرت صلعم۔ ابوبکر صدیقؓ عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ۔ ان میں سے کون تھا جو اپنے آبائی وطن کا شیدا نہ تھا۔ تاہم کسی نے بھی اس کو ملک کی سیاست کا بازیچہ نہیں بنایا۔ اور ملک کا دارالخلافہ مدینہ ہی کو باقی رکھا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے زمانۂ فتنہ نے یہ بھی ظاہر کر دیا۔ کہ حرم ابراہیم کی طرح حرم محمدی بھی سیاست گاہ اقوام بننے کے لائق نہیں ہے چنانچہ حضرت علی مرتضیٰ نے اسی بنیاد پر دارالخلافہ کو مدینہ سے کوفہ میں منتقل فرمایا تھا۔ حضرت عبداللہ بن زبیر نے جب اس کے خلاف مکہ کو سیاسی مرکز بنایا تو نتیجہ یہ ہوا کہ خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بج گئی فتح مکہ کے موقع پر خود آنحضرت صلعم نے مکہ میں خونریزی کو نامناسب فرمایا تھا۔ شدید سے شدید دشمن کو امن دیدیا

احادیث کثیرہ میں یہ مضمون وارد ہے کہ حج مبرور تمام صغائر اور کبائر گناہوں کو میٹ دیتا ہے جس آیت قرآنی سے مسلمانوں پر رکن حج فرض کردیا گیا ہے۔ اس میں طاقت ہونا شرط ہے طاقت سے مراد آزادی۔ رحمت اور آسانی اور امن راہ ہے۔ علامہ ابن ہمام نے فتح میں امام کرمانی سے نقل کیا ہے کہ جب تری کی راہ میں غالب سلامتی ہو اور جگہ ہے جہاں عادتاً رکوب (جہاز) جاری ہوں تو حج واجب ہوتا ہے۔ آسانی کی یہ تعریف ہے کہ اتنا مال ہو جو اہل وعیال کی حاجت کو کفایت کرے جب تک حاجی سفر حج میں رہے۔ اور خود اس کو اس مدت سفر مقدس میں کھانے پینے کو کافی ہے اور قرض واحتیاج کا منہ نہ دکھلائے بلکہ اس کا آنا جانا اپنے مال سے ہو۔ جب ایسی وجہ مذکور سے استطاعت پائی جائے تو عمر بھر میں ایک مرتبہ حج فرض ہوگا۔ اور سوا اس کے جو حج ہوگا وہ حج نفل مگر حج نذر وسنت کہ وہ واجب ہوگا جیسے دیگر عبادات نذر۔ جس شخص پر بوجہ استطاعت نہ ہونے کے حج واجب نہ تھا۔ وہ جب مکہ معظمہ پہونچ جائیگا تو بوجہ استطاعت حج فرض ہو جائیگا۔ اور جو حج کریگا وہ حج فرض ہوگا۔ بچہ اور غلام پر حج فرض نہیں ہے جو حج بچہ اور غلام ادا کرے وہ حج نفل ہوتا ہے۔ بلوغ کو پہنچنے اور غلامی سے آزاد ہونے کے بعد پھر ان پر حج فرض ہو جاتا ہے۔ استطاعت میں صحت بدن بھی داخل ہے۔ اندھے۔ مفلوج اور پاؤں کٹے ہوئے اور مریض پر جو سفر کی طاقت

نہیں رکھتا ہو ۔ حج واجب نہیں ہے ۔ ایسے اشخاص کے جانب سے حج بدل کرانا بھی فرقہ حنفیہ میں واجب نہیں ہے کیونکہ استطاعت مشروط مفقود ہے ۔ نص قرآنی سے صحت بدن شرائط وجوب سے ہے نہ شرائط ادا سے پس غیر سے حج کرانا واجب نہیں ہے ہاں یہ دوسری بحث ہے کہ وجوب ان اعذار سے پہلے محقق ہو لیا ہو ۔ اسی اصول پر دوسرے شخص کے ذریعہ حج نیابتاً کرانے کا رواج اسلام میں رائج ہے ۔ اسلام میں عورت پر بھی حج فرض ہے ۔ مگر اس کے واسطے ضرور ہے کہ مدت سفر حج میں اس کے ساتھ محرم شرعی یا اوس کا خاوند ہو ۔ یہاں یہ بھی معلوم ہو کہ خاوند کو منع کرنا جائز نہیں ہے ۔

عمرہ مذہب حنفی میں سنت ہے اور امام شافعی کے نزدیک واجب البتہ حج وعمرہ دونوں میں احرام واجب ہے حج کا وقت ماہ ذی الحجہ کے چند دن مخصوص اور اس کی شرط احرام ہے احرام خواہ میقات سے باندھا جائے یا اس کے پہلے دوسری جگہ سے ۔ میقات یعنے احرام باندھنے کا مقام آنحضرت صلعم نے اہل مدینہ کے لئے ذوالحلیفہ ۔ اہل شام کے لئے حجفہ ۔ اور اہل نجد کے لئے قرن ۔ اور اہل یمن کے لئے یلملم مقرر فرمایا ہے ۔ ہر جہاز اطراف سے مکہ کو جانے والے ان ہی مقامات سے گزرتے ہیں ۔ ان لوگوں کے لئے جو ان شہروں اور مقامات کے مقابل سے گزرتے ہیں ۔ ان محاذات کو مقام میقات قرار دیا گیا ہے ۔ مثلاً ہندوستان کے لوگ مکہ جانے کے لئے یلملم کے محاذ سے گزرتے ہیں پس ہندوستانیوں کا مقام میقات یلملم قرار پایا ۔ یلملم کے محاذ پر پہونچتے ہی احرام باندھ لینا چاہئے بمقام میقات سے احرام باندھنا واجب ہے حج کے رکنوں میں عرفات میں ٹھیرنا ۔ کعبہ کا طواف کرنا زیارت کعبہ کرنا اور احرام سے باہر آنا فرض ہے ۔ ان کے ترک سے حج فوت ہو جاتا ہے ۔ مذہب حنفیہ میں حاجی کا میقات سے یا اس سے پہلے یا وطن سے احرام باندھنا ۔ عرفات میں مغرب تک ٹھیرنا ۔ اور درمیان صفا و مروہ کے سعی کرنا اور شیطانوں پر بمقام منیٰ کنکریاں پھینکنا اور آفاقی کے لئے طواف صدر اور مقام منیٰ میں ترتیب وار افعال کرنا واجب قرار دیا گیا ۔ ان کے ترک سے حج تو فاسد نہیں ہوتا مگر خون واجب ہوتا ہے یعنے ان غلطیوں کے بدلہ قربانی کے جانوروں میں سے کوئی جانور قربانی کرے ۔ جیسے ترک واجب نماز سے سجدہ سہو نماز کو کامل کر دیتا ہے ۔

دمِ قربانی کرنے سے حج کامل ہو جاتا ہے۔ ارکان ذیل مذہب حنفیہ میں سنت قرار دیے گئے ہیں۔ طواف قدوم و رکن میں اکڑ کر چلنا میلین کے درمیان سعی کے وقت دوڑنا۔ قیام منیٰ کے ایام میں راتوں کو منیٰ میں شب باش ہونا یعنی سے بعد طلوع آفتاب عرفہ کی طرف لوٹنا مزدلفہ سے قبل طلوع جانب منیٰ لوٹنا۔ اور منیٰ میں سوائے واجبات کے اور جو افعال کئے جائیں۔ وہ سنت میں داخل ہیں۔ عورت کے ساتھ صحبت کرنا۔ یا بوسہ لینا۔ بالوں کا دور کرنا خوشبو لگانا۔ مرد کا سر ڈھکنا۔ اور چہرہ کا ڈھکنا۔ مرد کو سلے ہوئے کپڑے پہننا اور سر کو منڈوانا اور شکار کرنا یا دوسرے کو اس کی رہنمائی کرنا حالت حج میں منع ہے۔ ارتکاب ممنوعات سے حج فاسد نہیں ہوتا۔ مگر بدلہ لینے صدقہ یا جرمانہ بشکل قربانی واجب ہوتا ہے۔ اگر قبل وقوف کے عورت سے صحبت کرے تو حج فاسد ہو جاتا ہے۔ جو امور احرام حج میں ممنوع ہیں احرام عمرہ میں ممنوع ہیں۔

جدول مناسک حج بر روئے مذاہب اربعہ

نمبر	نام مناسک	حنبلی	شافعی	مالکی	حنفی
۱	احرام عمرہ	رکن	رکن	رکن	شرط ض روایۃً رکن ہے
۲	طواف عمرہ	"	"	"	رکن
۳	سعی در عمرہ	"	"	"	واجب
۴	احرام حج یعنی نیت داخلہ	"	"	"	شرط
۵	احرام کیا نہ تلبیہ ورسی کے بعد تلبیہ	سنت	سنت	واجب	سنت
۶	احرام از میقات	واجب	واجب	واجب	واجب
۷	طواف القدوم	سنت	سنت	"	سنت
۸	حجر اسود سے آغاز طواف	شرط	شرط	"	واجب

۹	طواف میں ستر عورت	شرط	شرط	شرط	واجب
۱۰	طہارت از حدثین بوقت طواف	؍؍	؍؍	؍؍	؍؍
۱۱	طواف کے دو نفل	سنت	سنت	واجب	واجب
۱۲	طواف کے بعد سعی	شرط	شرط	؍؍	؍؍
۱۳	طواف کے بعد سعی میں فاصلہ نکیا جائے	سنت	سنت	؍؍	سنت
۱۴	سعی میں صفا سے آغاز کرنا	شرط	شرط	شرط	واجب
۱۵	طواف میں اور سعی میں پیدل چلنا جبکہ پیدل چل سکتا ہو۔	سنت	سنت	واجب	واجب
۱۶	طواف میں یا سعی میں اشواط کی موالات	شرط	سنت	واجب	واجب
۱۷	دن میں عرفہ کے اندر ٹھیرنا	رکن	رکن	واجب	رکن
۱۸	شام تک عرفہ میں ٹھیرنا	واجب	واجب	رکن	واجب
۱۹	امام کیساتھ عرفہ سے روانگی	سنت	سنت	واجب	؍؍
۲۰	مزدلفہ میں ٹھیرنا	واجب	واجب	واجب	واجب
۲۱	مزدلفہ میں مغرب عشا تاخیر سے پڑھنا	سنت	سنت	سنت	سنت
۲۲	ایام تشریق کی راتوں میں منیٰ میں ٹھیرنا۔	واجب	واجب	واجب	؍؍
۲۳	رمی جمار	واجب	واجب	واجب	واجب
۲۴	رمی جمار کو رات تک موخر نہ کرنا	سنت	سنت	؍؍	سنت
۲۵	سر منڈانا یا بال کترنا	واجب	رکن	واجب	واجب
۲۶	رمی و ذبح و حجامت میں ترتیب	سنت	سنت	سنت	واجب
۲۷	حجامت حرم میں ایام نحر	؍؍	؍؍	؍؍	؍؍
۲۸	طواف الافاضہ	رکن	رکن	رکن	رکن
۲۹	طواف (سات چکر)	شرط	شرط	شرط	واجب

۳۰	طواف بیرون حجر و شاذروان	شرط	شرط	شرط	واجب
۳۱	سعی کے بعد طواف اضافہ کرنا	سنت	سنت	واجب	سنت
۳۲	طواف اضافہ کا ایام نحر میں کر لینا	؍؍	؍؍	سنت	واجب
۳۳	سعی فی الحج	رکن	رکن	رکن	؍؍
۳۴	طواف الوداع	واجب	واجب	جائز	؍؍

احرام

۔ رکن حج میں احرام ایسا ہے جیسے نماز میں تکبیر تحریمہ ہے۔ اس کو احرام اس لئے کہتے ہیں کہ اس سے مباح چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔ بغیر احرام باندھے میقات سے گزرنا جائز نہیں ہے۔ احرام باندھنے سے قبل حجامت بنوالیں۔ ناخن کتر لیں۔ موئے زیر ناف۔ بغل کے بال صاف کریں۔ اور مونچھیں تراشیں۔ حالت احرام میں ناخن کترنا۔ بال مونڈنا جرم ہے۔ حجامت سے فارغ ہو کر غسل کریں۔ حضور اقدس نے احرام باندھنے کے قبل بدن پر خوشبو مل لیا تھا۔ مرد کے لئے احرام ہی صرف کپڑے ہیں۔ ایک تہمد۔ دوسرا چادر۔ یہ سفید اور دھلی ہوئی اگر نئی ہوں تو افضل ہے۔ سلا ہوا کپڑا یا رنگین کپڑا احرام میں مرد کے لئے جائز نہیں ہے۔ عورت کے لئے ان کپڑوں کی خصوصیت نہیں ہے۔ عورت عموماً جو لباس استعمال کرتی ہے وہی احرام میں کام میں لائے جا سکتے ہیں۔ ستر پوشی کے لحاظ سے سلا ہوا کپڑا عورت کے لئے جائز رکھا گیا ہے۔ احرام میں عورت کو بھی منہ کھلا رکھنا چاہئے۔ اگر محمل یا سائبان میں ہو تو درست ہے کہ البتہ عورت کو خوشبو لگانا ایسے رنگ کا کپڑا پہننا جس سے خوشبو کی لپٹ آتی ہو۔ جائز نہیں ہے۔ عورت کو چاہئے کہ سر کے بال چھپائے رکھے تاکہ محرم کے سامنے اپنے منہ کو کسی شئے سے آڑ میں لائے۔ مگر اس شئے کو چہرہ سے مس ہونے نہیں دیا جائے گا۔ احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نماز بہ نیت احرام ادا کریں۔ پہلی رکعت میں سورہ الحمد کے بعد سورہ قل یا ایہا الکافرون۔ اور دوسری رکعت میں سورہ قل ہو اللہ پڑھا جائے۔ سلام پھیر کر حج کی نیت باندھی جائے۔

حج کے افعال تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اول قران۔ دوم تمتع۔ سوم افراد۔ ایک احرام سے حج اور عمرہ دونوں ادا کرنے کو قِران کہتے ہیں۔ ایک سفر اور دو احرام سے حج اور عمرہ کا علیحدہ علیحدہ ادا کرنا تمتع کہلاتا ہے۔ اور فقط حج کرنے کو افراد کہا جاتا ہے۔ قران سب سے افضل ہے۔ اس کے بعد تمتع۔ اس کے بعد افراد۔ اور سب سے آخر عمرہ ہے۔ وجہ افضلیت یہ ہے کہ ثواب کی کمی زیادتی اکثر مشقت و محنت کی کمی و زیادتی پر موقوف ہوتی ہے۔ چونکہ قران میں تمتع کی طرح دو عمل ادا کرنے کے علاوہ احرام بہت دنوں تک رہنے کے باعث مشقت زیادہ اٹھانی ہوتی ہے۔ اس لئے یہ سب سے افضل ہے۔ اور تمتع میں اگرچہ عمل تو دو ہوتے ہیں۔ مگر پہلے احرام کے بعد چونکہ آدمی حلال ہو جاتا ہے اس لئے اس میں اتنی مشقت نہیں رہتی۔

احرام باندھ کر دو رکعت نفل ادا کرنے کے بعد افراد۔ تمتع یا قران کی نیت کرنی چاہیئے۔

(۱) افراد یا حج کی نیت۔ اے اللہ میں حج کا ارادہ کرتا ہوں (یا کرتی ہوں) تو میرے لئے حج کی ادائیگی آسان فرما دے۔ اور مجھ سے اس عبادت حج کو قبول بھی فرمالے۔ خالص اللہ کے لئے میں نے حج کی نیت کی ہے۔

(۲) عمرہ کی نیت۔ اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں تو میرے لئے عمرہ کی ادائیگی آسان فرما دے۔ اور مجھ سے اس عبادت عمرہ کو قبول بھی فرمالے۔ خالص اللہ تعالیٰ کے لئے میں نے عمرہ کی نیت کی ہے۔

(۳) قران کی نیت۔ اے اللہ میں نے حج اور عمرہ دونوں عبادتوں کا ارادہ کیا ہے۔ تو میرے لئے حج اور عمرہ کی ادائیگی آسان فرما دے اور مجھ سے اس عبادت حج و عمرہ کو بھی قبول فرمالے میں نے خالص اللہ کیلئے حج و عمرہ کے لئے نیت کی ہے۔

قران میں میقات سے حج اور عمرہ کا احرام اکٹھا باندھ کر مکہ پہنچنے کے بعد عمرہ کے لئے طواف اور سعی کرلے۔ مگر احرام نہ اتارے۔ اور اسی احرام سے مناسک حج ادا کرے۔

جس نے تمتع کی نیت باندھی وہ مکہ پہنچ کر کعبہ کا طواف کرے۔ صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور سر کے بال منڈا لے یا حلق کرے۔ اور احرام اتار کر حلال ہو جائے۔ اور ۸ ذی الحجہ کو حج کا احرام مکہ میں باندھ کر مناسک حج ادا کرے۔

حج یا عمرہ یا قران کی نیت کرنے کے بعد تلبیہ یعنے لبیک باآواز بلند کہے۔ دعورتوں کو بلند آواز میں لبیک کہنا جائز نہیں ہے۔ تلبیہ اس طریقہ پر کہا جایا کرے۔ (میں خدمت میں حاضر ہوں۔ الٰہی میں تیری خدمت میں حاضر ہوں۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ میں خدمت میں حاضر ہوں بے شک سب تعریف تیری ہی لئے ہے۔ اور ساری بادشاہی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی بھی شریک اور ساتھی نہیں ہے۔

راستہ میں اکثر لبیک یا تلبیہ کہتا رہے اور ہر نماز کے بعد اور جب بلندی یا پستی پر چڑھے اور اترے کسی سواری پر چلے تلبیہ کہے۔ تلبیہ مرد کو زور سے کہنا سنت ہے۔ ترک تلبیہ سے گناہ ہوتا ہے احرام والا جب مکہ میں پہونچے تو ابتدا مسجد حرام سے کرے۔ جب راہ میں بیت اللہ کا معاینہ کرے تکبیر و تہلیل کہے اور جو کچھ چاہے دعا کرے۔ سب سے بڑی دعا طلب جنت اور معافی گناہ ہے۔ بیت اللہ میں پہونچکر ابتداء حجر اسود سے کرے۔ خانہ کعبہ کو اپنے بائیں جانب لیکر خانہ کعبہ کے اطراف سات بار چکر لگائے۔

حجر اسود کی طرف رخ کرکے تکبیر و تہلیل کہے۔ وہاں کھڑے ہوکر طواف کی نیت یوں کرے الٰہی میں تیری عزت والے گھر کے طواف کا ارادہ کرتا ہوں پس تو اوسے مجھ پر آسان فرما دے۔ اور قبول فرمالے۔

اس نیت کے بعد خانہ کعبہ کے اطراف سات چکر لگائے جب حجر اسود کے نزدیک یا مقابل ہو جائے۔ تو ہر ایک چکر میں حجر اسود کا بوسہ لے اگر بوسہ لینے کا موقع نہ ملے تو کانوں تک دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائے جیسے تکبیر تحریمہ کے وقت نماز میں ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں لیکن ہتھیلیاں حجر اسود کے طرف ہوں۔ اور زبان سے یہ کہے۔

شروع اللہ کے نام سے اور سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ سب سے بڑا ہے اور درود و سلام رسول اللہ پر۔

اگر بوسہ کا موقع نہ ہو تو ہاتھ سے چھونے کی کوشش کرے۔ اگر اس کا بھی موقع نہ ہو تو باریک لکڑی سے چھونے کی کوشش کرے۔ اگر اس کا بھی موقع نہ ہو تو مندرجہ بالا طریقہ پر ہاتھوں سے اشارہ کرنا کافی ہے۔ طواف کے وقت بہت آہستہ آہستہ چلنا چاہئے تاکہ کسی کو ذرا بھی تکلیف نہ

پہونچے. جس قدر لوگوں کو تکلیف پہونچگی اتنا ہی ادائی رکن طواف میں نقص واقع ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ جب رکن کی یمانی کے پاس طواف میں گزر ہو تو موقع ملے تو اوس پر بھی ہاتھ پھیرے اگر موقع نہ ہو تو صرف اس طرف اشارہ کرے۔ طواف میں جب خانہ کعبہ کے دروازہ کے روبرو پہونچے تو یہ دعا پڑھے۔ اے اللہ یہ تیرا گھر ہے۔ اور یہ تیرا حرم ہے۔ اور یہ امن تیرا امن ہے۔ اور پناہ لینے والے کے لئے یہ جگہ جائے پناہ ہے رکن عراق پر پہونچکر یہ دعا پڑھے۔

اے اللہ پناہ مانگتا ہوں میں تجھے شک اور شرک اور نفاق دشمنی اور بد خلقوں سے اور بری نگاہ سے اپنے گھر والوں اور اولاد کے لئے۔

رکن شامی پر پہونچکر یہ دعا پڑھے (اے اللہ اس حج کو مقبول اور دوڑ دھوپ کو نیک کر اور گناہ کو بخش کاروبار میں فلاح دے۔ عزت عطا کر۔ اے بڑے بخشنے والے بخش دے اور رحم کر اور درگزر کر تو اس سے جو کچھ جانتا ہے۔ بے شک تو بڑا عزت والا اور بڑا کریم ہے۔ اور جب رکن یمانی پر پہونچے تو یہ دعا کرے۔ اے اللہ پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے کفر سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تجھ سے محتاجی سے اور عذاب قبر سے اور فساد زندگی اور موت سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری دنیا اور آخرت کے رسوائی سے۔

رکن یمانی اور رکن حجر اسود کے درمیان چلتے وقت یہ دعا پڑھے۔ (خدایا ہمارا دنیا میں بھی بھلا کر اور آخرت میں بھی بھلا کر اے اللہ ہم کو عذاب دوزخ سے بچا۔ اس طواف کو طواف قدوم کہتے ہیں جطواف میں سات پھیرے خانہ کعبہ کے مقرر ہیں۔ پہلے تین پھیروں میں اپنے چادر کے دونوں کناروں کو بغلوں کے نیچے سے نکالکر دونوں کندھوں پر ڈالے اور طواف میں رمل کرے۔ عورتوں کو رمل کرنا منع ہے۔ جب سات شوط یا پھیرے ختم ہو جائیں تو بیت اللہ شریف اور حجر اسود کے درمیان میں کھڑا ہو کر پیٹ اور سینہ اور داہنا رخسار کعبہ شریف کے دیوار سے لگا دے اور دونوں ہتیلیاں دیوار پر رکھ کر اوس پر سر رکھے یا کعبہ شریف کے آستانہ پر سر رکھے اس مقام کو ملتزم کہتے ہیں۔ اس جگہ دعا مستجاب ہوتی ہے۔ ملتزم پر یہ دعا پڑھے۔ اے قدرت والے اے عزت والے مجھ سے اپنی دہ نعمت زائل نہ فرما

جو تونے مجھے عطا کی ہے۔ پھر درود پڑھے۔ اور استغفار کہے اور دلی مراد مانگے۔ ارکان طواف میں حجر اسود کا بوسہ جو لیا جاتا ہے۔ اس کو استیلام کہتے ہیں۔ اس سے فارغ ہوکر مقام ابراہیم پہ جائے اور وہاں دو رکعت نماز ادا کرے۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورہ قل ھو اللہ پڑھا جائے۔ یہ دو رکعت واجب ہیں اس کے بعد دعا مانگے پھر حجر اسود پر جاکر بوسہ دے۔ اس سے فارغ ہوکر چاہ زمزم پر پہونچے۔ اور تین سانس میں کوکہ بھر کر زمزم پیئے۔ اور ہر مرتبہ شروع میں بسم اللہ اور ختم پر الحمد اللہ کہے۔

اس کے بعد باب الصفا سے حرم کے باہر نکلے اور کوہ صفا کے پاس پہونچکر کہے۔ بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ اس کے بعد کوہ صفا کے زینہ پر چڑھکر خانہ کعبہ کی طرف رخ کرے۔ اور یہہ کہے۔

نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ وہ ایک ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہت ہے اور سب تعریف اوس کے لئے ہے۔ وہ حیات بخشتا ہے۔ اور مارتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ کو پورا کیا۔ اور اپنے بندہ یعنے حضرت محمدؐ کو فتح نصرت عطا کی۔ اور غزوہ خندق میں کافروں کو شکست دی۔

کوہ صفا سے اترتے وقت یہہ دعا پڑھے۔ الٰہی موافق اپنے نبی کی سنت کے مجھ سے کام لے اور ان کے مذہب پر مجھے مار۔ گمراہ کرنے والے فتنوں سے مجھے بچالے اپنے رحمت کے طفیل سے اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ مہربان۔

کوہ صفا سے اتر کر سعی شروع کرے یعنی کوہ صفا سے مروہ تک سات چکر کرے۔ اس راستہ میں مسجد کے کنارہ فاصلے سے دو سبز نشان بنائے گئے ہیں ان کو میل کہتے ہیں۔ کوہ صفا سے پہلی میل تک آہستہ چلے پہلی میل سے دوسرے میل تک ذرا تیز چلے پھر آہستہ چلتے ہوئے کوہ مروہ کے پاس پہونچکر کوہ صفا کے موافق ارکان ادا کرے۔ یعنی وہی دعائیں پڑھے اس موافق سات چکر ادا کرے۔ یعنے صفا سے مروہ تک ایک چکر اور مروہ سے صفا تک دوسری چکر ہوتی ہے سعی کرتے وقت یہ دعا پڑھی جائے۔ (عورتیں میلین کے درمیان اپنے معمولی چال سے چلیں)

اے رب بخش اور رحمت فرما۔ اور ان غلطیوں سے جسے تو جانتا ہے درگزر فرما۔ بے شک تو بڑی عزت والا اور بڑا ہی کرم کرنے والا ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کے مذہب میں سعی واجب ہے سعی کے لئے طہارت لازم نہیں ہے مستحب ہے۔ جو افعال مسجد الحرام میں ادا کئے جاتے ہیں اون میں طہارت لازم ہے۔ بیرون مسجد حرام جو افعال کئے جاتے ہوں اس میں طہارت مستحب اور مستحن ہے۔ صفا کہ نہیں۔ بیرون مسجد حرام کے ارکان ادا کر سکتی ہے۔

اس کے بعد جس نے تمتع کا احرام باندھا ہو وہ احرام کھول دے۔ ۸ ذی الحجہ تک مکہ میں مقیم رہ کر طواف کعبہ کرتا رہے اور جو قران کا احرام باندھا ہو وہ شخص احرام نہ اتارے احرام ہی میں ۸ ذی الحجہ تک خانہ کعبہ کا طواف کرتا رہے۔ ۷ ذی الحجہ کو مکہ میں امام خطبہ پڑھتا ہے۔ اس خطبہ میں مناسک حج کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ۸ ذی الحجہ کی صبح مکہ سے روانہ ہو کر منیٰ پہونچے۔ ۸ ذی الحجہ کو یوم الترویہ کہتے ہیں۔ منیٰ میں شب باش رہے۔ مکہ سے منیٰ ساڑھے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ ۹ ذی الحجہ کو عرفہ کہتے ہیں۔ بعد نماز صبح اس تاریخ میں منیٰ سے روانہ ہو کر بعد طے مسافت بارہ میل میدان عرفات میں داخل ہو۔ یہاں امام خطبہ پڑھتا ہے۔ اس میں عرفات کے وقوف واپسی از عرفات۔ قیام مزدلفہ۔ قیام منیٰ۔ رمی جمار قربانی حجامت اور طواف و زیارت کے ضروری مسائل بیان کئے جاتے ہیں۔ ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ ظہر اور عصر دونوں وقتوں کی نماز بعد زوال پڑھی جاتی ہے۔ عرفات کا سارا میدان موقف ہے۔ عرفہ کے روز میدان عرفات میں مغرب کے وقت تک ٹھیرے رہنا رکن حج ہے۔ جبل رحمت کے قریب کھڑے ہو کر امام کے خطبہ سنے۔ میدان عرفات میں کھڑے ہوئے تحمید۔ تکبیر۔ تہلیل اور تلبیہ بلند آواز سے جاری رکھے اور اپنے لئے دعا مانگتے رہے۔ امام کے خطبہ ختم کرنے بعد رکن عرفات ختم ہو جاتا ہے۔ غروب آفتاب کے بعد عرفات سے روانہ ہو جائے۔ عرفات اور منیٰ کے درمیان ایک گاؤں ہے جس کو مزدلفہ کہتے ہیں یہاں آکر مغرب اور عشا کی نماز ایک اذان اور دو تکبیر کے ساتھ ملاکر ادا کرے۔ راستہ میں مغرب کی نماز نہ پڑھی جائے۔ اور نہ عرفات کے میدان میں مغرب کی نماز پڑھی جائے۔ ۱۰ ذی الحجہ کے صبح کی نماز اندھیرے میں مقام مزدلفہ ادا کرے۔ تکبیر تہلیل۔ درود اور تلبیہ پڑھتے رہے

اور دعا مانگتے رہے۔ خوب روشنی ہونے کے بعد طلوع آفتاب سے قبل مزدلفہ سے منیٰ کی طرف
روانہ ہو جائے۔ چلتے وقت کنکریاں چن لئے جائیں۔ منیٰ میں پہنچکر جمرۂ عقبہ پر سات
کنکریاں ماری جائیں۔ ہر ایک کنکر پر اللہ اکبر کہے پہلی کنکری پھینکنے کے بعد ہی تلبیہ بند کر دیا
جائے۔ اس کے بعد فارغ ہوکر قربانی کی جائے۔ اور سر منڈالیں یا بال کتروالیا جائے۔ اس کو
حلق کرنا کہتے ہیں۔ عورتیں صرف بال کی انیاں کترلیں تو کافی ہے۔ اس کے بعد احرام
کھولدیا جائے۔ اور احرام کے جتنے محرمات تھے بجز صحبت عورت کے حلال ہو جاتی ہیں
اس سے فارغ ہو کر اگر ممکن ہو تو مکہ جاکر طواف افاضہ کیا جائے۔ اس طواف میں رمل
اور سعی کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ طواف قدوم میں یہ ارکان ادا ہو چکے ہیں۔ اگر طواف
قدوم میں یہ ارکان ادا نہیں ہوئے ہیں تو اس طواف افاضہ میں تو وہ ارکان ادا کرنا ضروری
ہیں۔ بعد طواف افاضہ مکہ سے منیٰ واپس آکر شب باش رہو۔ ۱۱؍ ذی حجہ کو دن ڈھلنے کے
بعد تینوں جمرات (یعنے شیطانوں) پر سات سات کنکریاں مارو شروع اس جمرہ سے کرو جو
منیٰ میں مسجد خنیف سے قریب ہے۔ اس کے بعد بیچ والے جمرہ پر۔ اس کے بعد بڑے
شیطان یعنے جمرۂ عقبہ پر۔ یہ جمرہ منیٰ کے باہر مکہ کے راستہ میں ملتا ہے آج بھی منیٰ ہی میں
شب باش رہو۔ ۱۲؍ ذی الحجہ کو پھر اسی طریقہ سے تینوں جمروں کی رمی کرکے کنکریاں مار کرکے
منیٰ سے مکہ کو روانہ ہو جاؤ۔ اگر قربانی کے روز طواف افاضہ نہ کیا جاسکے تو مسجد حرام میں
داخل ہوکر حسب مندرجہ بالا طریقہ پر طواف ادا کرو۔ ارکان حج اب ختم ہو چکے ہیں۔ جتنے
دن مکہ میں مقیم رہو طواف کعبہ کرتے رہو۔ جب مکہ سے چلنے کا ارادہ ہو تو خانہ کعبہ کا طواف
کرکے وداع ہو جاؤ۔ اس طواف کو طواف الوداع یا طواف صدر کہتے ہیں۔ یہ سوائے
مکہ میں رہنے والوں کے تمام پر واجب ہے۔ طواف صدر کے بعد زمزم پیو۔ اور ملتزم کو لپٹو
اور خانہ کعبہ کے غلاف کو پکڑو۔ اور خانہ کعبہ کے دیواروں سے چمٹ کر خوب رو۔ پھر
الٹے پاؤں خانہ کعبہ کی جدائی پر حسرت کرتے ہوئے مسجد حرام سے باہر نکل آؤ۔

جو شخص میقات سے احرام باندھکر بغیر مکہ آنے کے راست عرفات میں پہنچ
گیا ہو تو اس کے ذمہ طواف قدوم نہیں رہتا۔ جو شخص نویں ذی الحجہ کے زوال سے لیکر

دسویں کے فجر تک ایک ساعت بھی عرفات میں ٹھیرا رہا تو اس کا حج پورا ہو گیا۔ اگرچہ اسے یہ معلوم بھی نہ ہو کہ (جہاں میں ٹھیرا ہوں) یہ عرفات ہے یا وہ سوتا رہا ہو یا بے ہوش پڑا رہا ہو۔ اور اگر اس کے بے ہوش ہونے کی وجہ سے اس کا ساتھی اس کے طرف سے بغیر اس کی اجازت کے احرام باندھ لیا تو بھی اس کا حج ہو جائے گا۔

کعبہ۔ خانہ کعبہ۔ بیت اللہ۔ بیت الحرام۔
بیت العتیق مسجد الحرام

حرم حریم (ایک بڑی مربع نما عمارت ہے: جس کے اندر داخل ہونے کیلئے ہر چہار جانب سے دروازے بنے ہوئے ہیں۔ ان دروازوں کی تعداد ۲۲ ہے۔ شمال میں (۸) جنوب میں (۷) مشرق میں (۴) اور مغرب میں (۳) دروازے واقع ہیں۔ حرم کے ہر چہار اطراف میں (۷) مینارے بنے ہوئے ہیں۔

حسب ذیل دروازے زیادہ مشہور ہیں۔ جنوب میں باب ام ہانی سیدہ ام ہانی ہمشیرہ حضرت علی مرتضیٰؓ کا یہاں گھر تھا۔ شب معراج کو ابتدائی شب میں نبیؐ اس گھر میں کچھ دیر استراحت فرمائے اور حرم میں تشریف فرما ہوئے جہاں سے جسم اطہر کے ساتھ بحالت بیداری معراج ہوئی اور باب صفا اس دروازہ سے نکلکر سعی کی جاتی ہے۔ شمال میں باب الزیادہ یا باب الندوہ۔ مغرب میں باب العمرہ۔ اس دروازہ سے حاجی عمرہ ادا کرنے کیلئے نکلتے ہیں۔ باب الوداع۔ مکہ سے وداع ہوتے وقت حاجی اسی دروازہ حرم شریف سے باہر ہوتے ہیں۔ مشرق میں باب الجنائز۔ اسی راہ سے جنازہ جنت المعلیٰ (قبرستان مکہ) کے طرف لے جاتے ہیں۔ باب النبیؐ حضور انور مکان خدیجۃ الکبریٰ سے آتے ہوئے اسی دروازہ سے حرم میں داخل ہوتے تھے۔ باب السلام۔ طواف قدوم کے وقت حاجی اسی دروازہ سے حرم میں داخل ہوتے ہیں۔ حرم ایک بڑا کشادہ صحن ہے

جس کے مرکز میں خانہ خدا بیت الحرام بنا ہوا ہے۔ اس کے گرداگرد مطاف کا دائرہ بنا ہوا ہے۔ اس دائرہ کے چاروں طرف کھلا اور مربع صحن ہے۔ چاروں طرف صحن کے کناروں پر رواق اور دالان بنے ہوئے ہیں۔ اس کل عمارت کو مسجد کہا جاتا ہے۔ دروازوں سے خانہ کعبہ کو پہونچنے کے لئے پختہ پتھر و چونہ کی سڑکیں بنی ہوئی ہیں۔ صحن میں کنکریاں بچھی ہوئی ہیں۔ آنحضرت ؐ کے زمانہ میں صحن کعبہ صرف تا حد مطاف تھا۔ مطاف کے بیرونی حدوں پر چاروں طرف چار مصلے بنے ہوئے ہیں۔ بجانب شرق حنبلی مصلےٰ بجانب جنوب مالکی مصلےٰ حنفی مصلے جانب غرب ہے۔ اور شافعی مصلےٰ مقام ابراہیم ہے جو خانہ کعبہ کے مشرق میں واقع ہے۔

اس وقت جہاں حنفی مصلےٰ قائم ہے ایام جہالت میں یہاں دارالندوہ کی عمارت تھی۔ جس میں حاکم مکہ مقدمات کا فیصلہ کرتا تھا۔ اور جہاں مجلس اور کمیٹیاں ہوا کرتی تھیں، اسی مقام پر ۱۴ اشہور سرداروں نے نبی ؐ کے قتل کا شورہ کیا تھا۔ مگر خدا نے آنحضرت ؐ کو اس سے آگاہ کر دیا۔ اور آنحضرت معہ صدیق اکبر ؓ راتوں رات غار ثور میں پناہ گزین ہو کر تیسرے روز مدینہ منورہ کے طرف ہجرت فرمائے۔

(۱) کعبہ سے شمال و مغرب کے جانب حد مطاف پر سنگ رخام کا ایک ممبر بنا ہوا ہے جہاں جمعہ کا خطبہ دیا جاتا ہے۔

(۲) محراب باب النبی۔ مطاف کے سرے پر قائم ہے یہ اس راستہ کو بتلاتی ہے۔ جس سے حضور انور داخل مطاف ہوا کرتے تھے۔

(۳) مقام ابراہیم سے مفہوم اصلی وہ پتھر ہے جو قبہ کے اندر ہے۔ لیکن اب تمام قبہ ہی کو مقام ابراہیم کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ قبہ چار ستونوں پر استادہ کیا گیا ہے۔ مربع شکل کا ہے۔ پیتل کی جالیاں لگے ہوئے ہیں۔ قبہ میں وہ پتھر رکھا ہوا ہے۔ جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم مبارک کا پورا پورا نقش موجود ہے۔ جس کے نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، فیہ آیات بینات مقام ابراہیم۔ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ نبی ؐ کا حلیہ مبارک بالکل حضرت ابراہیم ؑ جیسا تھا۔ اس سے یہ قیاس بھی صحیح ہے کہ حضور اقدس کا قدم مبارک بھی ایسا ہی تھا یہ پتھر پہلے جدار کعبہ کے ساتھ لگا ہوا تھا نبی ؐ نے فتح مکہ کے بعد اسے وہاں سے اٹھا کر مطاف کے پاس

موجودہ مقام پہ قائم فرما دیا تھا۔

(۴) چاہ زمزم۔ مقام ابراہیم سے جانب جنوب واقع ہے۔ یہ چاہ ایک کمرہ میں واقع ہے۔ مشرقی رخ پر دروازہ بنا ہوا ہے کمرہ کے بالائی منزلہ پر مکبرین تکبیرات پکارتے ہیں۔

(۵) حجرہ زمزم کے متصل ایک گنبد دار مکان بنا ہوا ہے جس میں خدام کعبہ۔ شمع۔ شمعدان بچھونے۔ قرآن شریف اور حجرہ مقدس کے ضروری چیزیں رکھا کرتے ہیں۔

خانہ کعبہ

خانہ کعبہ کی شکل مربع ہے۔ اس مقدس مکان کے چار دیواریں ہیں۔ ایک دیوار دوسری دیوار سے جس مقام پر ملتی ہے اس مقام کو رکن کہتے ہیں۔ مشرقی گوشہ میں سطح زمین سے چھ فٹ کی بلندی پر در کعبہ واقع ہے۔ یہ بند رہتا ہے مخصوص تاریخوں میں کھولا جاتا ہے۔ سیڑھی کے ذریعہ خانہ کعبہ میں داخلی ہوتی ہے۔

مشرقی اور جنوبی دیواریں جہاں ملتے ہیں۔ اس کو رکن اسود کہتے ہیں۔ مشرقی اور شمالی دیواریں جہاں ملتی ہیں۔ اس کو رکن عراقی کہتے ہیں۔ شمال اور مغربی دیواریں جہاں ملتے ہیں۔ اس کو رکن شامی کہتے ہیں۔ غربی اور جنوبی دیواریں جہاں ملتی ہیں۔ اس کو رکن یمانی کہتے ہیں۔ رکن عراقی اور رکن شامی کے درمیان جو دیوار کعبہ ہے اس کے سامنے کچھ زمین چھوٹی ہوئی اور اس کے اطراف میں گول دیوار قائم ہے۔ اس احاطہ کے اندرونی زمین کو حطیم کہا جاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کو جب تعمیر کیا تھا تو دیوار شمالی کے اندر حطیم کی زمین تھی۔ قریش کے عہد میں خانہ کعبہ کے عمارت کو صدمہ پہونچا تھا۔ جب جدید عمارت تیار کرنے کا موقع آیا تو سامان تعمیر میں کمی پڑی تھی مشورہ سے یہ طے پایا تھا۔ طول میں بنائے ابراہیمی سے کچھ کم کر دیا جائے تو شمال جانب زمین چھوڑ دی جاکر خانہ کعبہ کی تعمیر کی گئی۔ اس وقت زمین حطیم ویسی چھوٹی ہوئی تھی۔ رکن عراقی و رکن شامی پہر مطاف سے حطیم میں جانے کے لئے جگہ چھوڑ دی گئی ہے یعنی حطیم کی گول دیوار ان مقامات پر جہاں کعبہ کے دیوار شمالی سے جڑتا نہیں ہے اٹھ اٹھ فٹ جگہ چھوٹی ہوئی ہے یہ زمین حطیم مطاف کے دایرے کے

اندر ہے۔ خانہ کعبہ کے طواف کے وقت حطیم کے دیوار کے بیرونی حصہ سے حاجی گزرتے ہیں۔ اس میں بھی خدا کی حکمت ہے۔ کہ خانہ کعبہ بند رہتا ہے۔ مخصوص تاریخوں میں داخلی ہوتی ہے۔ مگر چونکہ حطیم بھی خانہ کعبہ میں داخل ہے لہذا ہر حاجی کو جب وقت چاہے حطیم میں داخل ہونے کا موقع ملتا ہے جس سے خانہ کعبہ میں داخل ہونے کا ہر وقت ثواب حاصل ہو سکتا ہے۔

حجر اسود یہ ایک سیاہ پتھر ہے جو ایک بالشت چوڑا ہے ایک چاندی کے کڑہ میں خانہ کعبہ کے مشرقی و جنوبی دیواریں جس کونہ پر ملتے ہیں وہاں نصب ہے سطح زمین سے پانچ فٹ کے بلندی پر نصب ہے۔ خانہ کعبہ کا طواف اسی مقام سے شروع کیا جاتا ہے حجر اسود کو بوسہ دیکر دیوار کعبہ کے ساتھ حجر اسود کو بائیں ہاتھ پر رکھکر سامنے چلے اور بائیں جانب مڑ جائے تو رکن اسود اور در کعبہ کے درمیان دیوار کعبہ کا حصہ ملتا ہے جس کو ملتزم کہتے ہیں۔ حضرت فاروق اعظم کے روایت سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ دیوار کے اس حصہ کو چمٹ کر عجز و نیاز سے دعا مانگتے تھے اور آنکھوں میں پانی ڈبڈبایا ہوا تھا۔ اور ارشاد عالی ہوا تھا اے عمرؓ یہ ہے وہ جگہ جہاں رونے والے کو آنسو بہانا چاہئے۔ ملتزم کے متصل در کعبہ ہے۔ اس سے آگے دیوار کعبہ سے ملا ہوا ایک چھوٹا حوض ملتا ہے اس مقام پر ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ کے تعمیر کے وقت گارہ بنایا کرتے تھے اور پتھر پر کھڑے ہوئے دیواروں کو بلند کرتے تھے مقام ابراہیم کا پتھر یہیں رکھا ہوا تھا حضرت نبیؐ فتح مکہ کے روز یہاں سے موجودہ مقام پر مطاف کے باہر قائم فرما دیا تھا اس حوض کو معجن ابراہیم یا مقام جبرائیل کہتے ہیں۔ اس جگہ حضرت جبرئیل نے رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی تھی۔ اور نماز پنجگانہ کا تعین یہیں ہوا تھا۔ یہاں دوگانہ ادا کیا جاتا ہے معجن سے ذرا آگے پنجگانہ نماز کے وقت امام حرم کھڑا ہوتا ہے۔ یہاں مصلے بنا ہوا ہے۔ طواف کرنے والا آگے رخ کئے ہوئے دیوار حطیم کے کنارہ کنارہ چلتے ہوئے دیوار کعبہ کے غرب کے طرف رکن شامی پر مڑ جاتا ہے پھر رکن یمانی پہ مڑ کر حجر اسود پر پہونچ جاتا ہے اب ایک چکر ختم ہوئی۔ اسی طریقہ پر سات چکر طواف کے ختم کئے جاتے ہیں۔

خانہ کعبہ کے دیوار شامی کے چھت کے منڈیر پر ایک نالہ بنا ہوا ہے جس کے ذریعہ چھت کا پانی احاطہ حطیم میں گرتا ہے۔ اس پرنالہ کو میزاب رحمت کہتے ہیں۔ احاطہ حطیم میں حاجی دوگانہ ادا کرتے ہیں۔ مسجد حرام کی ایک رکعت بمنزلہ ایک لاکھ رکعت خیال کی جاتی ہے۔ اگر حاجی قیام مکہ

کے ایام میں احاطہ حطیم میں نماز قضاء عمری ادا کریں تو زیادہ تر سعید ہوگا۔ میزاب رحمت کے نیچے بھی مصلےٰ بنا ہوا ہے۔ اس مقام پر خاص طور پر دوگانہ ادا کیا جاتا ہے،

خانہ کعبہ کے دیوار ہائے جنوبی و شرقی اور غربی پر سطح زمین سے لگا ہوا ایک پشتہ بنا ہوا ہے جس کو شازروان کہتے ہیں۔ عام طور پر دیوار غربی۔ اور دیوار جنوبی کے پاس دوگانہ ادا کئے جاتے ہیں۔ در کعبہ تو دیوار شرقی کے گوشہ پر واقع ہے، دیوار غربی میں در کعبہ کے مقابلہ میں جو دیوار ہے۔ اوس کو مستجار کہتے ہیں۔ یہاں بھی لوگ دعا مانگتے ہیں۔ ایام جاہلت سے خانہ کعبہ کے بیرونی دیواروں پر غلاف چڑھایا جاتا ہے۔ یہ اس وقت تک قائم ہے۔ خانہ کعبہ کے چاروں دیواروں پر چھت سے لے کر سطح زمین تک سیاہ رنگ کا زر دوزی غلاف چڑھا رہتا ہے اوس پر کلمہ طیبہ و اللہ جل جلالہ بنا ہوتا ہے اور ایک چوڑی پٹی میں سنہرے حروف میں آیات کلام پاک ہوتے ہیں۔ اس پٹی کو حزام کہتے ہیں در کعبہ پر پردہ ہوتا ہے جس کو برقع کہتے ہیں۔ حجرہ اسود اور رکن یمانی کے مقامات پر غلاف کا حصہ کاٹ دیا جاتا ہے، حاجی غلاف کعبہ کو پکڑ کر دعا مانگتے ہیں۔ اور روتے ہیں۔

بیت اللہ شریف اندر سے مربع شکل کا ہے باب کعبہ کے سامنے وہ محراب ہے جہاں حضرت سرور کائنات نے نماز پڑھی تھی۔ چھت تین ستونوں پر کھڑا ہوا ہے۔ اندرونی دیواروں پر سات فٹ کے بلندی تک نیمتی پتھروں کی پچی کاری کا کام کیا ہوا ہے، اوس سے اوپر سقف تک حریر سرخ کا غلاف چڑھا رہتا ہے۔ چھت پر خالص سونے اور خالص چاندی کے جھاڑ و فانوس آویزاں ہیں۔ اور دیواروں پر چند کتبے نصب ہیں شمالی کونہ پر سقف پر چڑھنے کے لئے ایک چھوٹا دروازہ بنا یا ہوا ہے جس کو باب التوبہ کہتے ہیں زینہ کے ذریعہ چھت پر چڑھا کرتے ہیں شروع ماہ ذی الحجہ میں خانہ کعبہ کو اندر سے غسل دیا جاتا ہے۔

زیارات اندرون مکہ معظمہ

(۱) مولد النبیؐ شعیب بنی عامرہ میں آنحضرت صلعم کے ولادت کا مکان تھا۔

ہارون رشید کی والدہ نے یہاں قبہ بنا دیا تھا (۲) مولد سیدہ فاطمہؓ۔ درب الحجر حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا مکان تھا جس میں حضرت فاطمہ کے جائے ولادت کا مقام محفوظ تھا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے آنحضرت صلعم کو جتنی اولاد ہوئی اسی مکان میں ہوئی۔

(۳) دارالارقم۔ یہہ مقام کوہ صفا کے متصل ہے۔ یہ مقام ابتدائے اسلام میں مسلمانوں کے تعلیم و توحید وغیرہ کے لئے۔ آنحضرت صلعم استعمال فرماتے تھے۔

(۴) محلہ سفلہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا گھر تھا۔

(۵) اس سے متصل حضرت حمزہؓ کا مکان تھا۔

(۶) حارت الباب کے محلہ خندریسہ قدیم قبرستان وشوکہ ہے جس کو آنحضرت نے اپنے روپیہ سے خرید کر مسلمانوں کے قبرستان کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اس میں بڑے بڑے صحابہ جلیل القدر مرتبہ والے مدفون ہیں۔

سنہ ۱۱۴۲ھ میں صحرائے نجد میں ایک شخص محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوا تھا۔ بعض شیوخ مکہ سے تعلیم حاصل کر کے اسلام میں ایک جدید عقیدہ کی اشاعت کی اس فرقہ کو وہابیہ کہتے ہیں۔ فرقہ وہابیہ زور پکڑتا رہا سنہ ۱۲۱۸ھ کے ماہ محرم میں سعود بن عبدالعزیز جو محمد بن عبدالوہاب کے نسل سے تھا۔ مکہ پر قبضہ کر کے حضرت خدیجہ کا قبہ۔ مولد النبی۔ مولد ابی بکرؓ مولد علیؓ۔ وغیرہ کے قبے گرا کر ان مقامات کو مسمار کر دیا۔ موذنوں کو حکم دیا کہ اذان کے بعد دعا نہ کریں۔ اور مسجد الحرام میں شافعی حنفی حنبلی، اور مالکی، فرقہ کی جو علحدہ علحدہ جماعت ہوتی تھی۔ اس کی بھی ممانعت کرا دی چند ہی دنوں بعد وہابیوں کا قبضہ مکہ پر ہو گیا۔ فرقہ وہابیہ ملک نجد پر قابض ہو کر ریاض دارالسلطنت بنا لیا۔ سلطنت حجاز میں اور سلطنت نجد میں برسوں مسلسل نزاع جاری رہی۔ کئی معرکے ہوئے سلطنت ترکی جس کے زیر سیادت حجاز تھا۔ وہ بھی وہابیوں کی سرکوبی میں شریک رہے اس وقت نسل آل سعود سے ملک عبدالعزیز نجد کے حکمران ہیں جب شریف حسین شریف مکہ سلطنت ترکی سے بغاوت کر کے حجاز کا خود مختار حکمراں بن بیٹھا تو ملک عبدالعزیز نے مکہ پر حملہ کر کے سنہ ۱۳۴۴ھ میں مکہ پر قبضہ کیا۔ اس اثناء میں مقدس مقامات متذکرہ بالا کو از سر نو عام مسلمانوں کے زیارت کیلئے

تعمیر کرایا گیا۔ ان کو ۱۳۴۴ھ میں نترد وہابیوں نے مسمار کر دیا۔ اسی موافق مدینہ منورہ میں جسقدر زیارت گاہیں تھیں اس کو بھی مسمار کر دیا۔ اور اصول فرقہ وہابیہ کو ان دونوں متبرک مقامات پر رائج کیا۔ چنانچہ اس وقت ملک حجاز پر آل سعود فرقہ وہابیہ کی سلطنت ہے۔

حوالی مکہ مکرمہ

کوہ ابو قیس۔ اسی پہاڑ کے تحت شہر مکہ آباد ہے صحف آسمانی میں پہاڑ کا نام فاران ہے۔ کوہ صفا سے اس پہاڑ کا راستہ ہے اس پہاڑ پر مسجد بلال رضؓ بنی ہوئی ہے اسی پہاڑ کے ایک چوٹی پر آنحضرت صلعم نے معجزہ شق القمر دکھلایا تھا۔ یہاں کا قبہ بھی منہدم کر دیا گیا ہے۔ اور مسجد بلال موجود ہے۔ زایر لوگ یہاں دوگانہ ادا کرتے ہیں۔

جنت المعلیٰ حرم شریف سے جانب جنوب قدیم قبرستان ہے۔ جو منیٰ کے صدر راستہ سے ذرا ہٹا ہوا ہے۔ اس میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مرقد کا قبہ تھا۔ غار حرا۔ یہ پہاڑ مکہ معظمہ کے شمال میں ہے۔ مکہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پڑتا ہے۔ اس میں آنحضرت صلعم تقریباً سات سال تک عبادت الٰہی کرتے رہے۔ اس مقام پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ نازل ہو کر حضرت صلعم کو پیغمبر آخر الزماں ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ کوہ ثور یا کوہ ثور۔ یہ مکہ معظمہ سے جنوب کی طرف راہ یمن پر واقع ہے۔ اس غار میں حضرت سرور انبیاء معہ اپنے دوست صدیق اکبر کے ہجرت کے وقت تین دن تک پناہ گزین تھے۔ نہر زبیدہ۔ مکہ میں چاہ زمزم کے علاوہ نہر زبیدہ سے عوام کو پانی میسر ہوتا ہے۔ یہ نہر عین حنین سے نکالی گئی ہے اس میں کئی چشمہ ضم کئے گئے ہیں۔ یہ کل شاخیں منیٰ تک لائے گئے ہیں۔ اور یہاں خزانہ بنایا گیا۔ منیٰ سے دو شاخیں نکالی گئی ہیں۔ ایک عرفات کی طرف گئی ہے۔ دوسری مکہ کو سیراب کرتی ہے۔ یہ نہر شہر مکہ سے گزرتی ہوئی محلہ مسفلہ کو نکل جاتی ہے یہاں ایک بڑا پختہ تالاب بنایا گیا ہے۔ جس میں سے ایک نالہ بہتا ہے۔ جس سے بہت زمین سیراب ہوتی ہے۔ اسی طرف کو یمن کا راستہ ہے۔ اسی جگہ وادی بطحا ہے۔

عقبۃ الجمرہ ۔ یہ مقام مکہ معظمہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ پر ہے اس راستہ سے کچھ آگے سے کوہ حرا کو راستہ جاتا ہے جب کفار مکہ آنحضرت صلعم کو تبلیغ اسلام میں کامیابی ہونے نہیں دے آنحضرتؐ مقاطعہ شعب ابو طالب کے بعد مکہ کے حوالی میں جا کر لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کرتے تھے ۔ عقبۃ الجمرہ وہ مقام ہے جہاں آنحضرت شب کے وقت مدینہ سے جو لوگ حج کے لئے مکہ آکر یہاں ٹھیرے تھے اور آنحضرتؐ نے انہیں وعظ سنایا تھا وحدانیت کے برکات بتاے تھے چھ آدمیوں نے آنحضرتؐ کے ہاتھ پر بیعت کی ۔ دوسرے سال بارہ بزرگ مکہ آکر اسی مقام پر حضرتؐ کے ہاتھ پر بیعت کیئے پھر تیسرے سال مدینہ کے (۷۰) نفوس قدسی اس مقام پر حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے ۔

قصبہ منیٰ مضافات مکہ میں واقع ہے ۔ یہاں مختصر آبادی ہے ۔ ۸ ذی حجہ کو حاجی مکہ سے یہاں آ کر مقیم رہتے ہیں ۔ منیٰ میں ایک مسجد بنی ہوئی ہے جو مسجد حنیف کے نام سے موسوم ہے یہاں کرایہ پر مکانات بھی ملتے ہیں ۔ عموماً حاجی ڈیروں میں بسر کرتے ہیں ۔ ۹ ذی حجہ کے صبح حاجی منیٰ سے روانہ ہو کر عرفات کو جاتے ہیں ۔ پھر ۱۰ ذی حجہ کے صبح منیٰ واپس ہو کر جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارتے ہیں نہر زبیدہ سے یہاں پانی کی سیرابی ہوتی ہے ۔ آبادی سے تھوڑے فاصلے پر میدان میں قربان گاہ بنا ہوا ہے وہاں قربانی کی جاتی ہے ۔ ۱۰ و ۱۱ ذی حجہ کو حاجی منیٰ میں مقیم رہتے ہیں ۔ ۱۱ ذی حجہ کو تینوں شیطانوں کو کنکریاں مارتے ہیں ۔ اور ۱۲ ذی حجہ کو تینوں شیطانوں کو کنکریاں مار کر مکہ چلے جاتے ہیں ۔

۹ ذی حجہ کو حاجی منیٰ سے روانہ ہو کر میدان عرفات سے بالکل کنارہ پر جو مسجد نمرہ بنی ہوئی ہے اس میں نماز ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں ۔

میدان عرفات مکہ سے تخمیناً پندرہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے تخمیناً دس میل کا مربع میدان ہے ۔ جس میں ایک پہاڑی ہے جس کو جبل رحمت کہتے ہیں ۔ جس پر امام حج کا خطبہ پڑھتا ہے ۔ اس میدان میں مقام کرنے کو حج کہتے ہیں ۔ نہر زبیدہ سے یہاں پانی مہیا کیا گیا ہے ۔ اس میدان میں حاجی ڈیروں میں مغرب تک مقیم رہ کر جانب مزدلفہ روانہ ہو جاتے ہیں ۔ مغرب کے بعد یہاں کوئی نہیں ٹھیرتا ۔ البتہ فرقہ امامیہ کے لوگ شباشب رہ کر ۱۰ ذی حجہ کو میدان

عرفات سے روانہ ہوتے ہیں یہاں ابو البشر آدم اور بیبی حوا کا گناہ خدا معاف کیا تھا۔ اسی واسطے اس میدان کی حاضری فرض کردی گئی ہے۔ اس میدان عرفات میں آدم و حوا مدت مزید کے بعد ملے ہیں اور اپنے گناہ کی تلافی معافات اسی میدان عرفات میں پیش کی تھی۔

مشعر الحرام۔ میدان عرفات سے مغرب کے وقت روانہ ہوکر مقام مزدلفہ پہونچکر نماز مغرب اور عشا ملاکر پڑھتے ہیں۔ اور شب باش ہوکر دوسرے روز بعد نماز صبح جانب منی یہاں سے حاجی روانہ ہوتے ہیں۔

مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر جدہ کے راستہ پر مقام شہدا ہے۔ یہاں پختہ مکان ہیں ۶۲ھ ہجری میں یزید اور حضرت زبیرؓ کا یہاں مقابلہ ہوا تھا۔ یہاں بہت سے قبریں ہیں۔ حج کے بعد مکہ کے لوگ یہاں آکر جلسے کرتے ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا صحت بخش ہے۔ اسی وادی کے ایک گوشہ میں پہاڑ پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا مقبرہ ہے۔

مکہ معظمہ سے تین چار میل کے فاصلہ پر مقام تنعیم ہے۔ یہاں ایک مسجد بنی ہوئی ہے۔ حاجی بقیام مکہ کے زمانہ میں احرام باندھکر تنعیم تک جاکر واپس مکہ ہوکر خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں اسکو عمرہ لانا کہتے ہیں

شہر مکہ کی آبادی پہاڑوں پر ہے جبل ابو قبیس کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ جدہ سے نکلکر شہر مکہ میں داخل ہوتے وقت سب سے پہلے مکہ کا محلہ موسوم جرول ملتا ہے۔ اونٹ تو شہر مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔ مگر حاجیوں کے موٹروں کو جرول میں روک دیا جاتا ہے حاجی پیدل یا دہیوں کی گاڑی جس کو عربیہ کہتے ہیں اوس پر شہر مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔ جرول سے بڑی سڑک محلہ حارت الباب سے گزرتے ہوئے مسجد الحرام کو جاتی ہے۔ اگر اسی سڑک سے سیدھا آگے جائے تو بازار شامی ملتا ہے۔ اس بازار میں تاجروں کی بڑی دوکانیں ہیں۔ اس محلہ میں کثرت سے رباط بنے ہوئے ہیں جس میں حاجی مقام کرتے ہیں۔ اس محلہ میں سرکار آصفیہ کے دو بڑے رباط ہیں۔ ایک رباط کا نام رباط حسین بی بی صاحبہ ہے۔ دوسرے رباط کا نام رباط حضرت افضل الدولہ مغفور ہے۔ یہ دونوں رباطیں مسجد الحرام سے قریب ہیں۔ باب الزیادہ اور باب الندوہ اسی طرف واقع ہے جس کے ذریعہ حرم شریف میں حاجی داخل ہوتے ہیں۔ بازار شامی کی سڑک حرم شریف کو چھوڑ کر دیکھا اوس سڑک سے

جا ملتی ہے۔ جس پر باب اسلام واقع ہے۔ یہ سڑک کوہ مروہ سے شروع ہو کر باب السلام اور باب صفا سے گزرتے ہوئے کوہ صفا تک جاتی ہے کوہ صفا اور کوہ مروہ کا راستہ عین بازار میں سے گزرتا ہے۔ جس میں کثرت سے دوکانیں ہیں۔ سڑک جو جرول سے نکل کر حرم کے طرف آتی ہے۔ وہ جبل الہندی کے محلہ اور محلہ حارۃ الباب سے گزرتے ہوئے تھوڑی دور تک آکر اس کے دو شاخ ہو جاتے ہیں۔ ایک شاخ سیدھے بازار شامی کو جاتی ہے۔ دوسری شاخ سیدھے جانب ذرا پلٹ جاتی ہے۔ آگے بڑھکر محلہ مسفلہ ملتا ہے۔ سامنے باب الوداع نظر آتا ہے۔ سڑک جو باب الوداع کو جاتی ہے۔ اس پر چلتے ہوئے آگے چلے جاویں تو حرم شریف کو بائیں جانب کو رکھے ہوئے۔ اس سڑک پر پہونچ جاتے ہیں۔ جو باب الصفا پر واقع ہے۔ اسی سڑک پر حکومت کا ایوان حمیدیہ۔ اور تکیہ مصریہ بنا ہوا ہے۔ اور عمارت حرم سے لگے ہوئے مکہ کا ڈاک خانہ ہے۔ اس سڑک پر آگے جاویں تو محلہ سوق السعید آتا ہے۔ یہ راستہ سیدھے مکہ کے قبرستان جنت المعلےٰ تک چلا گیا ہے۔ جنت المعلےٰ سے آگے ملک عبد العزیز کا ایوان ہے۔ اسی راستہ سے منیٰ کو جاتے ہیں۔ حمیدیہ کے پیچھے محلہ جیاد واقع ہے۔ محلہ جیاد میں حمیدیہ کے عقب میں بجلی کا خزانہ قائم کیا گیا ہے۔ اس کے سامنے مکہ کا دواخانہ ہے۔ اس سے ذرا آگے فرقہ بھوروں کی رباط واقع ہے۔ اس سے ذرا آگے غلاف کعبہ بنانے کا مکان جس کو دار الکسوہ کہتے ہیں بنی ہوئی ہے۔ اور اس کے متصل مکہ کا قلعہ ہے۔ دار الکسوہ سے آگے وہ مکان ہے جس کو موتمر کہتے ہیں۔

جبل ہندی میں ہندوستانیوں کی آبادی ہے۔ اور محلہ مسفلہ میں سرکار آصفیہ کی ایک رباط موسومہ رباط دلاور النسا بیگم صاحبہ ہے اس میں حیدرآباد کے حاجی مقام کرتے ہیں۔ اس رباط سے باب الوداع قریب ہے اس رباط کے قریب دار ابوبکر صدیق اور دار حمزہ رض ہیں محلہ حارۃ الباب میں بھی زیادہ تر ہندیوں کی آبادی ہے اس محلہ میں مدرسہ صولتیہ واقع ہے جس کے بانی مولوی رحمت اللہ صاحب رح مہاجر مکی ضلع مظفر نگر کے قصبہ کرانا کے باشندے تھے۔ جن کے عمر کا اکثر حصہ رد نصاریٰ میں پورا ہوا۔ بنگال کی ایک مالدار بیگم مسماۃ صولت خانم نے اپنے پیسہ سے بذریعہ مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم ایک عربی مدرسہ قائم کروایا۔

مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم نے حرم شریف کے صحن میں جو عمارت کتب خانہ ڈہا دی گئی ہیں۔ اُس کے ملبہ کو خرید کر مدرسہ صولتیہ کے قریب ایک مسجد کی تعمیر کی ہے۔ نواب عثمان علیخاں بہادر خسرو دکن نے پچاس ہزار کے گرانبہا عطیہ سے مدرسہ صولتیہ کے عمارت کی تکمیل کرادی۔ یہ مدرسہ ہندوستانیوں کے چندہ پر کام کر رہا ہے۔ اس میں ۴۰ طلباء کے لئے اقامت گاہ بھی بنائی گئی ہے۔ اس مدرسہ کو کتب خانہ کے مکان کی ضرورت ہے، کار پردازان مدرسہ صولتیہ نے مدرسہ صولتیہ کے اوپر کے منزلہ میں ایک وسیع ہال بنایا ہے جو عثمانیہ دیوان سے موسوم ہے۔ اس مدینہ کے قریب قدیم قبرستان موسومہ شبو کہ واقع ہے

مدینہ

سنہ ۱۱ھ کا آخری مہینہ ختم ہوچکا تھا۔ مدینہ میں اوس وخزرج کی لڑائی ختم ہوچکی تھی۔ خانہ کعبہ کے حج کے لئے مختلف حصص سے مکہ کے طرف قافلہ آنے شروع ہوگئے۔ چونکہ ابو جہل اور ابولہب مکہ میں حضرتؐ کو تبلیغ اسلام کرنے نہیں دیتے تھے۔ لہذا آنحضرتؐ باہر سے آنے والے قافلوں میں جاکر تبلیغ اسلام کرتے تھے۔ چنانچہ ایک روز مکہ سے چند میل کے فاصلہ پر رات کے وقت مقام عقبہ میں آپ تشریف لے گئے۔ یثرب (مدینہ) کے چھ آدمی وہاں موجود پائے گئے۔ آنحضرتؐ نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ وہ فوراً اسلام قبول کئے۔ بعد حج یہ چھ آدمیوں کا قافلہ مدینہ واپس ہوا۔ اور وہاں تبلیغ اسلام کرنے لگے۔ مدینہ میں اسلام کا چرچا شروع ہوا۔ سنہ ۱۲ ھجری میں جب حج کا موسم شروع ہوا تو منیٰ کے پاس آنحضرت صلعم اس مقام پر پہونچے جہاں سال گذشتہ چھ آدمیوں کو مسلمان فرمایا تھا۔ اس مرتبہ بارہ آدمی مسلمان ہوئے۔ ان بارہ مسلمانوں کے ساتھ آنحضرت صلعم نے مصعبؓ بن عمیرؓ کو مدینہ میں تبلیغ اسلام کرنے کے لئے روانہ کیا۔ مدینہ پہونچکر حضرت مصعبؓ اسعد بن زرارہ کے مکان میں مقیم ہوئے۔ حضرت مصعبؓ کی کوشش سے مدینہ میں اسلام کا دائرہ

وسیع ہونے لگا۔ موسم حج میں حضرت مصعبؓ مدینہ سے ۷۲ مسلمانوں کے قافلہ کو لے کر مکہ آئے
آنحضرتؐ اس قافلہ سے رات میں جاکر مقام عقبہ میں ملاقات کئے۔ ان ۷۲ مسلمانوں نے
آنحضرتؐ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس بیعت کا نام بیعت ثانیہ عقبہ ہے۔ اس قافلہ میں سے
آنحضرتؐ نے بارہ آدمیوں کو منتخب فرماکر ان کو تبلیغ اسلام کی ہدایت فرمائے۔ ان کا کام
تبلیغ الاسلام قرار پایا۔ ان میں سے ۹ آدمی قبیلہ خزرج کے تھے اور تین قبیلہ اوس کے تھے۔
بیعت ثانیہ عقبیٰ کے وقت یہ بات طے پائی تھی کہ آنحضرت مکہ سے مدینہ منتقل ہو جائیں
مدینہ والوں نے مسلمانوں اور خاص کر آنحضرتؐ کے حفاظت کی ذمہ داری لی تھی۔ بعد
حج یہ قافلہ مدینہ واپس ہو گیا۔ مگر آنحضرتؐ کو بیعت عقبہ ثانیہ کے بہت دنوں قبل خواب
میں خدا نے بتلایا تھا کہ آنحضرتؐ کو مکہ سے ہجرت کرنا ہوگا۔ خواب میں مقام ہجرت کا نظارہ بھی
بتلا دیا گیا تھا۔ وہ کھجوروں کے درخت کی زمین تھی۔ آنحضرتؐ کا خیال تھا کہ چونکہ یمامہ میں
کھجور کثرت سے ہیں شاید وہاں ہجرت کرنی پڑے گی۔ مدینہ کا قافلہ مذکورہ چلے جانے بعد
آنحضرتؐ ہجرت کے لئے وحی کے منتظر تھے۔ کفار قریش کے مظالم بڑھ گئے تھے مسلمان
مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے لگے تھے۔ سنہ ۱۳ ہجری شروع ہوا صرف حضرت ابابکر صدیقؓ
حضرت علیؓ اور حضرت محمدؐ مکہ میں باقی رہ گئے تھے کہ ابوجہل وغیرہ اکابر کفار قریش مکہ دارالندوہ
میں مجلس کر کے یہ طے کئے کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک شمشیر زن کا انتخاب کیا جا کر آنحضرتؐ
کے مکان کا راستہ میں محاصرہ کر لیا جائے۔ جب آنحضرت صلعم نماز کے بعد باہر نکلے تو سب
ملکر آنحضرتؐ پر حملہ آور ہو کر شہید کر دیں۔ اس مجلس میں نجد کا ایک بوڑھا خناس تھا۔
جو اس مجلس کا صدر مقرر ہوا تھا۔ یہ تجویز اسی خناس کی تھی۔ یہاں یہ مشورہ ہو رہا تھا ادھر
خداتعالیٰ نے آنحضرتؐ کو بذریعہ وحی اس کی اطلاع کر کے مدینہ کو ہجرت کا حکم صادر فرمایا
چنانچہ راتوں رات آنحضرت صلعم معہ حضرت ابابکر صدیقؓ مکہ سے روانہ ہو کر تین روز تک
غار ثور میں پناہ گزیں رہ کر ایک ہفتہ بعد غیر آباد راستہ سے سفر کر کے بروز دوشنبہ
۸ ربیع الاول سنہ ۱۳ ہجری کو دوپہر میں مدینہ کے محلہ میں پہنچے۔ اس محلہ میں بنی عمرو
بن عوف کے قبیلہ کے لوگ آباد تھے۔ اور اسلام سے مشرف ہو چکے تھے۔ مدینہ والوں

کو بھی آنحضرتؐ کے آمد آمد کی خبر لگ چکی تھی۔ جلوس سے مدینہ والے آنحضرتؐ کو آبادی میں لائے۔ محلہ قبا میں آنحضرتؐ کلثوم بن ہدی کے مکان پر مقیم ہوئے۔ اور حضرت ابابکر صدیقؓ سعد بن خثیمہ کے مکان پر ٹھیرے اس مقام قبا پر آنحضرت صلعم نے ایک مسجد کی بنا و رکھی۔ جو اسلام میں سب سے پہلے مسجد تھی جس کو آنحضرتؐ نے قائم فرمایا تھا۔ اوس کو مسجد قبا کہتے ہیں۔ مدینہ کا سفر کرنے والے اس مسجد میں چلکر دوگانہ ادا کرتے ہیں۔ حدیث میں وارد ہے کہ جو اس میں نماز پڑھے گا۔ اس کو عمرہ کا ثواب حاصل ہوگا۔ ۱۲ ربیع الاول سنہ ۱ھ کو بروز جمعہ آنحضرتؐ قبا سے روانہ ہوئے راستہ میں میدان ملا۔ وہاں آنحضرتؐ نے نماز جمعہ ادا فرمایا۔ بعد فراغ نماز جمعہ آنحضرتؐ شہر مدینہ میں داخل ہوئے ہر ایک قبیلہ میں تکرار ہونے لگی کہ آنحضرتؐ اون کے محلہ میں قیام فرمادیں۔ بنو عدی بن النجار کے قافلہ میں حضرت عبدالمطلب جو آنحضرت صلعم کے دادا تھے۔ ان کی ننہال تھی۔ اس قافلہ نے آنحضرتؐ پر اپنا استحقاق جتلا کر اپنے محلہ میں قیام کرنے کے لئے کہا۔ بالآخر آنحضرتؐ کا ناقہ بنو مالک بن النجار کے قافلہ کے افتادہ زمین پر جاکر بیٹھ گیا۔ اور آنحضرتؐ نے اس محلہ میں حضرت ابوایوب خالد بن رسد کے مکان میں قیام فرمایا۔ اس افتادہ زمین خرید کر وہاں مسجد نبویؐ تعمیر فرمایا۔ اس مسجد کی تعمیر میں آنحضرتؐ بہ نفس نفیس مصروف تھے۔ اس مسجد کے قریب آنحضرتؐ کے لئے مکان تعمیر ہوا۔ اور آنحضرت ابوایوب انصاری رضؓ کے مکان سے جدید مکان میں منتقل ہوئے اس مسجد نبوی میں ۱۷ ماہ تک بیت المقدس کے طرف رخ کرکے نماز پڑھی جاتی رہی۔ ماہ رجب کے نصف میں سورہ بقر رکوع (۱۷) کی آیت نازل ہوئی (اے محمد تو ان سے کہہ دے پورب پچھم اللہ کا ہے جسے وہ چاہتا ہے سیدھی راہ چلاتا ہے، جس طرح ہم مسلمانوں کے قبلہ کو یہودیوں کے قبلہ سے افضل ٹھیرایا اس طرح ہم نے مسلمانوں تم کو امت معتدل ہی بنایا ہے تاکہ دوسروں کے قبلہ ہی میں تم گواہ ہو۔ اور تمھارے مقابلہ میں رسول گواہ رہے۔ اے محمدؐ جدھر تو نماز پڑھتا تھا ہم نے اسے اس لئے قبلہ ٹھیرایا تھا کہ معلوم ہو جائے کہ رسول کی تبعیت کون کرتا ہے۔ اور کون سرتابی کرتا ہے۔ قبلہ کا بدلنا شاق نہ تھا مگر ان پر شاق نہ تھا۔ جنہیں اللہ نے ہدایت دی تھی۔ اللہ ایسا نہیں ہے کہ تمہارا ایمان (نماز) ضایع کرے

اللہ لوگوں پر شفقت کرتا ہے۔ اور مہربانی رکھتا ہے، اے محمد آسمان کی طرف تیرا دیکھنا ہم دیکھتے ہیں، اب ہم پھیرا دیتے ہیں تجھے اسی قبلہ کی طرف جسے تو چاہتا ہے، اب تو منہ اپنا مسجد الحرام (کعبہ) کے طرف کر لے مسلمانوں تم کہیں رہو۔ نماز کے وقت اسی طرف منہ پھیر لیا کرو۔)

قبل ظہر محمدؐ اپنی خواہش اور درخواست جناب باری کے حضور میں پیش کی۔ نماز میں آسمان کے طرف با انتظار وحی دیکھتے تھے، دو رکعت کے بعد اللہ نے اثناء نماز ظہر میں مذکورہ بالا آیت بذریعہ وحی نازل فرمایا۔ نماز ہی کے حالت میں آنحضرت بیت المقدس کے جانب سے کعبہ کے جانب رخ فرمایا۔ باقی دو رکعت ختم فرمایا مسجد کے مشرق میں امہات المؤمنین کے حجرے تھے، فتح خیبر کے بعد آنحضرتؐ نے مغرب اور جنوب جانب مسجد نبوی کی توسیع فرمایا۔ عہد خلافت حضرت عمرؓ میں ۱۷ھ میں مسجد نبوی کی توسیع ہوئی۔ ۲۹ھ میں خلیفہ سوم حضرت عثمانؓ نے مسجد کی از سر نو وسعت کے ساتھ تعمیر فرمایا مسلمانوں کی تعداد جوں جوں بڑھتی گئی، خلفائے زمانہ نے مسجد نبوی کی توسیع کرتے گئے۔ ضرورت کے لحاظ سے امہات المؤمنین اور دیگر صحابہ کے مکانات جو مسجد نبوی کے اطراف میں تھے، وہ مسجد میں شامل کر لئے گئے صرف حضرت عائشہ صدیقہ حرم نبی کا حجرہ اس وقت تک قائم ہے۔ کیونکہ اس حجرہ میں بعد وفات آنحضرتؐ دفن فرمائے گئے۔ اور حضرت ابا بکرؓ صدیق اور حضرت عمر فاروق کے قبریں بھی آنحضرتؐ کے قبر مبارک کے بازو میں اس حجرہ میں ہیں۔

حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت میں جب مسجد نبوی کی توسیع ہوئی۔ تو حجرہ اقدس کو کچی اینٹوں سے بنایا گیا تھا۔ حضرت عمر بن ولید نے حجرہ شریف کی عمارت کو وسیع اور بہتر بنایا ۵۸۰ھ ہجری میں جمال الدین اصفہانی نے حجرہ مبارک کے گرد صندل کا کٹہرا لگایا۔ سلطان مصر کے عہد میں ۶۷۸ھ میں چاروں طرف پیتل کی جالیاں لگائی گئیں اور گنبد خضرہ مسجد کے چھت سے اونچا کیا گیا۔ جو اب تک موجود ہے۔ مسجد نبوی کی موجودہ عمارت سلطان عبد الحمید نے ۱۲۶۵ھ ہجری میں بنوایا تھا۔ روضہ منورہ پر سبز ریشم کا غلاف چڑھا رہتا ہے جس میں کلمہ طیبہ اور یا ایہا الذین آمنو صلو علیہ و سلمو تسلیما بنا ہوا ہوتا ہے، صدر دروازہ جنوبی مواجہ شریف کھلا رہتا ہے۔ مسجد نبوی کے پانچ دروازے ہیں۔

غرب میں دو باب اسلام[۱] ۔ و باب الرحمت[۲] ۔ شرق میں دو ، باب جبرئیل[۳] اور باب النساء[۴]
شمال میں ایک دروازہ موسومہ باب مجیدی[۵] ہے ۔

مسجد نبوی کے دست چپ (جانب شرق) پر روضہ مبارک ہے ۔ روضۂ مبارک اور محراب النبی کے درمیان جو جگہ ہے اس کو ریاض جنت کہتے ہیں ۔ آنحضرتؐ محراب النبی پر کھڑے ہو کر جماعت فرمایا کرتے تھے یہ جانب شرق ہے ۔

محراب کے نصب کرنے میں یہ احتیاط کی گئی ہے کہ وہ زمین جس پر آنحضرتؐ کی پیشانی مبارک لگا کرتی تھی ۔ اسے زیر محراب لے لیا گیا ہے ۔ نماز کے وقت امام کی پیشانی سجدہ کے وقت اوس مقام نورانی پر پہنچتی ہے جہاں آنحضرتؐ کے اقدام عرش پیما ہوا کرتے تھے ، مسجد سے غرب کی جانب رواں سوم کے سرے پر دوسرا محراب نصب ہے ۔

ابتداء میں کوئی ممبر نہ ہوتا تھا ۔ خطبہ کے وقت آنحضرتؐ ایک نخل کے ٹھنڈ کے ساتھ سہارا دے کر تشریف فرما ہوا کرتے تھے ، چند سال بعد لکڑی کا ممبر بنا کر رکھا گیا ۔ روایت سے ثابت ہے کہ جس روز آنحضرتؐ اس ٹھنڈ کو چھوڑ کر ممبر پر تشریف فرما ہوئے اس ٹھنڈ میں سے رونے کی آواز آئی ۔ آنحضرتؐ اوس ٹھنڈ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا تھا اے اگر تو چاہتا ہے تو پھر تجھے ممبر کی جگہ کھڑا کر دیا جاتا ہے ، اگر تو پسند کرتا ہے تو تجھے بہشت میں لگا دیا جاتا ہے ۔ انہار جنت سے سیراب ہو کر پھلیگا پھولیگا اور اللہ کے بندے تیرا پھل کھاوینگے وہاں تجھے عروج ہوگا ۔ بالآخر اس ٹھنڈ کو وہیں دفن کر دیا گیا ۔ اس ٹھنڈ کو استن حنانہ کہتے ہیں ۔

روضہ اقدس کے باہر ایک ستون ہے جس کو اسطوانۃ السریر کہتے ہیں ۔ یہاں حضرت اقدسؐ استراحت فرمایا کرتے تھے ، دوسرا ستون اسطوانۃ الحرس کہلاتا ہے جہاں صحابہ کرام باری باری سے شب میں پہرہ دیا کرتے تھے ، جب آیت واللہ یعصمک من الناس ان اللہ لا یہدی القوم الکافرین ۔ (اور اس کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا ۔ اللہ اون کو ایسا راستہ ہی نہیں دکھائیگا ۔ جو تم پر دست درازی کرنیکو) نازل ہوئی تو آن حضرتؐ حجرہ شریف میں سے سر اقدس باہر نکالکر فرمایا کہ لوگو اپنے اپنے گھر جاؤ میرا حافظ اللہ تعالیٰ ہے

تو پھیرہ دینا موقوف کر دیا گیا.

ایک ستون موسوم اسطوانتہ الوفود ہے جو لوگ باہر سے مسائل شرعی کے دریافت کرنے کے لئے سفر کر کے آتے تھے۔ وہ یہاں آنحضرت صلعم اقدس کے حضور میں حاضر ہا کرتے تھے. ایک ستون موسوم اسطوانیہ عائشہ ہے محراب النبی صلعم کے محاذ پر واقع ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہاں جماعت کے ساتھ نماز ادا فرماتی تھیں۔ حضرت عائشہ رض کے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم اسی جگہ دعا فرمایا کرتے تھے، اور وہ مقبول ہوا کرتی تھی. ایک ستون موسوم اسطوانیہ التوبہ یا اسطوانتہ ابو البابہ ہے۔ حضرت ابو البابہ جو اجل صحابہ میں ہیں. بنو قریظہ کے محاصرہ کے وقت اُن سے ایک لغزش بہ ضمن غزوہ تبوک سرزد ہوئی تھی اس سے نادم ہوکر ابو البابہ نے مسجد نبوی کے ایک ستون سے اپنے کو باندھ لیا تھا. اور یہ عزم کیا تھا کہ جب تک آنحضرت صلعم ان کو ستون سے نہ کھولیں وہ وہیں بندھے رہیں گے۔ آنحضرت صلعم نے بھی فرمایا تھا کہ جب تک اللہ کے طرف سے کوئی حکم نازل نہ ہوگا۔ آپ حضرت صلعم بھی ادن کو ستون سے نہیں کھولیں گے. اللہ تعالے پچاس دن تک ان کو ڈھیل میں ڈالا. بالآخر اون کی شنوائی ہوئی. اللہ تعالیٰ وحی نازل فرمایا۔ سورہ توبہ رکوع (۱۳) بعض ایسے ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کیا ہے عمل نیک اور عمل بد ملجل گئے ہیں. تعجب نہیں کہ اللہ ان کی توبہ قبول کرے۔ بیشک اللہ غفور رحیم ہے اس اجازت خداوندی پر آنحضرت صلعم نے ان کو اس ستون سے کھولدیا. انہوں نے اپنا مال و اسباب آنحضرت صلعم کے خدمت میں لاکر عرض کیا کہ اس مال کو تصدق فرماکر مغفرت کیلئے دعا فرمائے آنحضرت صلعم نے مال لینے سے انکار کیا۔ آیت مذکورہ بالا کے سلسلہ میں یوں ارشاد نازل ہوا۔ (اے محمد) تو ان کے اموال سے صدقہ (زکواۃ) لے اور اسطرح تو اون کو پاک و صاف کر اور ان پر دعائے خیر کر تیری دعا ان کے لئے بیشک موجب تسکین ہے، اللہ سنتا اور جانتا ہے۔ چونکہ حضرت ابو البابہ نے اس ستون سے اپنے کو باندھ لیا تھا اور ان کی توبہ اللہ نے قبول فرمایا تھا۔ اس لئے اس ستون کو اسطوانتہ التوبہ یا اسطوانتہ ابو البابہ کہا جاتا ہے.

روضہ مبارک کے کمرہ سے باہر جانب شمال ایک محراب بنا ہوا ہے اس کو اسطوانہ تہجد کہتے ہیں یہاں آنحضرت نماز تہجد ادا فرمایا کرتے تھے. مندرجہ بالا اسطوانہ کے آگے راستہ ہے

جو باب جبرئیل سے آمد و رفت رکھنے والوں کے لئے راستہ بنا ہوا ہے اس راستہ کے ساتھ اصحاب صفہ کا چبوترہ ہے۔

مسجد نبوی کے صحن میں سرخ پتھر کے باریک باریک کنکریاں بچھی ہوئی رہتی ہیں۔ صحن میں جانب شرق ایک احاطہ بنا ہوا ہے جس کو بستان فاطمہؓ کہا جاتا ہے کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ الزہرا بتول نبیؐ کا گھر یہیں تھا۔

مدینہ منورہ میں داخل ہوتے ہی ہر مسلمان کا دل گنبد خضرا کو دیکھ کر مالامال ہو جاتا ہے۔
مسجد نبوی میں حاضر ہو کر دو رکعت نفل ادا کر کے روضہ مبارک پر جو مقام مواجہ کہلاتا ہے حاضر ہو کر پہلے آنحضرتؐ پر سلام عرض کیا جائے۔

اسلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ برکاتہ۔ اسلام علیک یا رسول اللہ۔ اسلام علیک خیر خلق اللہ اسلام علیک یا شفیع المذنبین۔ اسلام و علیک و علی آلک و اصحابک و امتک اجمعین اسلام عرض کرنے بعد درود کثرت سے پڑھا جائے اور شفاعت چاہو۔ ذرا ہٹ کر صدیق اکبرؓ کے خدمت میں سلام عرض کرے۔ اسلام علیک یا خلیفہ رسول اللہ۔ اسلام علیک یا وزیر رسول اللہ۔ اسلام علیک یا صاحب رسول اللہ فی الغار و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ پھر ذرا ہٹ کر حضرت عمر فاروقؓ کے خدمت میں اسلام عرض کرے۔ اسلام علیک یا امیر المومنین۔ اسلام علیک یا متمم الاربعین۔ اسلام و علیک یا عزالاسلام والمسلمین و رحمۃ اللہ و برکاتہ پھر فاتحہ پڑھو۔

مسجد نبوی میں جو مسلمان ۴۰ نمازیں ادا کیا اس کے لئے جنت کی خوشخبری دی جاتی ہے
مسجد نبوی کے قریب حضرت عثمان غنیؓ خلیفہ رسول اللہ کا وہ تاریخی مکان ہے جس میں ظالمین نے حضرت عثمان غنیؓ کو عین تلاوت قرآن کے وقت شہید کئے۔ اس کے قریب ابو ایوب انصاریؓ کا وہ مکان ہے جس میں آنحضرتؐ مدینہ آکر پہلے پہل رونق افروز ہوئے تھے اسی مکان کے قریب عشرۃ المبشرہ واقع ہے۔ اس میں ابوبکر صدیقؓ۔ عمر فاروقؓ۔ عثمان غنیؓ۔ علی مرتضیٰ حضرت طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف سعد بن ابی وقاص سعید بن زیدؓ۔ ابو عبیدہ کے مکانات تھے۔ چونکہ شب میں بعد نماز عشا مسجد نبوی کے دروازہ بند ہو جاتے ہیں مسجد سے متصل ایک احاطہ بنا ہوا ہے اس میں تہجد کی نماز ہوا کرتی ہے اس احاطہ کے سامنے جو راستہ ہے وہ جنت البقیع کو

جاتا ہے۔ اس مقدس قبرستان میں فاطمہ الزہرہ، حضرت عباس، حسن مجتبیٰ، امام علی زین العابدین، امام محمد الباقر، امام جعفر صادق، دختران رسول مقبول، سیدہ رقیہ، سیدہ زینب، سیدہ کلثوم اور ازدواج مطہرات رسول مقبول امہات المومنین حضرت عائشہ، حضرت زینب بنت جحش، حضرت زینب بنت خدیجہ، حضرت حفصہ، حضرت حفصہ، حضرت سودہ، حضرت ام حبیبہ، حضرت جویریہ اور ام سلمہ کے مزارات ونیز فاطمہ والدہ ماجدہ حضرت علی ابن ابی طالب، سیدنا عبداللہ بن عمر، سیدنا عقیل، سیدنا عثمان بن عفان خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ابن آنحضرت مقبول سیدنا حضرت ابراہیم فرزند حضرت مقبول۔ امام مالک اور ابو عبداللہ نافع مولیٰ ابن عمر کے مزارات ہیں۔ احاطہ جنت البقیع کے باہر آنحضرت مقبول کے دونوں پھوپھیاں سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ کے مزارات ہیں۔ اور ایک طرف سیدنا اسمٰعیل بن جعفر صادق کی مزار ہے

حوالی مدینہ منورہ

مسجد قبا اس کا ذکر اوپر آچکا ہے، ایام قیام مدینہ منورہ میں آنحضرت اکثر شنبہ یا کبھی دوشنبہ کے روز اس مسجد میں تشریف لاکر نماز ادا فرماتے تھے، حضرت سیدنا عمر فاروق بھی اپنے زمانہ خلافت میں ایسا ہی کیا کرتے تھے، اور جاروب کشی فرماتے تھے،

مدینہ سے مسجد قبا کو جاتے ہوئے راستہ میں ایک اور مسجد ملتی ہے جس کو مسجد الجمعہ کہتے ہیں۔ محلہ قبا سے آنحضرت جب بروز جمعہ مدینہ میں منتقل ہو رہے تھے، اس مقام پر نماز جمعہ ادا فرمایا تھا۔

مسجد قبا سے جانب شرق مسجد الفضیخ واقع ہے، اس مسجد کے شرقی جانب مسجد بنو قریظہ واقع ہے۔ اس مسجد کے شمال میں مسجد ماریہ قبطیہ واقع ہے۔

مدینہ سے باہر بجانب غرب مدینہ کا عیدگاہ ہے، عیدگاہ کے شمال میں مسجد ابوبکرؓ واقع ہے عیدگاہ سے قریب ایک اور مسجد موسوم مسجد علیؓ واقع ہے۔

غزوہ خندق کے موقع پر آنحضرت نے کفار پر فتح پانے کے لئے جہاں دعا فرمائی تھی

وہاں مسجد الفتح بنی ہوئی ہے۔ اس مسجد اور مدینہ کے درمیان مسجد بنی ہوئی ہے جہاں وحی دا ے محمد آپ کو مژدہ ہو کہ حق سبحانہ فرماتا ہے کہ جو امر آپ کو ناپسند ہوگا۔ اسے آپکی امت کے حق میں روا نہ رکھونگا،) نازل ہوئی تھی مسجد فتح کے غربی جانب مسجد القبلتین ہے۔

مدینہ کے شمالی جانب دس میل کے فاصلہ پر وادی احد ہے۔ اور وادی میں ایک پہاڑ ہے۔ جس کو احد کہتے ہیں۔ ۵ اشوال سنہ ۳ ہجری میں کفار اور مسلمانوں کے درمیان مشہور جنگ احد ہوئی تھی۔ جس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے اس جنگ کو اسلام میں غزوۂ احد کہتے ہیں۔ اس غزوہ میں حضرت حمزہ عم رسول اللہ شہید ہوئے تھے، اور حضور اقدس کے اگلے چار دندان مبارک شہید ہوئے تھے، اس غزوہ میں آنحضرت کے روئے مقدس پر زخم لگے تھے۔ آپ کے نیچے کا ہونٹ اس مقام پر زخمی ہوا تھا۔ اور رخسار مبارک میں خود کے دو کڑیاں چھپ گئی تھیں۔ حضرت حمزہ جگہ کا مزار اسی مقام پر واقع ہے۔ یہاں گنج شہیدان ہے جو غزوہ احد میں شہید ہوئے۔

مدینہ کا پانی نہایت شیریں اور خوشگوار ہے۔ جتنا چاہو پیو سب ہضم ہو جاتا ہے۔ بہت سرد اور مسکن ہے۔ حرم شریف کے باہر بیر اریاب (دکوان) ہے اس کا پانی بے نظیر ہے۔ مدینہ طیبہ کی آب و ہوا معتدل اور غذا کے روح ہے۔ چند کنوئیں مشہور ہیں۔ بیر اریس۔ اس میں حضرت رسول مقبول کی وہ مہر جس پر آپ کا اسم مبارک کندہ تھا۔ حضرت عثمان غنیؓ کے ہاتھ سے اس کنوئیں میں گر گئی تھی۔

بیر انس بن مالک سیر کی کتابوں سے واضح ہے کہ جب حضرت رسول مقبول کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہؓ آنحضرتؐ کو ایام طفولیت کی مدینہ تشریف لائیں تو آنحضرت اس کنوئیں میں تیرنا سیکھا تھا۔ کنوؤں کے علاوہ مدینہ میں کئی نہریں ہیں۔ مدینہ میں اس وقت صرف ایک بازار ہے۔ جو باب مصری سے شروع ہو کر تنگ سڑک سے حرم شریف تک چلا گیا ہے۔

مدینہ منورہ میں آٹھ خانقاہیں ہیں۔ سب سے زیادہ مشہور خانقاہ مصری ہے۔ علاوہ خانقاہوں کے متعدد رباطیں ہیں جن میں حاجی مقام کرتے ہیں۔ اور کرایہ سے بھی مکانات مل جاتے ہیں۔ ریاست حیدرآباد کے رباط بھی ہیں۔ جن میں سے حسین بی صاحبہ مغفورہ کی رباط زیادہ تر مشہور ہے۔

رؤسا و حیدرآباد کی رد باطین از کار رفتہ ہو گئی ہیں۔

حرم مدینہ

احادیث صحیح سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مدینہ کی ایک خاص تحدید فرما دی تھی۔ جس کو اصلاح میں حرم کہتے ہیں۔ اس کے چند مخصوص احکام ہیں، مسلمانوں پر اون کی پابندی لازم ہے۔

حدیث شریف۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔ اور اس کے لیے دعا فرمائی گئی تھی۔ میں بھی اسی طرح مدینہ کو حرم بناتا ہوں۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔

حضرت انس سے روایت ہے کہ مدینہ حرم ہے اوس کی گھانس کاٹی نہیں جاسکتی جو شخص اس کے خلاف کریگا اوس پر خدا، فرشتوں اور انسان کو لعنت کا مستحق ہوگا۔ حدیث شریف حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم بنایا تھا اور میں مدینہ کو حرم بناتا ہوں نہ اس کی جھاڑیاں کاٹی جاسکتی ہیں۔ اور نہ اس کے جانوروں کا شکار کیا جاسکتا ہے۔ حدیث شریف۔ خداوندا۔ ابراہیم نے مکہ کو حرم بنایا۔ اور میں مدینہ کو اس کے گھاٹیوں کے درمیان تک حرم بناتا ہوں۔ نہ اس میں خونریزی کی جاسکتی ہے نہ ہتھیار اٹھایا جاسکتا ہے۔ اور مویشی کے چارے کے سوائے اوس کے درختوں کی پتیاں جھاڑی جاسکتی ہیں۔ ایک حدیث میں یہ ہے کہ میں مدینہ کو اس کے دونوں پہاڑوں کے درمیان تک حرم بناتا ہوں۔ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کو حرم بنایا تھا۔ ان احادیث میں دونوں پہاڑوں سے مراد جبل عیر اور جبل ثور ہے

فضائل مدینہ منورہ

(ف) حدیث شریف۔ خداوند مدینہ کو ہمارے لئے محبوب بنا جیسا کہ مکہ ہم کو محبوب تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ

حدیث شریف ۲۔ ایمان عنقریب مدینہ کی طرف اس طرح سمٹ کر آئیگا جس طرح سانپ اپنی بل میں سمٹ کر جاتا ہے۔

حدیث شریف ۳۔ مجھے ایسے شہر کا حکم دیا گیا ہے جو اور شہروں کو کھا جائے گا یعنے یثرب جس کو مدینہ کہتے ہیں۔

حدیث شریف ۴۔ جس نے مدینہ کی سختیوں پر صبر کیا میں قیامت کے دن اس کا شفیع یا اس کا گواہ ہونگا۔

حدیث شریف ۵۔ مدینہ پاک ہے گناہوں کو اسی طرح دور کرتا ہے جس طرح سونا کی بھٹی چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔

حدیث شریف ۶۔ جو شخص اہل مدینہ کو گزند پہونچانا چاہیگا خدا تعالیٰ اس کو اس طرح پگھلا دیگا جس طرح آگ سیسے کو پگھلا دیتی ہے یا پانی نمک کو۔

حدیث شریف ۷۔ جو شخص مدینہ میں کوئی برا کام کریگا۔ یا کرانے یا کرنے والے کو پناہ دیگا اس پر خدا فرشتے اور تمام انسانوں کی اوس پر لعنت برسیگی۔ اور اس کے فرائض و نوافل سچے مقبول نہ ہوں گے۔

حدیث شریف ۸۔ جس شخص سے ممکن ہو وہ مدینہ میں مرے کیونکہ جو شخص وہاں مریگا میں اوس کی شفاعت کرونگا۔

خصائص مدینہ منورہ

(۱) آنحضرت صلعم کا مزار مبارک مدینہ میں ہے۔

(۲) اکثر صحابہ وہاں مدفون ہیں۔

(۳) خدا کی راہ میں جن لوگوں نے جان دیکر شہید ہوئے وہاں مدفون ہیں۔

(۴) خدا نے آنحضرت صلعم کو مدینہ والوں ہی سے تبلیغ اسلام میں مدد دلوایا۔ مدینہ والوں کی وجہ مکہ بھی فتح ہوا۔

(۵) مدینہ پر آنحضرت صلعم کا قبضہ صرف قران مجید کے ذریعہ کرایا۔
(۶) قیامت کے دن اشراف امت محمدیہ مدینہ کے خاک سے اٹھیں گے۔
(۷) رسول مقبول نے مدینہ کو حرم بنایا۔ اور خود اپنے ہاتھ سے اس میں مسجد تعمیر فرمائی
(۸) مدینہ میں مسجد قبا واقع ہے جس کے نسبت یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ (جس مسجد کی بنیاد پہلے دن ہی سے تقویٰ پر رکھی گئی ہے وہ اس بات کی سب سے زیادہ مستحق ہے کہ تو (محمد) اس میں نماز کے لئے کھڑا ہو۔
(۹) آنحضرت کے روضۂ مبارک اور آنحضرت کے ممبر مبارک کے درمیان کا حصہ جنت کا باغ کہلاتا ہے۔
(۱۰) مسجد نبوی میں نماز کا بہت بڑا ثواب ہے۔
(۱۱) اس حدیث کے بنا پر مدینہ ہمیشہ دارالاسلام رہے گا۔

سنہ ۱۲۱۲ھ کے غارت گری میں قیمتی اشیاء کو وہابیوں نے لوٹ لیا اور سنہ ۱۳۲۴ھ میں تمام مزارات کے قبور کو منہدم کر دیا۔ مقدس آثار قدیمہ سے صرف مسجد نبوی۔ روضہ مبارک اور گنبد خضرا باقی رہ گئے ہیں۔ باقی اللہ کا نام۔ فعتبر دیا اولی الابصار

ترجمہ قصیدہ نعتیہ از جناب شیخ عبدالقادر جیلانی

آپ کے چہرہ مبارک سے صبح طلوع ہو رہی ہے اور آپ کی زلف سے رات کالی ہو رہی ہے، آپ فضل و کمال میں تمام رسولوں سے فائق اور بلند ہیں۔ آپ ہدایت فرما کر راہ راست بتادیتے آپ بخششوں کا خزانہ اور نعمتوں کے آقا ہیں۔ اپنی شریعت سے امت کے رہنما ہیں۔ نسب میں سب سے مقدس اور حسب میں سب سے اعلیٰ ہیں سارا عرب آپکا خدمت گزار تھا درخت آپ کے پاس دوڑے آئے۔ پتھر بول اٹھے، آپ کے اشارہ سے چاند پھٹ گیا۔ جبرائیل

معراج کی رات کو آئے۔ اور خدا نے آپ کو اپنے حضوری میں بلایا۔ آپ کمال شرف کو پہنچے۔ اور خدا نے آپ کی امت کے گناہ کو معاف کیا۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سردار ہیں۔ آپ کی دعوت کے سبب ہماری عزت بڑھ گئی۔

یوں تو جدہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں اردو جاننے والے کثرت سے ہیں۔ اردو بولنے والا وہاں کے باشندوں کو اپنا مطلب اردو میں سمجھا سکتا ہے، تاہم ضروری عربی الفاظ اور جملے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

ایک ۔ واحد
دو ۔ اثنان (اثنین)
تین ثلثہ ۔ (ثلاثہ)
چار ۔ اربعہ
پانچ ۔ خمسہ
چھ ۔ ستہ
سات ۔ سبعہ
آٹھ ۔ ثمانیہ (ثمانیہ)
نو ۔ تسعہ
دس ۔ عشرہ
گیارہ ۔ احد عشرہ
بارہ ۔ اثنا عشرہ

بیس ۔ عشرون
تیس ۔ ثلثون
چالیس ۔ اربعون

پچاس ۔ خمسون
ساٹھ ۔ ستون
ستر ۔ سبعون
اسی ۔ ثمانون
نوے ۔ تسعون
یکسو ۔ مائۃ
ایک ہزار ۔ الف

آدھا ۔ نصف (نص)
تہائی ۔ ثلث
چوتھائی ۔ ربع
پانچواں حصہ ۔ خمس
چھٹا حصہ ۔ سدس
ساتواں حصہ ۔ سبع
آٹھواں حصہ ۔ ثمن
نواں حصہ ۔ تسع

دسواں حصہ ۔ عشر

بیماریوں کے نام

دست ۔ اسہال
قبض ۔ امساک
بدہضمی ۔ تخمتہ
زخم ۔ جرح
پھوڑا ۔ دمبل
زکام ۔ رشح
کھانسی ۔ سعال
الٹی ۔ قے
درد شکم ۔ قلنج

رشتہ داروں کے نام۔
باپ ۔ اب

ماں۔ اُم
بھائی۔ اخ
بہن۔ اختُ
چچا۔ عم
عمۃ۔ پھوپی
ماموں۔ خال
دادا۔ جد
دادی۔ جدہ
نانا۔ جد فاسد
نانی جدہ فاسدہ
بیٹا۔ ابن
بیٹی۔ بنت
داماد ختن
بہو۔ کنۃ
خاوند۔ زوج
بیوی زوجہ۔
خسر۔ حمٌ
ساس۔ حماۃٌ

حیوانات کے نام

بکرا۔ ماعز
بکری۔ ماعزہ
بیل۔ ثورٌ
گائے۔ بقرہ
گھوڑا۔ فرس
گدھا۔ حمار
اونٹ۔ جمل
اونٹنی۔ ناقہ
کتا۔ کلب
بلی۔ ھرۃ۔ قطۃ
ہاتھی۔ فیل
سور۔ خنزیر

معدنیات

ٹین۔ تنک
لوہا۔ حدید
سونا۔ ذہب
چاندی۔ فضۃٌ
سرمہ۔ توتیا
تانبا۔ نحاس
پیتل۔ نحاس اصفر

رنگوں کے نام

اجلا (سفید) ابیض
کالا۔ اسود
پیلا۔ اصفر
لال۔ احمر
نیلا۔ ازرق
سبز۔ ہرا۔ اخضر

غلوں کے نام

باجرہ۔ جاورس
چنا۔ حمص
گیہوں۔ حنطۃ۔ قمح
چاول۔ ارز
تل۔ سمسم

ترکاریوں کے نام

بھنڈی۔ بادیا
بینگن۔ بادنجان
پیاز۔ بصل
آلو۔ بطاطہ
لہسن۔ ثوم
کدو۔ قرع
اروی۔ قلقاس
دھنیا۔ کزبرہ
مرچ۔ فلفل

متفرق اشیاء کے نام

املی ۔ تمر ہندی
کھجور ۔ تمر
انجیر ۔ تین
انار ۔ رمان
انگور ۔ عنب
بادام ۔ لوز
نمک ۔ ملح
گوشت ۔ لحم
لیمو ۔ لیمو
موز ۔ کیلا
انڈا ۔ بیضہ
تلا ہوا انڈا ۔ بیضہ مقلی ۔
توا ۔ طابق ۔
چلمچی ۔ طست
کوئلہ ۔ فحم
پیالی ۔ فنجان
پیالہ ۔ قدح
ہانڈی ۔ قدر
صراحی ۔ قلہ
چولہا ۔ کانون
دیا سلائی ۔ کبریت
آبخورہ ۔ کوز
لگن ۔ صحن

انگیٹھی ۔ مجمر
چمچہ ۔ ملعقہ
دست پناہ ۔ ماقط
چھلنی ۔ منخل
آگ ۔ نار

لباس کے نام

تہ بند ۔ ازار
برقع ۔ برقع
ازار بند ۔ تکہ
اوڑھنی ۔ خمار
گھنڈی ۔ زر
پاجامہ ۔ سروال ۔ لباس
پگڑی ۔ عمامہ
کرتہ ۔ قمیص
رومال ۔ منديل
سوئی ۔ ابرۃ
استرہ ۔ بطانۃ
دھاگا ۔ خیط
سلیپر ۔ باجوج
بوٹ ۔ جزمۃ
جوتہ ۔ حذاء

انگوٹھی ۔ خاتم
بید ۔ خیزران
پن ۔ دبوس
جیبی گھڑی ۔ ساعت
زنجیر ۔ سلسلہ
چھتری ۔ شمسیہ
فرشہ ۔ برش
آئینہ ۔ مرآۃ
لہنگا ۔ مشلط
عینک ۔ نظارہ

کمرہ ۔ روضہ
دروازہ ۔ باب
پھاٹک ۔ بوابہ
کڑی ۔ جذع
دیوار ۔ حائط
ٹونٹی ۔ حنفیہ
حوض ۔ حوض
گھر ۔ دار
فرش ۔ سطح
چھت ۔ سقف
سیڑھی ۔ سلم
کھڑکی ۔ شباک

نل . حنفیہ
پاخانہ . مستراح
غسل خانہ . مغسل
پرنالہ . میزاب

لوٹا . ابریق
تخت . تخت
کمل . حزام
چٹائی . بوریا . حصیر
پردہ . استارہ
دری . شطرنجی
چارپائی . سریر
[illegible] . سکّین
بتی . فتیلہ
لالٹین . قندیل
تالا . قفل
کرسی . کرسی
تکیہ . مخدہ
اگالدان . مبصقہ
جھاڑو . مکنستہ

عطار کی دوکان . اجزاخانہ
دواخانہ . اسپتالیہ . بیمارخانہ

شہر . بلد
صرافہ . بورصا
گھر . بیت
محلہ . حارت
سڑک . دا. سکتہ
کوچہ . زقاق
راستہ . سبیل . طریق
مارکٹ . سوق
بازار . شارع
چوراہا . مفرق
حکیم . طبیب
ڈاکٹر . دکتور
موچی . اسکاف
معمار . بناء
حجام . حلاق
حلوائی . حلوائی
قلی . حمال
درزی . خیاط
تمباکو فروش . دخاخنی
روغن فروش . زیات
سونار . صائغ
قصاب . جزا
قلعی گر . مبیض

بڑھائی . نجار

آج . الیوم
پرسوں گزشتہ . قبل الامس
تڑکا . سحر
دن . یوم
دوپہر . ظہر
رات . لیل
سال . سنہ . عام
شام . مساء
فجر . صباح
کل گزشتہ . امس
کل آیندہ . غد
گھڑی . ساعت
منٹ . دقیقہ
مہینہ . شہر
پرسوں آیندہ . بعد الغد

ہفتہ . یوم السبت
اتوار . یوم الاحد
پیر . یوم الاثنین
منگل . یوم الثلثا
بدھ . یوم الاربعہ

جمعرات . یوم الخمیس
جمعہ . یوم الجمعہ

یہہ . ہنا
کہاں . این
کون . من
کیا . ماذ
وہ . ذاک
کیا . کیف
کب . متی
ساتھ . مع
اوپر . اعلیٰ
تک . حتی
سے . من
اگر . ان
تھا . کان
مگر . الا
میں . فی

وہ ایک مرد . ہوا
وہ دو مرد . ہما
وہ سب مرد . ہم
وہ ایک عورت . ہیں

وہ دو عورتیں ۔ ہما
وہ سب عورتیں ۔ ہن
تو ایک مرد ۔ انت
تم دو مرد ۔ انتما
تم سب مرد ۔ انتم
تو ایک عورت ۔ انتِ
تم دو عورتیں ۔ انتما
تم سب عورتیں ۔ انتن
میں ایک مرد یا عورت ۔ انا
ہم سب مرد یا عورتیں ۔ نحن

تم کیسے ہو ۔ کیف انتم
تم کہاں سے آئے ۔ من این جئتم
میں گھر سے آیا ۔ جئت من البیت
تم کہاں جاتے ہو ۔ این تروحون
حرم کے طرف جاتا ہوں ۔ اروح الی الحرام
السلام علیکم ۔ السلام علیکم
وعلیکم السلام ۔ وعلیکم السلام
خوش آمدید ۔ اھلاً وسھلاً ومرحبا
آپ کا مزاج کیسا ہے ۔ کیف مزاجکم
خدا کا شکر ہے آپکے لئے دعا کرتا ہوں ۔ الحمد للہ ادعو لکم
میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں ۔ استاذن حضرتکم
فی امان اللہ ۔ خدا حافظ ۔ مع السلامة

دیکھو تو وہ کون ہے ۔ انظر من ھو
تم کون ہو ۔ من انت
کیا میاں سعید گھر میں ہیں ۔ ھل حضرت سعید فی المنزل
جی ہاں ۔ نعم
آپکے والد کی طبیعت کیسی ہے ۔ کیف صحة ابیکم
خدا تعالیٰ اونکو شفا بخشے ۔ اللہ یشفیہ
ان سے کہو کہ تشریف لائیں ۔ ترجاہ بان یدخل

احمد دسترخوان بچھا ۔ ضع المائدة یا احمد
جناب تشریف لائیے مل کر کھائیں ۔ تفضل یا حضرة تتعشی
میں آپ سے پہلے کھا چکا ہوں ۔ سبقتک
نوش جان فرمائیے ۔ بالعافیة
جناب تھوڑا تو کھائیے ۔ کل قلیل یا سیدی
کیوں جناب آپ حقہ پئیں گے یا سگریٹ ملاحظہ فرمائینگے
حاضرتک تشرب شیشة ام تتدخن السجارة
میں ان چیزوں کا عادی نہیں ہوں ۔ انا لست متعود ابداً لاشیاء
احمد آپکے واسطے چاول پیالی لاؤ ۔ احمد ھات فنجان لحضرتہ
اور اسکا ایک علیحدہ رکابی میں لاؤ ۔ وضع عندہ سکر فی صحن علی حدة
اس مال کی کیا قیمت ہوگی ۔ کم تطلب بھذا القماش
پندرہ قرش ۔ خمسة عشرة قرشاً
یہ بہت گراں ہے میں ارزان چاہتا ہوں
ھذا غال جداً انا ارید رخیصا
کیا آپکے پاس چین کا کپڑا ہے ۔
ھل عندکم فی الحریر الصین

مجھے پسند نہیں ہے کوئی اور دکھائیے
لم یعجبنی ھذا ۔ ارنی خلاف
صدر ڈاکخانہ کہاں ہے ۔ این البوستة العمومیة
ڈاکخانہ کب کھلتا ہے ۔ متی انفتح البوستة
ٹکٹ کہاں ملتے ہیں ۔ من این توخذ الطوابع
میرے پاس کچھ کپڑے ہیں جنکو میں تم سے دھلوانا
چاہتا ہوں ۔
عندی ثیاب ارید تک تغسلہا
تم دھلے کپڑے کب لاؤگے ۔ متی تحضرہ الغسیل
مجھے تین دن کے بعد درکار ہیں ۔
انا اعوزہا بعد ثلثة ایام
میرے بال ذرا چھوٹے کردو ۔ قصر شعری قلیل
کیا آپکے پاس کرایہ کا کوئی مکان ہے
ھل یوجد عندک محل للاجارہ
مجھے معلوم ہوا ہے آپ کے پاس کرایہ کا ایک مکان خالی ہے
بلغنی انہ یوجد عندک بیت خالی للاجارہ
کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اسے دیکھ لوں
ھل تسمح لی بان انظرہ
اس کا کرایہ کیا ہے ۔ کم الاجرة
(ریل گاڑی ۔ بابور قطار) (مسافر گاڑی
قطار رکاب) ۔ (ڈاک گاڑی ۔ البوستہ)
(ٹکٹ ۔ تذکرة) ۔ مسافرخانہ ۔ محل الاستراحت
(کرایہ ۔ اجرت) ۔ (انجن ۔ وابور)

(اسباب ـ عفش)

ہمارا اسباب اتارو اور گاڑی بان کو بلالاؤ ۔ نزل عفشنا وادع عربجنا

ٹکٹ کہاں ملتا ہے ۔ این تؤخذ التذاکر

اسباب کہاں تلتا ہے ۔ این توازن العفش

دوسرے درجہ کا کرایہ جدہ تک کیا ہوگا ۔ کم اجرۃ الدرجۃ الثانیۃ الی جدۃ

مجھے تیسرے درجہ کا ٹکٹ دیجئے ۔ اعطینی تذکرۃ درجۃ ثالثۃ

گھنٹی بج رہی ہے ۔ الجرس یضرب ۔

(بیاک شنطتہ) (محصول ۔ رسوم) (پاس پورٹ ۔ بیالوت) ہمارے پاس ہمارے ضرورت کے سوائے کوئی چیز نہیں ہے ۔ لا یوجد معنا سوائے ما یلزمنا ۔

پہلے یہ صندوق کھولو ۔ افتح ھذا الصندوق اولا

مہربانی سے اسے کھولو ۔ افتحہ من فضلک ۔

فرمائی اس کا کیا محصول دوں ۔ کم الذی ادفعہ

شہر میں تمہارا گھر کہاں ہے ۔ این بیتکم فی البلد ۔

اگر خدا نے چاہا ۔ انشاء اللہ تعالی ۔

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں ۔ التمس منکم ۔

اس میں کچھ شک نہیں ۔ لا شک فیہ

امید آپ مجھے معاف کریں گے ۔ ارجوک ان تعفو عنی

یہ کافی ہے ۔ ھذا یکفی

یہ ادنیٰ تحفہ ہے ۔ انہا ہدیۃ زھیدہ

خدا تمہاری عمر دراز کرے ۔ اطال اللہ عمرکم

خدا تمہیں برکت دے ۔ کثر اللہ خیرک ۔

یہ ذکر کے لائق نہیں ہے ۔ ھذا لا یستحق الذکر

تم راستی پر ہو ۔ الحق معکم

میں ایسا ہی خیال کرتا ہوں ۔ اظن ھکذا

محمود کا گھر کہاں ہے ۔ این بیت محمود ۔

یہ کس قدر ہے ۔ کم ہو ہذا

اس کی کیا قیمت ہے ۔ کم ثمنہ یا کم ہذا ۔

میرے ذمہ تمہارا کیا نکلتا ہے ۔ (کم علی لکم انا مدیون ۔)

گھڑی میں کیا وقت ہے ۔ کم ھی الساعۃ

کتنا دن چڑھا ہے ۔ کم ساعۃ مضت من النہار

کتنی رات گذری ۔ کم مضی من اللیل ۔

اس مہینہ کی کونسی تاریخ ہے ۔ کم من الشہر الجاری

اس قینچی کی کیا قیمت ہے ۔ ما ثمن ہذا المقص

میں بہت پیاسا ہوں ۔ انی عطشان جدا ۔

مجھے بھوک لگ رہی ہے ۔ ہات الطعام فانی جعت کثیرا ۔

یہ دیسی روٹی ہے ۔ میں ڈبل روٹی چاہتا ہوں ۔ ہذا خبز بلدی وانا اطلب الافرنجی ۔

باسی دودھ ہے ۔ لبنا بائتا ۔

ملک حجاز میں جو سکے رائج ہیں۔ اون کی ہندوستانی سکون میں حسب ذیل قیمت دی جاتی ہے۔

۱۔ ایک مجیدی (چاندی کا سکہ) سوا روپیہ کلدار
۲۔ نصف مجیدی ۔ دس آنہ کلدار
۳۔ پاؤ مجیدی ۔ پانچ آنہ کلدار
۴۔ قرش مصری ۔ ڈھائی آنہ کلدار
۵۔ قرش امیری ۔ دو آنہ کلدار
۶۔ قرش سودی ۔ ایک آنہ کلدار
۷۔ سودی (چاندی کا سکہ) ۔ ایک روپیہ کلدار
۸۔ ایک سودی سکہ کے (۱۶) قرش سودی دئے جاتے ہیں جو مساوی ہیں ۱۶ آنہ کلدار کے
۹۔ ایک سکہ سکہ مجیدی کے بیس (۲۰) قرش سودی دئے جاتے ہیں۔
۱۰۔ ایک قرش سودی کے چار ھلل دئے جاتے ہیں یعنی ھلل سعودی پاؤ آنہ کلدار کے مساوی ہے۔

نوٹ

ملک حجاز میں سکہ انگریزی کلدار اور انگریزی سرکار کے کرنسی نوٹ بھی چلتے ہیں کاروبار میں انگریزی سکہ کلدار اور کرنسی نوٹ کا رواج ہے۔ سرکار انگریزی کا طلائی سکہ جس کو گنی کہتے ہیں۔ اوس کا بھی رواج ہے۔ سرکار انگریزی کے نقرئی سکے آسانی سے چلتے ہیں مگر نکل اور تانبے کے سکے نہیں چلتے۔

اسرار حج

حج کے ہر ایک رکن میں اسرار موجود ہیں اور ہر ایک رکن کی ایک خاص حقیقت ہے۔ اس سے اصل مقصود عبرت۔ یاد آوری امور آخرت ہے۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ سابق کی امتوں کو اللہ تعالےٰ نے رھبانیت اور سیاحت کا حکم فرمایا تھا۔ اور میری امت کو اسکے بدلہ حج کا حکم دیا کہ اس میں مجاہدہ بھی ہوتا ہے اور عبرت بھی حاصل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کعبہ شریف کو بزرگی عنایت فرمایا اور اپنی طرف منسوب کیا اور کعبہ کو بادشاہوں کے در دولت کے شکل بنایا۔ اطراف و اکناف کو اس حرم کا حصہ ٹھیرایا۔ اس کی تعظیم اور عزت کے لئے وہاں شکار کو حرام کر دیا۔ عرفات کو در دولت سلطانی کے جلوخانہ کے شکل حرم کے سامنے بنایا کہ سب طرف سے تمام عالم بیت اللہ شریف کا قصد کرے۔ حالانکہ معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ مکان اور خانہ کعبہ رکھنے سے منزہ اور پاک ہے۔ لیکن آدمی کو جب شوق بے غایت اور آرزوئے نہایت ہو تو جو چیز دوست کی طرف منسوب ہوتی ہے وہ بھی جان و دل سے مطلوب اور مرغوب ہوتی ہے تو مسلمانوں نے اس اشتیاق میں اپنے اپنے اہل و عیال وطن و مال چھوڑ دیا اور جنگلوں کے خوف و خطر کو گوارہ کیا۔ غلاموں اور بندوں کی طرح دوست برحق اور مالک مطلق کے آستانے کا قصد کیا۔ اور اس عبادت میں انکو ایسے کاموں کا حکم ہوا جو عقل میں نہیں آسکتے۔ جیسے پتھر پھینکنا۔ صفا مروہ میں دوڑنا۔ یہ اس واسطے ہوا کہ جو کچھ عقل میں آسکتا ہے نفس کو بھی اسکے ساتھ کچھ انس ہوتا ہے۔ اس واسطے کہ اس کام کو اور اس کی وجہ کو وہ جانتا ہے مثلاً وہ جانتا ہے کہ زکواۃ دینے میں محتاجوں کی مدد ہوتی ہے۔ نماز میں معبود حقیقی کے سامنے انکساری ہوتی۔ روزہ میں خواہشات نفسانی کی شکست ہوتی ہے۔ کمال بندگی یہ ہے کہ محض خدا کے حکم کی تعمیل کرے۔ حج کے تمام ارکان احکام الٰہی ہیں اُن کی تعمیل گویا خدا کے احکام کی تعمیل ہے۔ اس میں عقل کو کام نہیں لا نا فعل عبث ہے۔ حج کے موقع پر انسان کو خدا آزماتا ہے کہ اُس کا بندہ اُس کے احکام کی بےچون چرا

کس طریقہ پر عمل کرتا ہے **حج سے عبرت حاصل ہوتی ہے** - طواف وسعی اس کے مشابہ ہیں جیسے غریب محتاج ناچار سلاطین کے در دولت پر جاتے ہیں اور محل کے گرد غرض و حاجت کا موقع ڈھونڈھتے پھرتے ہیں اور جلو خانہ میں آجاتے ہیں اور اپنا سعی کنندہ اور شفیع ڈھونڈھتے ہیں۔ انہیں اُمید ہوتی ہے کہ شاید بادشاہ کی نگاہ ہم سب پر پڑ جائے وہ ہم کو ایک نظر دیکھ لے۔ صفا مروہ کے بیچ کا میدان جلو خانہ سلطانی کے مثل ہے۔ عرفات پر لوگوں کا کھڑا ہونا اور اطراف جہان سے لوگوں کا جمع ہو کر آنا اور مختلف زبانوں میں دعا مانگنا عرصات قیامت کا نمونہ ہے۔ قیامت کے روز بھی تمام عالم جمع ہوگا اور ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ہوگی اور ہر ایک شخص امید و بیم میں ہوگا۔ پتھر مارنے سے مراد ایک تو فقط اظہار بندگی ہے دوسرے اس سے یہ بتلایا جاتا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو شیطان وسوسہ ڈالا تھا تو آپ نے اُس پر پتھر پھینک کر اس کو دور کر دیا تھا۔ کنکریوں کے مارنے سے انسان کو وسوسۂ شیطانی کا دفع کرنا یاد آجاتا ہے۔

در کعبہ پر حسب ذیل دعائے مغنی پڑھی جائے

اللہ بخشنے والا مہربان کے نام سے شروع۔ اے اللہ حضرت محمدؐ اور حضرت محمدؐ کی آل پر رحمت برکت اور سلام نازل فرما۔ میری فریاد تیرے ہی طرف ہے سو میری فریاد کو پہونچ اور میرا بھروسہ تیرے ہی اوپر ہے سو میرا کام بنا دے اے کارساز میرے دنیا و آخرت کے کاموں کی مشکلات کو سرانجام کر دے اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم میں تیرا بندہ ہوں کھڑا ہوا تیرے دروازہ پر۔ تیرا فقیر تیرے دروازہ پر۔ تیرا منگتا تیرے دروازہ پر۔ تیرا ذلیل تیرے دروازہ پر۔ تیرا قیدی تیرے دروازہ پر تیرا کمزور تیرے دروازہ پر۔ تیرا مسکین تیرے دروازہ پر۔ تیرا مہمان تیرے دروازہ پر۔ اے دنیا کے صاحب تیرے دروازے پر آموجود ہونے والا۔ اے فریادیوں کے فریادرس تیرے دروازہ پر مغموم۔ اے گرفتاران مصیبت کی مصیبت کو دفع کرنے والے تیرے دروازہ پر گنہگار۔ اے نیکوں کے طالب گناہوں کا اقرار کرنے والا تیرے دروازہ پر۔ اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے تیرے دروازہ پر خطاکار۔ اے گناہوں کے بخشنے والے تیرے دروازہ پر خطا کا اقراری۔ اے دنیا کے صاحب تیرے دروازہ پر طلبگار۔ اے طلبگاروں کے جائی امیدوار

تیرے دروازہ پر۔ نراس تیرے دروازہ پر گڑگڑاتا ہوا تیرے دروازہ پر۔ مجھ پر رحم کر اے مولا اے میرے آقا تو صاحب عزت ہے اور میں ذلیل ہوں۔ ذلیل پر صاحب عزت کے سوائے کون رحم کرسکتا ہے۔ اے میرے مولا اے میرے آقا تو زور آور ہے اور میں کمزور ہوں۔ کمزور پر زور آور کے سوائے کوئی رحم نہیں کرسکتا۔ اے میرے آقا تو کریم ہے اور میں لئیم ہوں۔ لئیم پر کریم کے سوائے کوئی رحم نہیں کرسکتا۔ اے میرے مولا اے میرے آقا تو رزاق ہے میں مرزوق ہوں۔ مرزوق پر رزاق کے سوائے کون رحم کرسکتا ہے۔ اے میرے مولا اے میرے آقا بار خدایا تو عزیز ہے اور میں ذلیل تو بخشنے والا ہے اور میں گنہ گار ہوں۔ تو زور آور ہے اور میں کمزور ہوں۔ اے خدا میں قبر کے اندھیرے اور تنگی میں تجھ سے پناہ اور امان مانگتا ہوں۔ خدایا میں منکر ونکیر کے سوال کے وقت تیری پناہ و امان مانگتا ہوں۔ الٰہی میں قبر کی وحشت اور سختی کے وقت میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ الٰہی تیری پناہ اور امان جس دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہو۔ الٰہی پناہ و امان جس دن صور پھونکا جائے۔ اس دن زمین اور آسمان میں جتنے لوگ ہیں سب بے ہوش جائینگے۔ مگر اللہ جس کو چاہے وہ بیہوش نہ ہوگا۔ الٰہی پناہ اور امان جس دن زمین پر سخت درجہ کی بھونچال ہو۔ خدایا پناہ اور امان جس دن آسمان بادلوں کی طرح پھٹ پڑیگا الٰہی پناہ اور امان جس دن تو آسمان کو اس طرح لپیٹ لے جیسے نوشتوں کو لپیٹا جاتا ہے۔ الٰہی پناہ اور امان جس دن یہ زمین اور آسمان بدل کر نئے آسمان اور زمین پیدا ہوں اور سب کے سب خدائے واحد وقہار کے روبرو حاضر ہوں۔ الٰہی پناہ اور امان جس دن انسان کے پیش نظر آجائیں جتنے عمل کہ اُس نے اعمال کئے اور کافر کہے کہ کاش میں مٹی ہو جاتا ا۔ الٰہی پناہ اور امان جبکہ عرش کے اندر سے پکارا جائے کہ کہاں ہیں خطا کار اور کہاں ہیں گنہ گار اور کہاں ہیں ڈرنیوالے اور کہاں ہیں زیاں کار چلے آؤ حساب دینے کیلئے۔ خدایا تو میری چھپی اور ظاہری باتیں جانتا ہے پس میرا عذر منظور کرلے۔ میری ضرورت تجھ پر واضح ہے۔ پس میرا سوال عطا فرما اے اللہ میرے کثرت گناہ اور عصیاں پر افسوس ہے اور میرے نفس مردود پر افسوس ہے اور میری خواہش پسند نفس پر افسوس ہے نفس کی آرزوں پر افسوس ہے۔ دل کی خواہشوں پر افسوس ہے۔ اے فریادرس میری فریاد کو پہنچ جبکہ میری حالت پلٹنے لگے۔ خدایا میں تیرا بندہ گنہ گار

دمجرم وخطاکار ہوں مجھے دوزخ سے رہائی دے۔ اے پناہ دینے والے۔ اے پناہ دینے والے۔ اے پناہ دینے والے۔ خدایا اگر تو مجھ پر رحم کرے تو تو اسی کے لایق ہے۔ اگر مجھے سزا دے تو میں اسی کے لایق ہوں۔ بس مجھ پر رحم کر اے وہ اللہ کہ جس کا ڈر رکھنا چاہیئے۔ اور اے اللہ تو بخشنے کے لایق ہے۔ اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے سب سے بہتر بخشنے والا۔ مجھے اللہ ہی کافی ہے جو کارساز ہے اور اچھا آقا ہے اور اچھا مددگار ہے اور اللہ کا درود بہترین خلق خدا پر جو حضرت محمد مصطفےٰ ہیں اور آپ کے آل واصحاب پر اور حضرت ابراہیمؑ اور آل ابراہیمؑ پر تیری رحمت کے ساتھ۔ اے سب سے بڑھ کر رحم کرنے والے

آمین ثم آمین

(نوٹ) یہ دعا ختم کرنے کے بعد بوسیلہ محمدؐ اپنی دلی تمناؤں کے برآنے کیلئے دعا مانگی جائے۔ اور احقر سید قاسم حسینی کی مغفرت کے لئے بھی دعا مانگی جائے۔

رکن حج کے متفرق مسائل

حدیث نبوی۔ جس کے پاس کھانے پینے اور سفر کیلئے سرمایہ ہو جس سے وہ بیت اللہ شریف کا حج کرکے اپنے وطن کو واپس ہو سکے اسپر حج فرض ہو جاتا ہے۔ اگر وہ حج نہ کریگا تو کچھ تعجب نہیں کہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر مرے۔ حج کا ترک کرنا اسلام کا طریقہ نہیں ہے

مسئلہ۔ جس سال جبپر حج فرض ہو جائے اگر وہ ادائی حج کو ملتوی کرے اور دیری کریگا تو وہ گنہگار رہوگا۔

مسئلہ۔ مُردون کی جانب سے حج بدل جائز ہے۔ حج بدل سے مُردون کے ذمکا حج ساقط ہو جاتا ہے۔

مسئلہ۔ اگر کسی عورت کو ساری عمر ایسا محرم نہ ملے جس کے ساتھ وہ سفر نہ کرسکے تو حج کرنے کا گناہ اسپر نہ ہوگا لیکن ایسی عورت کو مرتے وقت یہ وصیت کرجانا واجب ہی نہ میری طرف سے وارث حج بدل کرادے۔ ورثاء پر حج بدل کرانا واجب ہو جاتا ہی۔

مسئلہ۔ مرتے وقت اگر کوئی حج کی وصیت کرجائے تو وارثون پر حج بدل کرنا واجب ہو جاتا ہے مگر اس شرط کا لحاظ ضروری ہے کہ میت کے مال مین سے بغیر رضامندی ورثاء ایک تہائی سے زیادہ صرف نہیں کیا جاسکیگا۔ اگر کل ورثاء بالاتفاق رضامندی ظاہر کردین تو کل مال بھی صرف کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ۔ اگر مال حج بدل کیلئے ناکافی ہو تو کسی اور مقام کے شخص سے حج بدل کرایا جائے جو اتنے ہی مال سے وہ مناسک حج ادا کرسکے۔ مثلاً جدہ۔ مکہ یا مدینہ کے رہنے والے۔ ان مقامات کے باشندون کو حج مین زیادہ صرفہ کرنیکی ضرورت نہین ہوتی۔

مسئلہ۔ اگر عورت عدت مین ہو تو عدت کے ایام مین اسکا حج کیلئے جانا درست نہین ہے۔

مسئلہ۔ دوسرے کی جانب سے نیابتاً جو حج کیا جاتا ہے اُسکو حج بدل کہتے ہیں۔ اس سے اصل شخص کے ذمہ سے حج کا فرض ساقط ہوجاتا ہے۔

مسئلہ۔ اگر کسی شخص کے پاس صرف مکہ کے سفر کے اخراجات ہون اور مدینہ کے سفر کیلئے اخراجات نہ ہون تو اُسکو حج کا فرض ترک نہ کرنا چاہیئے۔ اگر مدینہ کے اخراجات بھی نہ ہون تو حج ترک کرنا صحیح نہیں ہے۔ حج کا فریضہ ادا کرلے اور باامر مجبوری مدینہ منورہ کی زیارت کو ملتوی کردے۔ اللہ خود انسان کی نیت پر ثواب عطا فرمائیگا۔

مسئلہ۔ رکن حج کے ادا کرنے سے گناہ کبیرہ معاف ہوتے ہین۔ نفل حج کے بھی بڑے ثواب ہین۔ ان کے ذریعہ گناہ کبیرہ معاف ہوتے ہین۔

سفر حجاز حج کیلئے مفید و مجرب ہدایتین

موسم حج مین بمبئی سے حسب ذیل جہازران کمپنیان حاجیون کو جدہ پہونچاتے ہین۔ اور جدہ سے بمبئی واپس لاتے ہین۔ ان کمپنیون کی شاخین کراچی مین بھی قائم ہین۔ کراچی سے سفر کرنے والے حاجی اُن شاخون سے استفادہ حاصل کرتے ہین۔

(۱) ٹرنر ماریسن کمپنی۔ (مغل لین)

(۲) شوستر اینڈ کمپنی۔

(۳) نمازی اینڈ کمپنی۔

بمبئی مین یہہ کمپنیان کرافرڈ مارکٹ سے قریب ہین۔ اسی نواح مین حاجیون کے رہائش کیلئے ایک بڑی سرائے واقع ہے۔ جسمین حاجیون سے رہائش کیلئے کوئی کرایہ یا اجرت نہین لیا جاتا۔ اس سرائے کے علاوہ بمبئی مین گودی کے قریب بھی ایک اور سرائے واقع ہے جو حاجیون کیلئے مخصوص ہے اُسمین بھی کرایہ نہین لیا جاتا۔

سرکاری طور پر درجہ سوم کا کرایۂ جہاز آمد و رفت از بمبئی تا جدہ ماسہ کلدار مقرر ہے۔ درجہ دوم کا کرایہ درجہ سوم کے دوگونہ۔ اور درجہ اول کا کرایہ سہ گونہ ہوتا ہے کمپنی سے تحقیق کرلینا زیادہ تر مناسب ہے۔ جہاز مین دو قسم کے ہوٹل ہین ایک کمپنی کی جانب کا

ہوٹل ہے جسمین انگریزی طریقہ پہ کھانا دیا جاتا ہے۔ دوسرا ہندوستانی ہوٹل جو خلافت کمیٹی کی تحریک پہ قائم ہوا ہے اس مین ہندوستانی کھانے دیئے جاتے ہین۔ ہر دو ہوٹلون مین درجہ اول اور درجہ دوم قائم ہین۔ جہاز ران کمپنی مین ٹکٹ لیتے وقت خوراکی کا ٹکٹ بھی خرید لیا جاسکتا ہے۔

مندرجۂ بالا جہاز ران کمپنیون مین ٹکٹ کی رقم داخل کرکے رسید حاصل کرلی جائے کمپنیان خود سفر حج کے پاس پورٹ بنوالیتے ہین۔ اور حاجیون کو چیچک کا ٹیکہ بھی نکلوا دیتے ہین۔ کوئی حاجی بغیر چیچک کا ٹیکہ لئے جہاز کا سفر کرنیکا مجاز نہین ہے بمبئی مین اکثر ایسے تاجر ہین جنکی دوکانین جدہ۔ مکہ اور مدینہ مین بھی واقع ہین بمقام بمبئی ایسے تاجرون کے دوکانون مین اپنا روپیہ جمع کراکے جدہ۔ مکہ اور مدینہ کے دوکانون کے نام ہنڈیان حاصل کرتے ہین جس سے سفر مین رقم کی جوکھم سے یک گونہ آسانی ملتی ہے۔ یون جہاز کے ضوابط کے لحاظ سے حاجی اثناء سفر جہاز مین اپنے قیمتی زیورات اور نقدیات کپتان جہاز کے پاس امانتاً رکھوانے کا مجاز بھی ہے۔

میرے تجربہ مین یہ بات زیادہ تر مفید ثابت ہوئی کہ مقام روانگی سے پانچ۔ دس۔ پچاس اور سو روپیہ کے چند کرنسی نوٹ سرکار عظمت مدار (گلدار) فراہم کرکے ساتھ رکھ لئے جائین۔ اندرونی جیب کے کھادی کے نیم آستینون مین یہ نوٹس موم جامہ کے کپڑے یا تھیلی مین لپیٹ کر جیبون مین رکھ لئے جائین تو بمصداق مال عرب پیش عرب محفوظ اور اطمینان بخش طریقہ پہ اپنا پیسہ اپنا اپنے قبضہ مین رہتا ہے۔

جہاز مین مسافر کے سامان کا وزن نہین کیا جاتا۔ سفر مین اپنی ضرورت کے موافق سامان رکھنے کے جو لوگ عادی ہین وہی ہمیشہ سفر کی مصیبتون سے نجات مین رہتے ہین۔ اس سفر مین جتنا سامان کم ساتھ لیا جائیگا اُتنا ہی حاجی کو آسانی ملیگی۔ ہر چہ گیرید مختصر گیرید پہ عمل کیا جائے۔

ملک حجاز نہایت گرم ملک ہے۔ ہندوستان کے باشندے وہان کی گرم ہوا کے بہت کم متحمل ہوتے ہین۔ جہانتک ممکن ہو دھوپ سے بچے رہنے کی کوشش کرنا ازبس کہ ضروری امر ہے۔ غذا مین بھی بے حد احتیاط کرنی چاہیئے۔ مکہ مین راتون مین سردی ہوتی ہے دن مین گرم ہوا چلتی ہے۔ مکانون کے چھتون پر رات گذاری کا عموماً وہان رواج ہے۔ مکانات کئی منزلہ ہوتے ہین ایام حج مین آدمیون کی بڑی کثرت ہوتی ہے۔ مکان عموماً غلیظ ہوتے ہین مزید برآن سنڈاسون کا رواج ہے۔ حاجی اگر اپنی صحت کا خود خیال نہ رکھے تو پیچش۔ بخار وغیرہ امراض کا شکار ہوئے بغیر بچ نہین سکتا۔

بمبئی مین مسافرون کو جہاز پر سوار ہونے کیلئے گودی سے آسانی ہے۔ جدہ مین سنگاخون اور ریت کی وجہ گودی بنی نہین ہے کنارہ سے تخمیناً چار میل پر پانی مین جہاز کھڑا ہوتا ہے۔ چھوٹی کشتیون مین جہاز سے کنارہ تک سفر کرنا ہوتا ہی اور عرب کے آزاد منش قلیون سے سابقہ پڑتا ہے جس کے پاس سامان کم ہوتا ہے وہ مصائب سے اور فضول خرچون سے بچتا ہے۔ جدہ مین کنارہ پر پہونچتے ہی مسافرون کو معلمون کے انتخاب کی ضرورت لاحق ہوتی ہے۔ حاجی بغیر معلم مقرر کئے حج کے ارکان ادا کرنے کا حکومت حجاز کے قانون کے لحاظ سے مجاز نہین ہوتا۔ کشتی مین سے سامان اُتارتے وقت مسافر کو چاہیئے کہ قلیون پر بھروسہ نہ کرے بلکہ خود کشتی تک جاکر اپنا سامان علیحدہ کراکے قلی کے ساتھ ساتھ رہکر چنگی خانہ مین لیوالائے۔ اور بلاتہ مین چنگی خانہ (کروڑگیری) سے سامان کا معائنہ کراکے معلم کے سپرد خود ذات سے کردے اور جس گاڑی مین اُسکا سامان لدا ہوا جارہا ہو اُس کے ساتھ ساتھ اپنے مقام رہائش تک جاکر اپنے سامنے سامان اُترواکر قرینہ سے لگوادے۔ زبان کی ناواقفیت بڑی مجبور کردیتی ہے قلی عموماً لالچی اور حد درجہ لاپرواہ اور آزاد طبیعت کے ہوتے ہین۔ کنارہ پر اور چنگی خانہ پر اور معلم کے مقرر کئے ہوئے مقامات پر اکثر مسافرون کو دقت کا

سامنا ہوتا ہے حاجی پریشان ہو جاتا ہے۔ معلم سے بھی سہولت اور مدد نہین ملتی جدہ سے مکہ مکرمہ کا فاصلہ تخمیناً (۵۰) میل ہے۔ اونٹون پر دو دن مین سفر طے ہوتا ہے۔ موٹر بس کا سفر چار گھنٹون کا ہے۔ مکہ سے عرفات تک اونٹون پر سفر کرنا ہوتا ہے۔ وہان موٹرون کے سفر کی سہولت نہین ہے۔ بعد فراغ حج مکہ سے مدینہ منورہ اور واپسی جدہ تک یا تو اونٹون پر سفر کیا جائے یا موٹرون کے ذریعہ۔ مکہ سے مدینہ منورہ کا فاصلہ تخمیناً (۳۰۰) میل ہے۔ موٹر کے سفر مین دو دن صرف ہوتے ہین۔ اور اونٹون کے سفر مین بارہ دن صرف ہوتے ہین۔

ہر اونٹ کے دونون بازوؤن پر دو جھولے ہوتے ہین جنکو شغدف کہتے ہین ہر ایک جھولے مین ایک ایک مسافر اپنا ضروری سامان لیکر بیٹھ جاتا ہے زیادہ سامان ساتھ نہین رکھ سکتا۔ شغدف مین مسافر لیٹ بھی سکتا ہے۔ اونٹ کی پیٹھ پر چارپائی نما جھولا بھی کس دیا جاتا ہے جسکو رشبری کہتے ہین۔ شغدف زیادہ شاندار اور آرام دہ ہوتا ہے۔ اسی لحاظ دونون کے کرایہ مین بھی تفاوت ہوتی ہے۔ موٹر مین زیادہ سامان رکھنے نہین دیا جاتا ہے۔ ریتلی زمین پر سے موٹر راستہ طے کرتی ہے۔ لہذا موٹرون کے چھت پر مسافرون کا سامان رکھا نہین جا سکتا ہے۔ مسافر اگر زیادہ سامان بادائی کرایہ اپنے ساتھ لے جانا چاہا تو بھی اسکو اجازت نہین ملتی جو مسافر زیادہ سامان اس سفر مین رکھتا ہے اسکو خواہ وہ موٹر مین سفر کرے یا اونٹ پر شغدف مین سفر کرے زیادہ سامان کیلئے خاص طور پر اونٹ کرایہ پر کرنا لازم ہوتا ہے۔ موٹر پر سفر کرنے والے کو ایسی حالت مین اس کا زیادہ سامان دنون بعد مکہ اور مدینہ منورہ مین ملتا ہے۔ ان ہی دقتون کی وجہ مسافر اپنا اکثر و بیشتر سامان جدہ ہی مین معلم کے سپرد کر کے مختصر سے مختصر سامان کے ساتھ مکہ جا کر حج سے فارغ ہو کر پھر مکہ واپس ہوتا سفر مدینہ منورہ

کیلئے موٹر کا راستہ جدہ ہی پر سے گذرتا ہے - اونٹون کا راستہ جدہ پر سے نہین ہے - میرے تجربہ سے حاجی اس سفر مین حسب ذیل سامان ساتھ رکھکر آرام سے سفر کر سکتا ہے -

چرمی صندوق - لکڑی یا لوہے کے صنادیق بوجھل ہوتے ہین - بمقام بمبئی اور قسطنطینہ کامران مین حاجیون کا کل سامان بھپارے کے انجن مین ڈالا جاتا ہے - انجن مین چرمی سامان برباد ہوجاتا ہے اسلئے مناسب یہ ہے کہ کینوس کے بیاگ مین ایک دو اچھے جوڑے اور تین چار رنگین یا خاکی جوڑے رکھ لئے جائین - شطرنجی - لحاف - کمل اور رنگین چادر رومال اور تولیہ ضروری ہوتے ہین - تکیہ کے غلاف مین کپڑے بھر دیئے جائین تو علیحدہ تکیہ کی ضرورت نہین ہوتی - چاقو - قینچی - استرا - سوئی دہاگا - موم بتی - معمولی صابن - دریائی صابن - اور صفرہ کے دفع کرنے والے اور ہیضہ کو دفع کرنے والے خواہ یونانی یا ڈاکٹری چند دوائیان ساتھ رکھنا ضروری ہے - ترشی کے اچار - چٹنیان اور شربت کے شیشے بھی بہت کارآمد ہوتے ہین - ملک حجاز مین پان نہین ملتے - لوٹا - مصلی - قرآن شریف کا ساتھ ہونا بہت ضروری ہے - جہاز مین سوار ہونے بعد دس سے چودہ روز تک سفر کرنا ہوتا ہے - جہاز مین پینے کیلئے حاجی کو فی اسم ایک گیلن میٹھا پانی دیا جاتا ہے - اس کے رکھنے کیلئے جست کی بالٹی کا ساتھ رکھنا بہت ضروری ہے - نہانے کیلئے دریائی پانی کثرت سے ملتا ہے صفراوی مزاج والون کو چکر اور ابکائی آتی ہے - اس کیلئے چھوٹی پلیچی ساتھ رکھ لیجائے سفری پلنگ اور ٹاٹ کی کرسی بھی جہاز کے سفر مین بڑے آرام دہ ہوتے ہین جہاز مین دھوپ سے بچنے کیلئے چھتری بڑی ضروری چیز ہے - جدہ - مکہ اور مدینہ مین مکانات کئی کئی منزلہ ہوتے ہین - چڑھتے اور اترنے کے وقت برقی مشعل بڑی کارآمد ہوتی ہے - ایک عدد لال ٹین بھی ساتھ

رکھ لی جائے۔ احرام کا کپڑا اور کفن بھی ساتھ رکھ لیا جائے۔ جہاز میں مسافر اگر چاہیں تو خود بھی کھانا تیار کرکے کھا سکتے ہیں۔ سفری چولھے ساتھ رکھ لئے جائیں۔ جہاز میں کمپنی کی جانب سے پخت و پز کیلئے روزانہ لکڑی مہیا کیجاتی ہے مگر سخت اور موٹی ہوتی ہے کوئتا یا کلہاڑی بغیر کام نہیں چلتا۔ کوئلے ساتھ رکھ لئے جائیں تو زیادہ آرام دہ ہوتے ہیں بمبئی مقام پر کمپنی کیجانب سے روانگی جہاز سے ایک دن قبل اطلاع مل جاتی ہے ایسی اطلاع ملتے ہی اپنا سامان احتیاط سے باندھکر رکھدیا جائے۔ کل سامان پر کسی رنگ سے اپنا نام اور پتہ امتیاز کیلئے لکھدیا جائے۔ جہاز میں اور جدہ پر۔ اس سے بڑی مدد ملتی ہے جس روز جہاز روانہ ہوتا ہے گودی کے قریب قرنطینہ میں صبح پہونچکر بھاپ میں بیٹھنا ہوتا ہے تکیے کے ذریعہ بھاپ دی جاتی ہے۔ اسوقت اپنا ٹکٹ اور پاس پورٹ اپنے ہاتھ میں رکھو۔ قرنطینہ کے عمل سے فارغ ہوتے ہی گودی پر پہونچکر سوار ہونے کیلئے انتظار کرو۔ جہاز پر سوار ہونیکے وقت ٹکٹ اور پاسپورٹ اپنے ہاتھ میں رکھو۔ قلی کو تاکید کردو کہ سامان کھلے ہوئے ہوادار مقام پر جمع رکھے۔ اور پلنگ کھولکر بچھادے۔ اور بالٹی میں میٹھا پانی بھر کر اول سے رکھ چھوڑے۔ اگر قلی کو اُس کے مقررہ اجرت کے علاوہ انعام دیا جائیگا تحریص دلائی جائے تو ان اُمور میں بڑی مدد ملیگی۔ سوار ہونیکے بعد جہاز کی روانگی کے تین چار گھنٹہ بعد تک بڑی گڑبڑ رہتی ہے۔ مسافر اطمینان سے اپنے پلنگ پر خاموش لیٹا رہے اپنے معدہ کو کسی وقت بھی خالی نہ رکھے۔ جبتک معدہ پر رہیگا نہ چکر کا زیادہ اثر ہوگا اور نہ صفرہ کا غلو ہوگا جب جہاز میں سکون ہوجائے تو مسافر کو چاہیئے کہ ایام گذاری کیلئے اچھی صحبت کی تلاش کرے جس کام کیلئے یہ سفر اختیار کیا گیا ہے اُس کے شرائط کو مدنظر رکھکر یاد الٰہی میں مشغول رہے۔

عدن سے پار ہوکر مقام کامران جہاز لنگر انداز ہوتا ہے۔ کل مسافر کشتی میں کامران کے قرنطینہ میں پہونچائے جاتے ہیں مسافروں کو چاہیئے کہ کل سامان جہاز میں چھوڑ دیں۔ صرف بالٹی۔ لوٹا۔ ایک چادر یا رومال اور کمل مصلی لیکر اترے۔ جہاز میں سامان کی حفاظت کا اچھا انتظام رہتا ہے۔ قرنطینہ میں غسل دیا جاتا ہے قرنطینہ چوبیس گھنٹہ کا ہوتا ہے۔ کامران میں کھانے پینے کے اشیاء مل جاتے ہیں یہاں سے اپنے اپنے مکانوں کو خط بھی لکھے جاسکتے ہیں۔ سرکار عظمت مدار کا ہندوستانی ٹکٹ کام میں لایا جاسکتا ہے۔ خطوط رسانی بھی

ٹکٹ کارڈ۔ لفافہ فروخت کرتا ہے۔ قرنطینہ کامران سے فارغ ہو کر جہاز پر سوار ہونے بعد اگلے دن مقام میقات یلملم کا محاذ آتا ہے اس مقام پر پہونچنے سے دو گھنٹے کے قبل جہاز کے کارپرداز ان حاجیوں کو اطلاع دیتے ہیں۔ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر مقام میقات محاذ یلملم پر احرام باندھ لیا جائے۔ احرام کے دو جوڑے رکھ لئے جائیں تو زیادہ آرام ملتا ہے۔ جہاز میں جس بات کی تکلیف ہو اُسکی اطلاع راست کپتان جہاز کو دینے سے آرام ملتا ہے۔ جہاز میں دوا خانہ بھی ہوتا ہے۔ دوسرے روز بندرگاہ جدہ پر جہاز لنگرانداز ہو جاتا ہے۔ عرب کے قلی جہاز پر آجاتے ہیں۔ مسافرونکو جس کشتی میں سوار کرتے ہیں اُسمیں اُنکا سامان بھی لادتے ہیں۔ کنارہ پر پہونچکر مسافر کشتی سے اُتار دیئے جاتے ہیں۔ اور سامان کشتی میں رہتا ہے سرکار کی جانب سے کشتی کی اجرت کنارہ پر حاصل کیجاتی ہے۔ تھوڑی دیر بعد سامان کشتی سے اُتارا جاتا ہے اس مقدس سفر کے کرنے والے کو لازم ہے کہ اپنے ساتھ کم سے کم سات سو (۷۰۰) روپیہ کلدار رکھے اس سے کم میں بڑی تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔ حکومت جہاز حاجیوں سے ٹکس وصول کرتی ہے۔ اقسام اقسام کے ٹکس ہیں۔ مثلاً جدہ۔ مکہ اور مدینہ کی دہانی کا محصول۔ جدہ پر کشتی کا محصول۔ اونٹ۔ اور موٹر پر سفر کرنے والوں سے محصول۔ پیدل چلنے والوں سے محصول۔ نہر زبیدہ کا محصول وغیرہ ان سرکاری محصولات کے علاوہ حاجی کو جدہ۔ مکہ اور مدینہ پر معلم کی اجرت ادا کرنی ہوتی ہے ان مقامات کی رہائش کے ایام میں کرایہ مکان فی یوم ادا کرنا ہوتا ہے۔ اونٹوں اور موٹر کا کرایہ میدان منیٰ اور عرفات میں ڈیرے جو استعمال میں لائے جاتے ہیں اُنکا کرایہ۔ زمزمی کے اخراجات مطوف کی فیس۔ قربانی کے جانور خریدنے ہوتے ہیں۔ پانی خریدکر استعمال میں لانا ہوتا ہے۔ ان کل مدات کے اخراجات کی تفصیل ہر سال جدہ اور مکہ اور مدینہ میں حکومت کی جانب سے شائع ہوتی ہے۔ اجرت اور محصول کے نرخنامہ مرتب ہوتے ہیں۔ اپنے اپنے معلم کے ذریعہ وہ نرخنامہ حاصل کرکے اُسکے موجب اخراجات کریں۔ ورنہ معلم اور مطوف ناجائز فائدہ اُٹھاتے ہیں اور حاجی خسارہ میں پڑجاتا ہے۔

مکہ میں حاجی مقامات تنعیم وغیرہ کو عمرہ لانے کیلئے جاتے ہیں۔ اور دیگر مقامات مقدسہ کی زیارت کیلئے سواری کا استعمال کرتے ہیں یہ سواری عموماً ایک جھٹکہ نما گاڑی ہوتی ہے جسکو

عربیہ کہتے ہین ۔ اسکو ایک گھوڑا جوتا جاتا ہے ۔ گاڑی ران مسافرون سے بہت کرایہ وصول کرتے ہین ۔ سواری کے استعمال کے قبل ہی لوگون سے دریافت کرکے کرایہ مقرر کرلیا جائے معلم اور مطوف اگر حاجی سے نیک سلوک کرنا چاہین گے تو اصلی کرایہ بتلا دینگے ورنہ گاڑی ران کے مطالبہ کے بموجب کرایہ دگنا تگنا دلوادینگے ۔ مدینہ مین بھی عربیہ دستیاب ہوتے ہین انپر مقدس مقامات کی زیارت کیجاسکتی ہے ۔

تحفہ تحائف ۔ ایام حج مین بمقام مکہ خرید لینا زیادہ تر مفید ہوتا ہے ۔ مدینہ منورہ مین یہ اشیاء گران ملتے ہین ۔ مکہ کا بازار بمقابلہ مدینہ کے بازار کے بہت بھاری ہے ۔ مکہ اور مدینہ مین جو خیرات کیجائے اسکا ثواب محتاج بیان نہین ۔ سیدون اور بیواؤن کو ڈھونڈکر اُن کی مدد کرنیکی کوشش کیجائے ۔ مکہ مین اکثر ایسے رباط ہین جن مین توکل بخدا لوگ اور مجاور برسون سے ٹھہرے ہوئے ہین انکی تلاش کرکے ان کے ساتھ سلوک کیا جائے تو حق بحقدار رسید کا مصداق ہوتا ہے ۔ مدینہ مین صحیح النسب سادات موجود ہین ۔ اور تنگدستی مین ہین انکو اورون پر ترجیح دیجائے ۔ مکہ اور مدینہ مین مدارس جو چندہ پر چلائے جاتے ہین قائم ہین طلباء کی مدد بھی بہت ضروری ہے ۔ مکہ مین مدرسہ صولتیہ ہندیہ نواح حارت الباب محلہ خندریسہ مین قدیم قبرستان شبوکہ کے متصل واقع ہے اسمین ہندوستانی طلباء تعلیم پاتے ہین اور ہندوستان کے چندہ پر اس کے اخراجات چلتے ہین اُس مدرسہ کو ریاست حیدرآباد سے بڑی دلچسپی ہے ۔ مدرسہ سے متعلق دارالقیامہ بھی ہے ۔ تخمیناً ساڑھے چارسو لڑکا تعلیم پاتا ہے ۔ اس مدرسہ کی جدید عمارت کی تعمیر مین حضرت اقدس و اعلی نے بھی پچاس ہزار روپیہ کا گران بہا عطیہ عنایت فرمایا ہے ۔ اس مقدس مقام پر جو دنیا کا مرکز ہے وہان کے دینی تعلیم مین بھی حضرت اقدس و اعلی نے ہاتھ بٹایا ہے ۔ کارپردازان مدرسہ نے اس مدرسہ کی عمارت کے اوپر کے منزل مین ایک پرشان ہال موسومۂ دیوان عثمانیہ تعمیر کیا ہے ۔ حاجی اس مدرسہ کی امداد سے بھی ثواب حاصل کیا کرین ۔ اس مدرسہ کے معتمد صاحب کے پاس حاجی اپنے قیمتی اشیاء اور نقدیات ایام قیام مکہ مین امانتاً رکھوا سکتے ہین ۔ چونکہ اس مدرسہ مین

ہندوستانی عنصر زیادہ ہے ہندوستانی حاجیون کو اس مدرسہ کے کارپردازان سے ہر معاملہ مین آسانی سے تفہیم اور مدد ملتی ہے۔

ماہائے مئے۔جون۔جولائی۔ اور اگسٹ مین بحر عرب اور بحر قلزم مین تلاطم رہتا ہے سمندری سفر کے وقت اسکا خیال رکھنا ضروری ہے۔مین اپنے تجربہ سے کہہ سکتا ہون کہ مستورات اگر اس مبارک سفر مین ساتھ رہین تو اُنکو آرام اور آسائش پہونچانے کیلئے ایک سے دو مضبوط اور جفاکش محرم مردون کا ساتھ رہنا ضروری ہے۔اور مصارف کیلئے بھی زیادہ رقم رکھنا چاہیئے۔

اس مبارک سفر کا کم خرچ اور بالا نشین طریقہ

ماہ ذیقعدہ کے ہفتہ اول مین بمبئی سے جہاز پر سوار ہوجائے۔دسوین یا بارہوین دن جدہ پہونچ جاتے ہین۔وہان سے دوسرے یا تیسرے روز موٹر کی سواری مین روانہ ہوکر دو دن مین راست مدینہ منورہ پہونچ جاوین۔روضۂ مبارک پر حاضری دیتے ہوئے مسجد نبوی مین نمازین ادا کرتے رہین اور مدینہ سے ایسی تاریخون مین نکلین کہ ایام ترویہ کے ایک یا دو روز اول مکہ پہونچ جاوین اور حج سے فارغ ہوکر ۱۴ یا ۱۵۔ ذی حجہ کو مکہ سے روانہ ہوکر جدہ پہونچ جاوین اُسوقت کل جہاز بندرگاہ جدہ پر واپسی کیلئے تیار رہتے ہین جو جہاز ملے اُسپر سوار ہوکر دسوین دن بمبئی اور دوسرے تیسرے روز اپنے وطن مین داخل ہوجاوین اس حساب سے یکم یا ۲ محرم تک گھر پہونچ جاتے ہین ادائی فریضہ حج بھی ہوگیا۔رسول مقبول کے روضہ کی زیارت بھی نصیب ہوگئی اور دن بھی کم صرف ہوئے جسکی وجہ اخراجات مین بھی کمی واقع ہوتا لازمات سے ہوتا ہے۔اس طریقہ سے سفر کرنے مین یلملم پر احرام باندھنے کی ضرورت داعی نہین ہوتی مکہ جانے والون کیلئے یہہ قید ہے۔مدینہ سے واپسی کے وقت ذوالحلیفہ مین یا مدینہ مین قِران کا احرام باندھ لیا جائے تو زیادہ ثواب ملتا ہے اور یون دیکھا جائے تو احرام کے تکلفات مین بھی بہت کم دن صرف ہوتے ہین۔ایسی واپسی مین دریا کو تلاطم نہین رہتا

اس کے بعد تلاطم شروع ہو جاتا ہے۔
جس آیت قرآن کی رو سے رکن حج اسلام مین فرض قرار پایا ہے اُس مین لفظ استطاعت
کا استعمال ہوا ہے جس سے مراد راستہ مین خدشہ نہ ہو بھی لی گئی ہے۔ جب واپسی کے
وقت تلاطم دریا کا خوف ہو تو اُس سے اول واپس ہونا عین منشاء احکام ہوتا ہے۔
لوگ عموماً حج کے بعد زیارت مدینہ سے مشرف ہوتے ہین۔ مگر موقعہ و محل کے لحاظ سے
قبل از فراغ حج مدینہ منورہ کی زیارت قابل اعتراض نہین ہو سکتی۔

دار الامن — خاکسار

عقب رزیڈنسی علیٰ ہی میان بازار پرایمری اسکول۔ الحاج سید قاسم حسینی عفی عنہ

نوٹ۔ منیٰ اور عرفات کا میدان ایک ہی وضع کے ڈیروں سے گنجان گھرا رہتا ہے
اپنے ڈیرے سے کچھہ فاصلہ تک جانا چاہیں تو اپنے نواح کے امتیاز کیلیے اطراف
واکناف کے مقامات دہیان میں رکھہ لیا جاے ورنہ اژدہام کی وجہ اکثر اوقات حاجی
اپنے ڈیرے کو بہول جاتے ہیں۔ مکہ واپس ہوے تک اقسام کے تکالیف میں مبتلا رہتے
ہیں معلّم اور مطوف کا نام معہ عرفیت بہی اگر یاد رکھہ لیا جائے تو کسیقدر آسانی پیدا
کر دیتا ہے معلم اور مطوف اپنے کل حاجیوں کو ایک ہی جگہ ٹہیراتے ہیں۔

رباعیات

آباد ہے اے خدا خدائی تجھ سے
ساری دنیا عدم سے آئی تجھ سے
پُرنور ہیں مہر و مہ ترے پرتو سے
ہر ذرّہ نے آب و تاب پائی تجھ سے

کیا میٹھی ہے کیا کہوں زبانِ قرآں
شیریں ہے عسل سے بھی بیانِ قرآں
کتنا ہے مزے کا لب و لہجہ اس کا
چوما کروں میں لب و دہانِ قرآں

ایمان کی آنکھ کا ہے تارا قرآں
انسان کی جان ہے ہمارا قرآں
ہے نور ہی نور اس کی ہر آیت میں
دیکھو تو بغور پڑھ کے سارا قرآں

کیوں کر ہو نجات کیا بتائے کوئی
ہر رنج سے ہر غم سے چھڑائے کوئی
کہتا ہے بآواز یہ قرآں ثاقب
ملتی ہے نجات چل کے آئے کوئی

کیا پوچھتے ہو کہ اس سے کیا ملتا ہے
آئینۂ دینِ حق نما ملتا ہے
ہے اس میں وہ نور جس سے آنکھیں کھل جائیں
قرآن کے نور سے خدا ملتا ہے

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ
۱- اراکین مجلس اعلیٰ، مجلس [illegible] پانچ کتابیں ایک [illegible]
مجالس تعلیمات و نصاب [illegible] پانچ کتابیں ایک [illegible]
۲- اساتذہ جامعہ عثمانیہ و کلیہ [illegible] کتابیں ایک ماہ [illegible]
اور اراکین دار الترجمہ دس کتابیں [illegible]
۳- طلبا میں ایم اے، ایل ایل بی [illegible] اپنے پاس رکھ سکتے ہیں
کے طلبہ تین کتابیں [illegible]
طلبہ پانچ کتابیں [illegible]
۴- مدت مقررہ کے بعد کتابیں واپس نہ ہوں تو [illegible]
ایک آنہ یومیہ فی کتاب جرمانہ لیا جائے گا۔
۵- بشرط موقع کتابیں مکرر جاری کی جا سکیں گی [illegible]
یہ کتب خانہ میں کتاب کا لانا لازم ہے۔
۶- کتابیں گم یا خراب ہو جائیں تو مستعیر [illegible]
جائیں گی۔
۷- کتابوں پر کسی قسم کا نشان یا [illegible] منع ہے
بنایا جائے۔
۸- قلمی نسخے اور حوالے کی کتابیں
جاری نہ کی جا سکیں گی۔ فقط